انوار الطریق فی رد ظلمات فیصل الحلیق



تصنیف

حافظ زبیر علی زئی



حضرو اٹک : پاکستان



اَنوار الطریق فی رد ظلمات فیصل الحلیق

تصنیف : حافظ زبیر علی زئی

طبع اول : رمضان ۱۴۳۱ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۰ء

مکتبۃ الحدیث حضرو۔ ضلع اٹک

فہرست

❀❀❀


آنکھیں ہیں اگر بند
تو پھر دن بھی رات ہے
www.munazara.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد لله ربّ العالمين والصّلٰوة والسّلام علٰى آخر النبيين و رضي الله عن أصحابه أجمعين و من تبعهم بإحسان إلٰى يوم الدين . أما بعد:

حنفیہ، بریلویہ، دیوبندیہ اور بعض اہلِ حدیث کی طرف سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ترکِ رفع یدین کی جو روایت پیش کی جاتی ہے، وہ دو وجہ سے ضعیف و مردود ہے:

۱: اصولِ حدیث کا مشہور مسئلہ ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف اور نا قابلِ حجت ہوتی ہے، جیسا کہ امام شافعی کی کتاب الرسالہ، خطیب بغدادی کی الکفایہ فی علم الروایہ، ابن الصلاح کی علوم الحدیث اور حافظ ابن حجر العسقلانی کی کتاب: نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کتبِ اصولِ حدیث میں لکھا ہوا ہے۔

ترکِ رفع یدین والی روایتِ مذکورہ میں ایک راوی امام سفیان ثوری ہیں جو کہ بالاجماع مدلس تھے اور ان کی بیان کردہ یہ روایت عن سے ہے، سماع کی تصریح موجود نہیں لہٰذا اُصولِ حدیث کی رُو سے یہ روایت ضعیف ہے۔

مدلس کے بارے میں اصولِ حدیث کا یہ مسئلہ بریلویوں اور دیوبندیوں کی مستند کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے۔ یاد رہے کہ سفیان ثوری کو طبقۂ ثانیہ میں ذکر کر کے ان کی تمام معنعن روایات کو صحیح قرار دینا غلط ہے۔

۲: جمہور محدثین مثلاً امام عبداللہ بن المبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری وغیرہم نے حدیث مذکور پر مختلف انداز سے کلام کر کے اسے ضعیف و نا قابلِ حجت قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا دار و مدار محدثین کرام پر ہے۔ رحمہم اللہ اجمعین

اُصولِ حدیث اور مدلس کی عن والی روایت کا حکم

اُصولِ حدیث کا مشہور و معروف مسئلہ ہے کہ مدلس راوی (یعنی جس کا مدلس ہونا ثابت ہو) کی عن والی روایت نا قابلِ حجت یعنی ضعیف ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں محدثین کرام، علمائے حدیث اور دیگر علماء کے چالیس (۴۰) حوالے مع ثبوت پیشِ خدمت ہیں:

۱) امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) نے فرمایا:

" فقلنا : لا نقبل من مدلّس حديثاً حتى يقول فيه : حدثني أو سمعت ."

پس ہم نے کہا: ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے، حتیٰ کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے/ یعنی سماع کی تصریح کرے۔

(کتاب الرسالہ طبع المطبعۃ الکبری الامیریہ ببولاق ۱۳۲۱ھ ص ۵۳، بتحقیق احمد شاکر: ۱۰۳۵)

کتاب الرسالہ اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث بلکہ اصولِ دین کی قدیم اور عظیم الشان کتابوں میں سے ہے اور متعدد علماء نے اس کی شروح لکھی ہیں۔

۲) امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کتاب الرسالہ کو پسند کرتے تھے۔
دیکھئے الطیوریات (ج ۲ ص ۶۱۷ ح ۶۸۱ وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی کے نزدیک بھی مدلس کی عن والی روایت قابلِ قبول نہیں ہے۔

۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کتاب الرسالہ سے راضی تھے۔
دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (۷/ ۲۰۴ وسندہ صحیح، امام شافعی اور مسئلۂ تدلیس، فقرہ: ۲)

اور فرماتے تھے کہ یہ اُن کی سب سے اچھی کتابوں میں سے ہے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۴/ ۲۹۱ وسندہ صحیح)

٤) امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) بھی کتاب الرسالہ سے متفق تھے۔
دیکھئے فقرہ:۳،اور ''امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلۂ تدلیس''

٥) امام اسماعیل بن یحییٰ المزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) بھی کتاب الرسالہ کے مؤید تھے۔ (مقدمۃ الرسالہ ص۳۷ روایۃ ابن الاکفانی: ۵۴ وسندہ حسن)

٦) مشہور محدّث ابوبکر البیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے امام شافعی کا مذکورہ کلام (فقرہ:۱) نقل کیا اور اس پر سکوت کے ذریعے سے اس کی تائید فرمائی۔
دیکھئے معرفۃ السنن والآثار (۷۶/۱) اور النکت للزرکشی (ص۱۹۱)

٧) صحیح مسلم کے مصنف امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے فرمایا:

''و إنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث ممن روى عنهم - إذا كان الراوي ممن عرف بالتدليس في الحديث و شهر به فحينئذ يبحثون عن سماعه في روايته و يتفقدون ذلك منه، كي تنزاح عنهم علة التدليس''

جس نے بھی راویانِ حدیث کا سماع تلاش کیا ہے تو اس نے اس وقت تلاش کیا ہے جب راوی حدیث میں تدلیس کے ساتھ معروف (معلوم) ہو اور اس کے ساتھ مشہور ہو تو اس وقت روایت میں اس کا سماع دیکھتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں تاکہ راویوں سے تدلیس کا ضعف دور ہو جائے۔ (مقدمہ صحیح مسلم طبع دارالسلام ص۲۲ ب)

اس عبارت کی تشریح میں ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے:

''و هذا يحتمل أن يريد به كثرة التدليس في حديثه ويحتمل أن يريد [به] ثبوت ذلك عنه و صحته فيكون كقول الشافعي'' اور اس میں احتمال ہے کہ اس سے حدیث میں کثرتِ تدلیس مراد ہو، اور (یہ بھی) احتمال ہے کہ اس سے تدلیس کا ثبوت مراد ہو، تو یہ شافعی کے قول کی طرح ہے۔ (شرح علل الترمذی ج۱ ص۳۵۴)

عرض ہے کہ اس سے دونوں مراد ہیں یعنی اگر راوی کثیر التدلیس ہو تو بھی اس کی معنعن

روایت (اپنی شروط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے، اور اگر راوی سے (ایک دفعہ ہی) تدلیس ثابت ہو جائے تو پھر بھی اس کی معنعن روایت (اپنی شروط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے۔

ثابت ہوا کہ امام مسلم کے نزدیک مدلس کی معنعن (عن والی) روایت حجت نہیں ہے۔

۸) خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فرمایا:

" و قال آخرون : خبر المدلس لا یقبل إلا أن یورده علٰی وجه مبین غیر محتمل لإیهام فإن أورده علٰی ذلك قُبِلَ ، و هذا هو الصحیح عندنا ."

اور دوسروں نے کہا: مدلس کی خبر (روایت) مقبول نہیں ہوتی اِلا یہ کہ وہ وہم کے احتمال کے بغیر صریح طور پر تصریح بالسماع کے ساتھ بیان کرے، اگر وہ ایسا کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور ہمارے نزدیک یہی بات صحیح ہے۔ (الکفایہ فی علم الروایہ ص ۳۶۱)

الکفایہ اصولِ حدیث کی مشہور اور مستند کتابوں میں سے ہے۔

۹) حافظ ابن حبان البستی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے فرمایا:

" فما لم یقل المدلّس و إن کان ثقة : حدثني أو سمعت فلا یجوز الإحتجاج بخبره ، و هذا أصل أبي عبد اللّٰه محمد بن إدریس الشافعي ۔ رحمه اللّٰه۔ و من تبعه من شیوخنا . "

پس جب تک مدلس، اگرچہ ثقہ ہو، حدثنی یا سمعت نہ کہے (یعنی سماع کی تصریح نہ کرے) تو اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے اور یہ ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کی اصل (بنیادی اصول) ہے اور ہمارے اساتذہ کا اصول ہے جنھوں نے اس میں اُن کی اتباع (یعنی موافقت) کی ہے۔ (کتاب المجروحین ج ۱ ص ۹۲، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۸۶)

نیز دیکھئے صحیح ابن حبان (الاحسان ۱/۱۶۱، دوسرا نسخہ ۱/۹۰)

حافظ ابن حبان نے مزید فرمایا: **" فإن المدلس ما لم یبین سماع خبره عمن کتب عنه لا یجوز الإحتجاج بذلك الخبر ، لأنه لا یدری لعله سمعه من إنسان ضعیف یبطل الخبر بذکره إذا وقف علیه و عرف الخبر به، فما لم یقل**

المدلس في خبره و إن كان ثقة : سمعت أو حدثني ، فلا يجوز الإحتجاج بخبره " پس مدلس جب تک اپنے استاذ سے سماع کی تصریح نہ کرے تو اس کی اس روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ پتا نہیں کہ شاید اس نے کسی ضعیف انسان سے سنا ہو، جس کے معلوم ہو جانے سے خبر (روایت) باطل ہو جاتی ہے۔ پس مدلس اگرچہ ثقہ ہو اپنی روایت میں سمعت یا حدثنی نہ کہے تو اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔

(کتاب الثقات ج ۱ ص ۱۲)

۱۰) حافظ ابن الصلاح الشہرزوری الشافعی (متوفی ۶۴۳ھ) نے کہا:

" والحكم بأنه لا يقبل من المدلّس حتى يبين ، قد أجراه الشافعي رضي الله عنه فيمن عرفناه دلّس مرة . والله أعلم "

اور حکم (فیصلہ) یہ ہے کہ مدلس کی روایت تصریحِ سماع کے بغیر قبول نہ کی جائے، اسے شافعی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جاری فرمایا ہے جس نے ہماری معلومات کے مطابق صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہے۔ واللہ اعلم

(مقدمۃ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح للعراقی ص ۹۹، دوسرا نسخہ ص ۱۶۱)

مقدمہ ابن الصلاح یا علوم الحدیث (معرفۃ انواع علم الحدیث) اُصولِ حدیث کی مشہور و معروف کتاب ہے اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ مثلاً دیکھئے ارشاد طلاب الحقائق للنووی (۱/۱۰۸) المنہل الروی لابن جماعہ (ص ۲۶) اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (۱/۹۵۔۹۶) اور التقیید والایضاح (ص ۱۱) نزہۃ النظر لابن حجر (ص ۵۔۶) اور البحر الذی زخر للسیوطی (۱/۲۳۵) وغیرہ۔

۱۱) علامہ یحییٰ بن شرف النووی (متوفی ۶۷۷ھ) نے فرمایا:

" فما رواه بلفظ محتمل لم يبين فيه السماع فمرسل ... و هذا الحكم جار فيمن دلّس مرة . " پس وہ (مدلس راوی) ایسے لفظ سے روایت بیان کرے جس میں احتمال ہو، سماع کی تصریح نہ ہو تو وہ مرسل ہے... اور یہ حکم اس کے بارے میں جاری ہے جو

ایک دفعہ تدلیس کرے۔

(التقریب للنووی فی اصول الحدیث ص ۹ نوع ۱۲، تدریب الراوی للسیوطی ۱/ ۲۲۹۔۲۳۰)

مرسل کے بارے میں نووی نے کہا:

"ثم المرسل حدیث ضعیف عند جماهیر المحدثین ..." پھر (یہ کہ) مرسل ضعیف حدیث ہے، جمہور محدثین کے نزدیک... (التقریب للنووی ص ۷ نوع ۹)

۱۲) حافظ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) نے فرمایا:

"و كذلك من عرف بالتدليس المجتمع عليه و كان من المسامحين في الأخذ عن كل أحد، لم يحتج بشيءٍ مما رواه حتى يقول: أخبرنا أو سمعت" اوراسی طرح جو شخص اس تدلیس کے ساتھ معلوم ہو جائے، جس پر اجماع ہے (کہ وہ تدلیس ہے) اور وہ ان نرمی کرنے والوں میں سے ہو جو ہر ایک سے روایت لے لیتے ہیں، اس نے جو بھی روایت بیان کی اس میں سے کسی کے ساتھ بھی حجت نہیں پکڑی جائے گی اِلا یہ کہ وہ اخبرنا یا سمعت کہے یعنی سماع کی تصریح کرے۔

(التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید ۱/ ۱۷)

اس سے ثابت ہوا کہ ضعیف راوی سے روایت کرنے والے مدلس کی غیر مصرح بالسماع (عن والی) روایت حافظ ابن عبدالبر کے نزدیک حجت نہیں یعنی ضعیف ہے۔

ہمارے علم کے مطابق تمام ثابت شدہ مدلسین میں سے کوئی ایک مدلس بھی ایسا نہیں جو ضعیف راوی سے روایت بیان نہیں کرتا تھا۔

تنبیہ: حافظ ابن حبان وغیرہ کا یہ دعویٰ کہ "سفیان بن عیینہ صرف ثقہ سے تدلیس کرتے تھے" کئی وجہ سے غلط ہے۔ مثلاً:

۱: یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ بعض اوقات سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ غیر ثقہ سے بھی تدلیس کر لیتے تھے۔

۲: سفیان بن عیینہ جن ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے، ان میں سے بعض بذاتِ خود

مدلس تھے اور اُن کا صرف ثقہ سے تدلیس کرنے کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا یہاں تدلیس پر تدلیس کا شبہ ہے۔

۳: سفیان بن عیینہ ضعیف راویوں سے بھی روایتیں بیان کرتے تھے، مثلاً اُن کے اساتذہ میں علی بن زید بن جدعان (ضعیف راوی) بھی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر نے مزید فرمایا: ''**إلا أن یکون الرجل معروفًا بالتدلیس فلا یقبل حدیثه حتی یقول: حدثنا أو سمعت، فهذا لا أعلم فیه أیضًا خلافًا.**''

سوائے اس کے کہ (اگر) آدمی تدلیس کے ساتھ مشہور ہو تو اس کی حدیث قبول نہیں کی جاتی اِلا یہ کہ وہ حدثنا یا سمعت کہے (یعنی سماع کی تصریح کرے) اس کے بارے میں مجھے کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے۔ (التمہید ۱/۱۳)

حافظ ابن عبدالبر نے معنعن (عن والی) روایت کے مقبول ہونے کی تین شرطیں بیان فرمائی ہیں، جن پر اجماع ہے۔

(۱) تمام راوی عادل یعنی ثقہ وضابط ہوں۔

(۲) ہر راوی کی اپنے استاذ سے ملاقات ثابت ہو۔

(۳) تمام راوی تدلیس سے بری ہوں۔ (التمہید ۱/۱۲)

۱۳) ابوبکر الصیر فی (متوفی ۳۳۰ھ) نے کتاب الرسالہ للشافعی کی شرح کتاب الدلائل والاعلام میں فرمایا: ''**کل من ظهر تدلیسه عن غیر الثقات لم یقبل خبره حتی یقول: حدثني أو سمعت.**'' ہر وہ شخص جس کی تدلیس غیر ثقہ راویوں سے ظاہر ہو جائے تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی، اِلا یہ کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے/یعنی سماع کی تصریح کرے۔ (النکت علیٰ مقدمۃ ابن الصلاح للزرکشی ص ۱۸۴)

نیز دیکھئے امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلۂ تدلیس (ص ۱۱۔۱۲)

۱۴) حافظ ذہبی نے معنعن روایت (جس میں عن عن ہو) کے بارے میں فرمایا:

''**ثم بتقدیر تیقن اللقاء یشترط أن لایکون الراوي عن شیخه مدلّسًا فإن لم**

يكن حملناه على الاتصال. فإن كان مدلسًا فالأظهر أنه لا يحمل على السماع. ثم إن كان المدلس عن شيخه ذا تدليس عن الثقات فلا بأس وإن كان ذا تدليس عن الضعفاء فمردود.'' پھر اگر ملاقات کا یقین ہو تو اس حالت میں شرط یہ ہے کہ راوی اپنے استاذ سے مدلّس (تدلیس کرنے والا) نہ ہو، پس اگر وہ نہ ہو تو ہم اسے (عن والی روایت کو) اتصال پر محمول کرتے ہیں۔ پس اگر وہ مدلس ہو تو ظاہر یہی ہے کہ وہ سماع پر محمول نہیں ہے۔ پھر اگر اپنے استاذ سے مدلس ایسا ہو جو ثقہ راویوں سے تدلیس کرتا تھا تو کوئی حرج نہیں اور اگر وہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا تو (اس کی عن والی روایت) مردود ہے۔ (الموقظۃ للذہبی مع کفایۃ الحفظۃ لسلیم بن عید الہلالی ص ۱۹۹، بتحقیق حاتم بن عارف العونی ص ۱۳۲، نسخہ ابی غدہ عبدالفتاح ص ۴۵)

یہاں بطورِ فائدہ عرض ہے کہ ثقہ راویوں سے تدلیس کرنے والوں کی مثال (دنیائے تدلیس میں) صرف سفیان بن عیینہ ہیں اور اُن کی معنعن روایت بھی دو وجہ سے ضعیف ہے، جیسا کہ فقرہ نمبر ۱۲ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

حافظ ذہبی کے درج بالا بیان سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک سفیان بن عیینہ کے علاوہ تمام مدلسین مثلاً سفیان ثوری اور سلیمان الاعمش وغیرہما کی عن والی روایات سے (اپنی شرائط کے ساتھ) ضعیف و مردود ہیں۔

۱۵) حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا:

''وحكم من ثبت عنه التدليس إذا كان عدلاً، أن لا يقبل منه إلا ماصرح فيه بالتحديث على الأصح'' صحیح ترین بات یہ ہے کہ جس راوی سے تدلیس ثابت ہو جائے، اگرچہ وہ عادل (ثقہ) ہو تو اُس کی صرف وہی روایت مقبول ہوتی ہے جس میں وہ سماع کی تصریح کرے۔ (نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر ص ۶۶، ومع شرح الملا علی القادری ص ۴۱۹)

۱۶) امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک روایت پر کلام کرتے ہوئے فرمایا:

''ولم يذكر قتادة سماعًا من أبي نضرة في هذا.''

اور قتادہ نے ابونضرہ سے اس روایت میں اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ (جزء القراءۃ: ۱۰۴)

معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک مدلس کا سماع کی تصریح نہ کرنا صحتِ حدیث کے منافی ہے۔

۱۷) امام شعبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) نے اپنے مدلس استاد قتادہ رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا: میں قتادہ کے منہ کو دیکھتا رہتا، جب آپ کہتے: میں نے سنا ہے یا فلاں نے ہمیں حدیث بیان کی، تو میں اسے یاد کر لیتا اور جب وہ کہتے: فلاں نے حدیث بیان کی، تو میں اسے چھوڑ دیتا تھا۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶۹، وسندہ صحیح)

اس سے معلوم ہوا کہ امام شعبہ رحمہ اللہ بھی مدلس کی سماع کے بغیر والی روایت حجت نہیں سمجھتے تھے۔ نیز دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج ا ص ۲۶۱۔۲۶۲)

۱۸) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے اسے معلول (یعنی ضعیف) قرار دیا اور فرمایا:

دوسری بات یہ ہے کہ اعمش مدلس ہیں (اور) انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے اپنے سماع (سننے) کا ذکر نہیں کیا۔ الخ (کتاب التوحید ص ۳۸، علمی مقالات ج ۳ ص ۲۲۰)

اس سے ثابت ہوا کہ امام ابن خزیمہ بھی مدلس کی عن والی روایت کو معلول یعنی ضعیف سمجھتے تھے۔

۱۹) حافظ ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) نے بھی تدلیس کے بارے میں حافظ ابن الصلاح کے حکم کو برقرار رکھا اور کوئی مخالفت نہیں کی۔

دیکھئے المقنع فی علوم الحدیث (۱/۱۵۸) اور فقرہ: ۱۰

۲۰) حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) نے تدلیس کے بارے میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور اس کی کوئی مخالفت نہیں کی۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث (۱/۱۷۴، نوع ۱۲)

۲۱) حافظ العراقی (متوفی ۸۰۶ھ) نے ابن الصلاح کا قول: ”**مالم یبین فیہ المدلس الاتصال حکمہ حکم المرسل**“ ذکر کیا اور اس پر کوئی رد نہیں کیا۔

دیکھئے التقیید والایضاح (ص ۹۹)

اور عراقی نے فرمایا:

" و صححوا و صل معنعن سلم من دلسة راويه و اللقا علم "

اور انھوں (محدثین) نے اس معنعن روایت کو موصول صحیح قرار دیا، جو راوی کی تدلیس (عن) سے محفوظ ہو (اور استاذ شاگرد کی) ملاقات معلوم ہو۔

(الفیۃ العراقی شعر ۱۳۶، فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث ۱/۱۶۳)

عراقی نے مزید فرمایا: " والأكثرون قبلوا ما صرحا ثقاتهم و صله و صححا "

اور جمہور نے ثقہ مدلس راویوں کی ان روایتوں کو صحیح قرار دیا ہے جن میں وہ سماع کی تصریح کریں اور دونوں (خطیب وابن الصلاح) نے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

(الفیۃ العراقی مع فتح المغیث ۱/۱۷۹)

۲۲) شریف جرجانی یعنی علی بن محمد بن علی الحسینی (متوفی ۸۱۶ھ) نے مدلس راوی کے بارے میں کہا:

" والأصح التفصيل : فما رواه بلفظ محتمل لم يبن فيه السماع فحكمه حكم المرسل و أنواعه " اور صحیح یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے: پس وہ ایسے الفاظ سے روایت بیان کرے جس میں سماع واضح نہ ہو، احتمال ہو تو اس کا حکم مرسل اور اس کی اقسام کا حکم ہے۔ (رسالہ فی اصول الحدیث ص ۹۱، الدیباج المذہب مع شرح التبریزی ص ۴۱)

مرسل ضعیف روایت ہوتی ہے جیسا کہ امام مسلم، امام ترمذی اور جمہور محدثین کا فیصلہ ہے۔ جرجانی نے معنعن روایت کے بارے میں کہا:

" والصحيح أنه متصل إذا أمكن اللقاء مع البراء ة عن التدليس "

اور صحیح یہ ہے کہ وہ متصل ہے، بشرطیکہ ملاقات ممکن ہو اور راوی تدلیس سے بری ہو۔

(رسالہ فی اصول الحدیث ص ۷۸، الدیباج المذہب مع شرح التبریزی ص ۲۸)

۲۳) بدر الدین محمد بن ابراہیم بن جماعہ (متوفی ۷۳۳ھ) نے معنعن روایت کے

بارے میں کہا:

" والصحيح الذي عليه جماهير العلماء والمحدثين والفقهاء والأصوليين أنه متصل إذا أمكن لقاؤهما مع براء تهما من التدليس " اور صحیح یہ ہے، جس پر جمہور علماء، محدثین، فقہاء اور اصول کے ماہرین (متفق) ہیں کہ وہ متصل ہے بشرطیکہ ملاقات ممکن ہو اور استاذ شاگرد دونوں تدلیس سے بری ہوں۔

(المنہل الروی فی مختصر علوم الحدیث النبوی ص ۵۴)

اس سے ثابت ہوا کہ قاضی ابن جماعۃ مدلس کے عنعنے کو صحتِ حدیث کے منافی سمجھتے تھے۔

۲۴) حسین بن عبداللہ الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) نے اصولِ حدیث والے رسالے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول درج فرمایا اور کوئی تردید نہیں کی، لہٰذا وہ اس مسئلے میں امام شافعی سے متفق تھے۔ دیکھئے الخلاصۃ فی اصول الحدیث (ص ۷۲)

۲۵) سیوطی نے معنعن کے بارے میں کہا:

" ومن روى بعن وأن فاحكم بوصله إن اللقاء يعلم
ولم يكن مدلّسا... "

اور جو عــــن اور أن سے روایت بیان کرے تو اُس کے متصل ہونے کا فیصلہ کرو، بشرطیکہ ملاقات معلوم ہو اور وہ مدلس نہ ہو... (الفیۃ السیوطی مع شرح احمد شاکر ص ۲۸۔۲۹)

سیوطی نے مدلس کے بارے میں کہا:

" والمرتضىٰ قبولهم إن صرحوا بالوصل فالأكثر هذا صححوا "

اور اگر وہ سماع کی تصریح کریں تو ان کی روایت مقبول ہے، جمہور نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(الفیۃ السیوطی ص ۳۱)

۲۶) عمر بن رسلان البلقینی (متوفی ۸۰۵ھ) نے مقدمہ ابن الصلاح کی شرح میں تدلیس کے بارے میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی، لہٰذا یہ ان کی طرف سے اصولِ مذکور کی موافقت ہے۔ دیکھئے محاسن الاصطلاح (ص ۲۳۵)

۲۷) ابراھیم بن موسی بن ایوب الابناسی (متوفی ۸۰۲ھ) نے بھی امام شافعی کے مذکورہ اصول کو نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی، لہٰذا یہ ان کی طرف سے اصولِ مذکور کی تائید ہے۔
دیکھئے الشذی الفیاح (ج ۱ ص ۱۷۷)

۲۸) عینی نے کہا:
اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اُس کی تصریحِ سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔ (عمدۃ القاری ۱۱۲/۳، الحدیث حضرو: ۶۶ ص ۲۷)

اور کہا: " **و قد اتفقوا علیٰ أن المدلس إذا قال : عن ، لا یحتج به إلا أن یثبت من طریق آخر أنه سمع ذلك الحدیث من ذلك الشخص** " اور اس پر ان کا اتفاق ہے کہ مدلس جب عن کہے تو حجت نہیں ہے اِلا یہ کہ دوسری سند سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ حدیث اُس شخص نے (اپنے استاذ) سے سنی ہے۔

(شرح سنن ابی داود للعینی ج ۱ ص ۲۵۵ ح ۹۲)

۲۹) کرمانی نے کہا:
اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ (شرح الکرمانی لصحیح البخاری ج ۳ ص ۶۲ تحت ح ۲۱۴)

۳۰) قسطلانی نے کہا:
اور مدلس کا عنعنہ قابلِ حجت نہیں ہوتا اِلا یہ کہ اس کے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۸۶)

۳۱) السبط ابن العجمی نے کہا:
" **والصحیح التفصیل ... و إن أتی بلفظ یحتمل فحکمه حکم المرسل** "
اور صحیح یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے ... اور اگر وہ (مدلس) ایسے الفاظ بیان کرے جن میں احتمال ہو تو اس کا حکم مرسل کا حکم ہے۔ (التبیین لاسماء المدلسین ص ۱۲)
یعنی مدلس کی غیر مصرح بالسماع روایت مرسل (منقطع) کی طرح ہے، یاد رہے کہ

جمہور محدثین کے نزدیک مرسل روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ومردود ہوتی ہے۔

۳۲) ابن القطان الفاسی نے کہا:

" و معنعن الأعمش عرضة لتبين الإنقطاع فإنه مدلس "

اوراعمش کی معنعن (عن والی) روایت انقطاع بیان کرنے کا نشانہ اور ہدف ہے، کیونکہ وہ مدلس ہیں۔ (بیان الوہم والایہام ۴۳۵/۲ ح ۴۴۱)

معلوم ہوا کہ مدلس کی عن والی روایت کو ابن القطان منقطع سمجھتے تھے۔

۳۳) محمد بن فضیل بن غزوان (متوفی ۱۹۵ھ) نے فرمایا:

مغیرہ (بن مقسم) تدلیس کرتے تھے، پس ہم اُن سے صرف وہی روایت لکھتے جس میں وہ حدثنا ابراہیم کہتے تھے۔ (مسند علی بن الجعد ۴۳۰/۱ ح ۶۲۳ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ: ۶۴۴)

معلوم ہوا کہ محمد بن فضیل بھی مدلس کی غیر مصرح بالسماع یعنی معنعن روایت کو ضعیف ومردود سمجھتے تھے۔

۳۴) ابن رشید الفہری (متوفی ۷۲۱ھ) نے کہا:

" أمّا من عرف بالتدليس فمعرفته بذلك كافية فى التوقف في حديثه حتى يتبين الأمر . " مگر جو تدلیس کے ساتھ معروف (یعنی معلوم) ہو تو یہ معلوم ہو جانا اس کے لئے کافی ہے کہ اس کی حدیث میں توقف کیا جائے اِلا یہ کہ معاملہ واضح ہو جائے/یعنی تصریحِ سماع ثابت ہو جائے۔ (السنن الابین ص ۶۶)

۳۵) امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۲ھ) نے فرمایا:

" فأما من دلّس عن غير ثقة و عمن لم يسمع هو منه فقد جا وزحد التدليس الذي رخص فيه من رخص من العلماء "

پس جو شخص غیر ثقہ سے تدلیس کرے اور اس سے جس سے اُس نے اسے نہیں سنا تو اس شخص نے تدلیس کی حد میں تجاوز کرلیا، جس کے بارے میں علماء نے اجازت دی تھی۔

(الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ یعقوب بن شیبہ کے نزدیک مدلس کی عن والی روایت اور اسی طرح مرسل خفی دونوں ضعیف وغیر مقبول ہیں۔

۳۶) سخاوی نے عراقی کے قول " أثبته بمره " کی تشریح میں کہا:" **و بيان ذلك أنه بثبوت تدليسه مرة صار ذلك هو الظاهر من حاله في معنعناته كما إنه ثبوت اللقاء مرة صار الظاهر من حاله السماع، و كذا من عرف بالكذب في حديث واحد صار الكذب هو الظاهر من حاله و سقط العمل بجميع حديثه مع جواز كو نه صادقًا في بعضه** "

اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اس کی ایک دفعہ تدلیس کے ثبوت سے اُس کی (تمام) معنعن روایات میں اس کا ظاہر حال یہی بن گیا (کہ وہ مدلس ہے) جیسا کہ ایک دفعہ ملاقات کے ثبوت سے (غیر مدلس کا) ظاہر حال یہ ہوتا ہے کہ اُس نے (اپنے استاد سے) سنا ہے، اور اسی طرح اگر کسی آدمی کا (صرف) ایک حدیث میں جھوٹ معلوم ہو جائے تو اس کا ظاہر حال یہی بن جاتا ہے (کہ وہ جھوٹا ہے) اور اس کی تمام احادیث پر عمل ساقط ہو جاتا ہے، اس جواز کے ساتھ کہ وہ اپنی بعض روایات میں سچا ہو سکتا ہے۔

(فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث ج۱ص۱۹۳)

دو اہم دلیلیں بیان کر کے سخاوی نے امام شافعی کی تائید کر دی اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو مدلس کی عن والی روایت نہیں مانتے، چاہے اُس نے ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہو۔

۳۷) عبدالرؤف المناوی (صوفی) نے کہا:

و عنعنة المعاصر محمولة على السماع عند المتقدمين كمسلم و ادعى فيه الإجماع و بخلاف غير المعاصر فإنها تكون مرسلة أو منقطعة و شرط حملها على السماع ثبوت المعاصرة اِلا من المدلس فإنها غير محمولة على السماع . "

متقدمین مثلاً (امام) مسلم کے نزدیک معاصر کی عن والی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے اور انھوں (مسلم) نے اس میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے، اور اس کے برخلاف غیر معاصر کی روایت مرسل یا منقطع ہوتی ہے اور اس کو سماع پر محمول کرنے کی شرط معاصرت (ہم عصر ہونے) کا ثبوت ہے، سوائے مدلس کے اس کا عنعنہ سماع پر محمول نہیں ہے۔

(الیواقیت والدرر فی شرح نخبۃ ابن حجر ۱/۲۱۰، المکتبۃ الشاملہ)

۳۸) زکریا الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ) نے عراقی کا قول "والشافعي أثبته بمرة" نقل کیا اور اس کی کوئی مخالفت نہیں کی۔

دیکھئے فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی (ص ۱۶۹۔۱۷۰)

۳۹) امام یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا:

میں نے سفیان (ثوری) سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں وہ حدثنی یا حدثنا کہتے تھے...

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد ۱/۲۰۷ ت ۱۱۳۰، وسندہ صحیح، امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلۂ تدلیس ص ۱۵)

۴۰) ابن الترکمانی (حنفی) نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

اس میں تین علتیں (وجۂ ضعف) ہیں: ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے... (الجوہر النقی ۸/۲۶۲، الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۷)

اصولِ حدیث، شروحِ حدیث، محدثین کرام اور دیگر علماء کی مذکورہ تصریحات سے ثابت ہوا کہ مدلس راوی کی عن والی روایت ضعیف و مردود ہوتی ہے۔

جس طرح بعض اصول وقواعد میں تخصیصات ثابت ہو جانے کے بعد عام کا حکم عموم پر جاری رہتا ہے اور خاص کو عموم سے باہر نکال لیا جاتا ہے، اسی طرح اس اصول کی بھی کچھ تخصیصات ثابت ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱: صحیحین (صحیح بخاری، صحیح مسلم) میں تمام مدلسین کی تمام روایات سماع یا معتبر متابعات وشواہد پر محمول ہیں۔

۲: مدلس کی اگر معتبر متابعت یا قوی شاہد ثابت ہو جائے تو تدلیس کا اعتراض ختم ہو جاتا

ہے، جس طرح کہ ضعیف راوی کی روایت کا کوئی معتبر متابع یا قوی شاہد مل جائے تو ضعف ختم ہو جاتا ہے۔

۳: بعض مدلسین کی روایات بعض شاگردوں کی روایت میں (جیسا کہ دلیل سے ثابت ہے) سماع پر محمول ہوتی ہیں، مثلاً شعبہ کی قتادہ، اعمش اور ابو اسحاق السبیعی سے روایت، شافعی کی سفیان بن عیینہ سے روایت اور یحییٰ بن سعید القطان کی سفیان ثوری سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

۴: بعض مدلسین بعض شیوخ سے تدلیس نہیں کرتے تھے، مثلاً ابن جریج عطاء بن ابی رباح سے اور ہشیم حصین سے تدلیس نہیں کرتے تھے، لہٰذا ایسی معنعن روایات بھی سماع پر محمول ہیں۔

۵: اسی طرح اگر کوئی اور بات دلیل سے ثابت ہو جائے تو وہ بھی قابلِ قبول ہے۔

ان کے علاوہ ثابت شدہ مدلسین کی معنعن (عن والی) روایات (اپنی شرائط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہیں۔

خاص کو عام پر مقدم کرنے اور تخصیص کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱: بعض راوی ثقہ ہوتے ہیں، لیکن جب وہ اپنے کچھ خاص استادوں سے روایت بیان کریں تو وہ روایت ضعیف ہوتی ہے، مثلاً سفیان بن حسین ثقہ ہیں، لیکن امام زہری سے اُن کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

۲: بعض راوی ضعیف ہوتے ہیں، لیکن جب وہ اپنے کسی خاص استاد سے روایت کریں تو یہ روایت حسن ہوتی ہے (جس کی صریح دلیل محدثین کرام سے ثابت ہوتی ہے) مثلاً عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہیں، لیکن نافع سے ان کی روایت حسن ہوتی ہے۔

۳: بعض راویوں کی روایات اُن کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہیں، لیکن بعض شاگردوں کے بارے میں یہ صراحت مل جاتی ہے کہ انھوں نے اپنے استاذ کے اختلاط سے پہلے حدیثیں سنی تھیں، لہٰذا یہ روایتیں صحیح ہوتی ہیں مثلاً عطاء بن السائب سے امام شعبہ کی

روایت صحیح ہوتی ہے۔

۴: مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے، لیکن صحابۂ کرام کی تمام مرسل روایات صحیح ہیں اور اس پر اہلِ سنت کا اجماع ہے۔

۵: ضعیف روایت صحیح وحسن شواہد ومتابعات کے ساتھ صحیح وحسن بن جاتی ہے۔

جس طرح اصولِ حدیث اور اسماء الرجال میں مذکورہ تخصیصات پر عمل کیا جاتا ہے اور خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل کو پیش نہیں کیا جاتا، اسی طرح تدلیس کے مسئلے میں بھی ثابت شدہ تخصیصات پر عمل کیا جاتا ہے اور خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل کو پیش نہیں کیا جاتا۔

تنبیہ: یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے کہ اعمش اور سفیان ثوری وغیرہما کی معنعن روایات صحیح ہیں اور ابوالزبیر، حسن بصری اور زہری وغیرہم کی روایات ضعیف ہوتی ہیں۔!

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی طبقاتی تقسیم کئی وجہ سے غلط ہے۔ مثلاً:

۱: یہ طبقاتی تقسیم جمہور محدثین کے اصولِ تدلیس کے خلاف ہے۔

۲: یہ تقسیم خود حافظ ابن حجر کی شرح نخبۃ الفکر کے اصول کے خلاف ہے۔

۳: یہ تقسیم خود حافظ ابن حجر کی التلخیص الحبیر (۱۹/۳) کے خلاف ہے۔

۴: اہلِ حدیث اور حنفی بلکہ بریلوی اور دیوبندی سب اس طبقاتی تقسیم پر متفق نہیں ہیں۔

اس مضمون میں مذکورین کے نام علی الترتیب درج ذیل ہیں:

ابن الترکمانی (۴۰)	ابن الصلاح (۱۰)
ابن العجمی (۳۱)	ابن القطان الفاسی (۳۲)
ابن الملقن (۱۹)	ابن جماعہ (۲۳)
ابن حبان (۹)	ابن حجر عسقلانی (۱۵)
ابن خزیمہ (۱۸)	ابن رشید الفہری (۳۴)
ابن عبدالبر (۱۲)	ابن کثیر (۲۰)

ابناسی (۲۷) ابوبکر الصیر فی (۱۳)

احمد بن حنبل (۳) اسحاق بن راہویہ (۴)

اسماعیل بن یحییٰ المزنی (۵) بخاری (۱۶)

بلقینی (۲۶) بیہقی (۶)

خطیب بغدادی (۸) ذہبی (۱۴)

زکریا الانصاری (۳۸) سخاوی (۳۶)

سیوطی (۲۵) شافعی (۱)

شریف جرجانی (۲۲) شعبہ (۱۷)

طیبی (۲۴) عبدالرحمٰن بن مہدی (۲)

عراقی (۲۱) عینی (۲۸)

قسطلانی (۳۰) کرمانی (۲۹)

محمد بن فضیل بن غزوان (۳۳) مسلم (۷)

مناوی (۳۷) نووی (۱۱)

یحییٰ بن سعید القطان (۳۹) یعقوب بن شیبہ (۳۵)

(۳۰/ اگست ۲۰۱۰ء)

❀❀❀

اَنوارالطریق فی ردظلمات فیصل الحلیق

الحمد للّٰہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین، أما بعد:

فیصل خان بریلوی رضا خانی (الحلیق یعنی داڑھی منڈے) نے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۶۷، ۶۹) میں شائع شدہ دو مضامین کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے اس جوابی مضمون میں فیصل خان کی کتاب: ''مسئلہ رفع الیدین پر غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب'' کے مکائداور ظلمات کا مدلل ومسکت جواب فقرات کی صورت میں پیشِ خدمت ہے:

۱) حلیق کا مجھے ''غیر مقلد'' لکھنا تنابز بالالقاب ہے اور جھوٹ بھی ہے، کیونکہ میں غیر مقلدنہیں بلکہ اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت مسلمان ہوں۔ والحمدللہ

۲) محمد حنیف قریشی بریلوی رضا خانی کا فیصل خان یعنی حلیق کی تائید کرنا اور تقریظ لکھنا ''**من تراحاجی بگویم تُو مرا ملا بگو**'' کے باب سے ہے۔

۳) بعض سیاسی لوگ اپنے جلسوں میں نعرہ باز لے جاتے ہیں، تاکہ وہ شور مچا کر اُن کی اندھادھند تائید کریں۔ عبدالناصر لطیف (؟) کی تقریظ اسی باب سے ہے۔

۴) عظمت حسین گیلانی ہزاروی (؟) سے تقریظ لکھوانا استغاثۃ الغریق بالغریق ہے۔

۵) وسیم حسن کاظمی ہزاروی (؟) کا حلیق کے لئے تقریظ لکھنا اُسی طرح ہے، جیسے ایک غالی مُرجی ارجاء اور مرجیہ کا دفاع شروع کردے۔

۶) حلیق نے اپنی کتاب ہذا کو اہلِ بدعت کے ''امام'' احمد رضا خان بریلوی کی طرف منسوب کیا ہے، جس نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے:

''خدا سے لیں لڑائی وُہ ہے معطی — نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث''

(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۱۰)

☆ سیدنا نبی ﷺ اور ساری انسانیت کے جدِ اعلیٰ سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں احمد رضا خان کا عقیدہ درج ذیل ہے:

''تو آدم علیہ السلام اگرچہ صورت میں حضور کے باپ ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں۔ تو اُمّ البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر آدم علیہ السلام کی عروس ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔'' (حاشیہ حدائق بخشش حصہ اول ص ۷۵)

یہ دو نمونے مشتے از خروارے پیش کئے گئے ہیں۔

۷) حلیق نے کہا: ''...اس لئے زبیر علیزئی صاحب کے حوار یین نے انکو مجبور کیا کہ میری اس کتاب کا جواب لکھیں۔'' (ک حلیق یعنی کتابِ حلیق ص ۱۳، پیش لفظ)

ج یعنی الجواب: یہ صریح جھوٹ ہے۔

۸) حلیق نے کہا: ''زبیر علیزئی کی یہ عادت ہے کہ کسی بحث پہ اتنے غیر متعلقہ حوالے پیش کرتے ہیں کہ عوام الناس اس سے مرغوب ہوئے بغیر رہ نہیں سکتے۔'' (ک حلیق ص ۱۳)

ج: یہ جھوٹا الزام ہے، تاہم اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میرے تحقیقی مضامین اور کتابوں سے عوام الناس کی اصلاح ہو رہی ہے۔ والحمدللہ

۹) **حلیق:** ''...جائزہ لیں کہ تدلیس کیا چیز ہے۔'' (ک حلیق ص ۱۵)

ج: فرقۂ بریلویہ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ فروع اور فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلّد ہیں، لہٰذا اپنے مزعوم امام سے تدلیس کی تعریف پیش کریں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کا حوالہ پیش کرنا اس کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کے پاس مسئلۂ تدلیس میں امام ابوحنیفہ کا کوئی ثابت شدہ حوالہ موجود نہیں ہے۔

اگر اہلِ حدیث (نوّر اللہ وجوھھم یوم القیامۃ) کسی عالم کا حوالہ پیش کر دیں تو آلِ تقلید (شور مچا کر) اسے تقلید قرار دیتے ہیں اور خود اپنے آپ کو یہ لوگ حنفیت کی طرف منسوب کر کے بھی غیر حنفی علماء کے حوالے پیش کریں تو خیر ہے۔ سبحان اللہ!

۱۰) **حلیق:** ''...کہ تدلیس الاسناد کی تعریف میں مرسل خفی اور تدلیس دونوں شامل

ہیں۔'' (ک حلیق ص ۱۵)

ج: صحیح یہ ہے کہ مرسل خفی اور تدلیس دو علیحدہ اصطلاحات ہیں، جس کی فی الحال پانچ (۵) دلیلیں پیشِ خدمت ہیں:

۱: امام شافعی رحمہ اللہ نے حدیث کے حجت ہونے کی شرائط میں فرمایا:

'' بريًّا من أن يكون مدلّسًا يحدّث عن من لقي مالم يسمع منه ''

بری ہو اس سے کہ وہ مدلس ہو: جن سے ملاقات ہوئی ہو اُن سے ایسی حدیث بیان کرے جو اُس نے اُن سے سُنی نہ ہو۔ (کتاب الرسالہ ص ۳۷۱ فقرہ: ۱۰۰۱)

امام شافعی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مدلس وہ ہے جو اُس سے غیر مسموع روایت بیان کرے جس سے اُس کی ملاقات ثابت ہے۔

یاد رہے کہ امام شافعی تدلیس کو مطلقاً جرح نہیں سمجھتے تھے، جیسا کہ کتاب الرسالہ کے فقرہ نمبر ۱۰۳۵ سے ثابت ہے۔ (ص ۳۸۰)

لہٰذا ان کی عبارتِ مذکورہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ مدلس کی معنعن روایت حجت نہیں ہے۔

۲: ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ) رحمہ اللہ نے کہا:

'' فمن تلك الأحوال التدليس و نعني به أن يروي المحدّث عمن قد سمع منه مالم يسمع منه من غير أن يذكر أنه سمعه منه . والفرق بينه و بين الإرسال ، هو أن الإرسال روايته عمن لم يسمع منه، و لما كان في هذا قد سمع منه، جاء ت روايته عنه مالم يسمع منه كأنها إيهام سماعه ذلك الشيئَ فلذلك سمي تدليسًا . ''

ان احوال میں سے تدلیس ہے اور ہماری اس سے مراد یہ ہے کہ محدث نے جس سے سنا ہوتا ہے اُس سے ایسی روایت بیان کرے جو سنی نہیں، اور یہ بیان نہ کرے کہ اُس نے اُن سے سنا ہے۔ تدلیس اور ارسال میں فرق ہے، جس سے سنا نہ ہو اُس سے روایت ارسال ہے اور

اس (تدلیس) میں اُس نے سنا ہوتا ہے، اس کی ایسی روایت آ جاتی ہے جو اُس نے سنی نہیں ہوتی، گویا اُس نے اس چیز کے سننے کا وہم ڈالا ہے، لہٰذا اس لئے اسے تدلیس سمجھتے ہیں۔

(بیان الوہم والایہام ج ۵ ص ۴۹۳، النکت علی ابن الصلاح لابن حجر ۲/۶۱۴)

۳: حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: " **و قوله : عمن عاصره ليس من التدليس في شيئ و إنما هو المرسل الخفي ...** " اوران (ابن الصلاح) کا ارشاد: جس کا وہ معاصر ہو، تدلیس میں سے کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہ تو مرسل خفی ہے...

(النکت ج ۲ ص ۶۱۴ نوع ۱۲، معرفۃ التدلیس)

حافظ ابن حجر نے یہ مسلک محدث بزار اور خطیب بغدادی سے بھی نقل کیا ہے۔
دیکھئے النکت (۶۱۵/۲)

لہٰذا حافظ صاحب اس مسلک میں منفرد نہیں ہیں۔

۴: زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) نے کہا:

" **أما إذا روى عمن لم يدركه بلفظ موهم فليس بتدليس على الصحيح المشهور بل هو من قبيل الإرسال** " اگر اس سے روایت کرے جسے نہیں پایا (یعنی ملاقات نہیں ہوئی) ایسے الفاظ کے ساتھ جن میں وہم (ڈالنے کا خطرہ) ہو تو صحیح مشہور یہ ہے کہ یہ تدلیس نہیں ہے بلکہ یہ ارسال کی قسم میں سے ہے۔

(النکت علی ابن الصلاح للزرکشی ص ۱۸۳، نوع ۱۲)

۵: خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تدلیس کے بارے میں طویل بیان میں فرمایا:

" **والإرسال لا يتضمن التدليس لأنه لا يقتضي إيهام السماع ممن لم يسمع منه** " اور ارسال تدلیس کو شامل نہیں (بلکہ یہ الگ چیز ہے) کیونکہ یہ سماع کے وہم کا تقاضا نہیں کرتا، اُس سے جس سے سنا نہیں ہے۔

(الکفایہ ص ۳۵۷، النکت علی ابن الصلاح لابن حجر ص ۶۱۵)

سخاوی (صوفی) نے کہا: " **فخرج باللقاء المرسل (صح) الخفي فهما و إن**

اشترکا فی الإنقطاع فالمرسل یختص بمن روی عمن عاصره و لم یعرف أنه لقیه کما حققه شیخنا تبعًا لغیره ، علٰی ماسیأتی في بابه ، قال: وھو الصواب لا طباق أھل العلم بالحدیث " ملاقات (کی شرط) سے مرسل خفی (تدلیس) سے باہر نکل گئی ، وہ دونوں اگرچہ انقطاع میں مشترک ہیں ، پس مرسل اس کے ساتھ مخصوص ہے جو اپنے معاصر سے روایت کرے اور اس سے اس کی ملاقات معلوم نہ ہو جیسا کہ ہمارے استاذ (حافظ ابن حجر العسقلانی) نے دوسروں کی اتباع میں تحقیق کی ہے ، اس کی بحث اپنے باب میں آئے گی ، انھوں نے فرمایا: اور یہی بات صحیح ہے جیسا کہ علمائے حدیث نے اتفاق کرلیا ہے۔ (فتح المغیث ج۱ص۱۷۹۔۱۸۰، التدلیس)

نیز دیکھئے التقیید والایضاح للعراقی (ص۹۷۔۹۸)

علمائے کرام کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ تدلیس اور ارسال خفی دونوں ایک نہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ ہیں ، لہٰذا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ کا قول مرجوح ہے۔

نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو:۵۳ص۴۱

فائدہ: سخاوی کے مذکورہ قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کے دور میں اس بات پر اتفاق (یعنی اجماع) ہوگیا تھا کہ تدلیس اور ارسال خفی دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں ، ایک نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

غلام رسول سعیدی بریلوی کی کتاب: "تذکرۃ المحدثین" کے آخر میں کسی حافظ حسن المسعودی (؟) کے رسالے میں لکھا ہوا ہے:

" ما رواہ الراوي عمن لقیه ولم یسمع منه موھمًا أنه سمع منه . . . "

(تدلیس یہ ہے کہ) راوی کی جس سے ملاقات ہوئی ، ایسی روایت بیان کرے جو اس سے سنی نہیں ، یہ وہم ڈالتے ہوئے کہ اُس نے اُن سے یہ روایت سنی ہے... (ص۳۲۶)

۱۱) حلیق نے حافظ ابن ملقن اور امام ابن ملقن دو علیحدہ علیحدہ نام شمار کر کے ۴۳ نام "تدلیس اور جمہور علماء کرام" کے عنوان سے متون کے بغیر گول مول حوالے لکھے ہیں ، جن

میں سے بعض آجری (مجہول) کے حوالے ہیں اور بعض ملتے ہی نہیں۔ واللہ اعلم

جب تک حلیق صاحب ہر حوالے کا پورا متن و ترجمہ نہیں لکھیں گے، اُن کا کیا جواب دیا جائے؟ ان میں سے جو حوالے ثابت ہوں گے وہ دو حالتوں پر محمول ہیں:

۱: ارسال پر تدلیس کا اطلاق لغوی طور پر اور بطورِ مجاز کیا گیا ہے، لہٰذا یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

۲: جن لوگوں نے ارسال اور تدلیس کو ایک قرار دیا، اُن کا موقف مرجوح ہے، جیسا کہ فقرہ نمبر ۹ میں کئی حوالوں کے ساتھ ثابت کر دیا گیا ہے۔

فائدہ: احناف میں سے جو لوگ ابو عبید الآجری کو ثقہ یا صدوق سمجھتے ہیں، ان کی خدمت میں عرض ہے کہ آجری نے اپنی کتاب سوالات میں کہا:

" **سمعت أحمد بن یونس قال: رأیت أبا حنیفة رجلاً قبیح الوجه .** "

میں نے احمد (بن عبداللہ) بن یونس کو کہتے ہوئے سنا: میں نے ابو حنیفہ: بدصورت چہرے والے مرد کو دیکھا۔ (سوالات الآجری ۵/ ورقہ ۳۹، الجامع فی الجرح والتعدیل ۳/۲۱۴)

اس روایت کے متعلق کیا خیال ہے؟ یاد رہے کہ احمد بن یونس کتبِ ستہ کے راوی اور ثقہ حافظ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے امام ابو حنیفہ کے بارے میں اس قسم کی روایتیں نقل کرتے ہوئے سخت دکھ ہوتا ہے مگر کیا کیا جائے، یہ ظالم لوگ آجری (مجہول) کی روایتوں سے حجت پکڑتے ہیں تو انھیں آئینہ دکھانا پڑتا ہے۔

۱۲) جو لوگ حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کی بنا پر سفیان ثوری کو طبقۂ ثانیہ میں قرار دے کر اُن کی معنعن روایت کو (جب مرضی کے مطابق ہو تو) صحیح سمجھتے ہیں وہ حافظ ابن حجر کے برعکس ارسالِ خفی اور تدلیس میں کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ دونوں کو ایک سمجھتے ہیں، کیا یہ تضاد نہیں؟ اور یہ فرقہ وارانہ تعصب کا شاخسانہ نہیں تو پھر کیا ہے؟

(یہ ک حلیق کے صفحہ ۱۸ کی پہلی تین سطروں کا جواب ہے۔)

۱۳) حلیق نے کہا: "جناب زبیر علیزئی صاحب اور انکے استاذ ارشاد الحق اثری دونوں..."

(ک حلیق ص ۱۸)

ج: اثری صاحب میرے استاذ نہیں ہیں، لہٰذا یہ عبارت صریح جھوٹ ہے۔

۱۴) **حلیق:** ''زبیر علیزئی صاحب نے ٹھوکر کھائی'' (ص ۱۸)

ج: ٹھوکر تو نہیں کھائی، مگر آپ اپنے مقرظین کے ساتھ اندھے کنویں میں اُوندھے منہ گرے ہوئے ہیں۔

۱۵) **حلیق:** ''عن والی روایت کی تصیح کیوں کی ہے؟'' (ص ۱۸)

ج: جب اعمش کا مدلس ہونا ثابت ہے تو غیر صحیحین میں ان کی معنعن روایت (جس کا صحیح شاہد و متابعت نہیں یا تخصیص ثابت نہیں) کو صحیح قرار دینا غلط ہے۔

۱۶) **حلیق:** ''اعمش کی عن والی روایت کی تضعیف کیوں کی ہے؟'' (ص ۱۸)

ج: ہمیں تو بالکل سمجھ آتی ہے کہ اعمش کی عن والی روایت (شروطِ مذکورہ کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے اور یہ پتا نہیں کہ یہ عام فہم بات حلیق اور مقرظین کو سمجھ کیوں نہیں آرہی؟

۱۷) **حلیق:** ''اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سفیان ثوری کی مطلقاً ہر معنعن (عن والی روایت) نا قابل قبول ہوگی۔'' (ص ۱۸)

ج: چونکہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مدلس ہونا ثابت ہے اور اصولِ حدیث کا مسئلہ ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا اُن کی ہر معنعن روایت، شروطِ مذکورہ کے ساتھ نا قابلِ قبول ہے۔ یاد رہے کہ تصریحِ سماع، روایاتِ صحیحین، روایاتِ بعض شیوخ، روایاتِ بعض تلامذہ اور متابعات صحیحہ وشواہدِ صحیحہ والی روایات اس حکم سے مستثنٰی ہیں اور دلیل سے کسی دوسری چیز کا استثناء ثابت ہوجائے تو وہ بھی قابلِ قبول ہے۔

۱۸) **حلیق:** ''کیا صحیحین کی احادیث محمول علی السماع ہوتی ہیں؟... مگر یہ اصول بھی علی الاطلاق صحیح نہیں ہے۔'' (ص ۱۹)

ج: ہمارے نزدیک تو یہ اصول بالکل صحیح ہے اور صحیحین کے دفاع میں اگر ہماری جانیں قربان ہوجائیں تو ان شاء اللہ بڑا ثواب پائیں گے۔

ایک شخص نے صحیحین کے راوی محمد بن فضیل بن غزوان پر جرح کی تو اہلِ بدعت کے لکھاری احمد رضا خان نے کہا: ''یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجال سے ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن ج ۵ ص ۱۷۴)

ہمارے نزدیک صحیحین کی (تمام مسند، متصل اور مرفوع) روایات کو ضعیف قرار دینا بالکل غلط اور مردود ہے۔

۱۹) حلیق: ''امام شافعیؒ تدلیس کرنے کو راوی کے بارے میں سبب طعن سمجھتے تھے۔'' (ص ۱۹)

ج: ہرگز نہیں! بلکہ وہ مدلس کی مصرح بالسماع روایت کو مقبول سمجھتے تھے۔

دیکھئے کتاب الرسالہ (۱۰۳۵) اور اسی مضمون کا فقرہ نمبر ۹ ذیلی حوالہ نمبر ا

۲۰) حلیق: ''اور امام شافعی کے اس قول سے زبیر علیزئی صاحب خود بھی متفق نہیں ہیں۔'' (ص ۱۹)

ج: امام شافعی کے قول کا جو صحیح مفہوم ہے (دیکھئے فقرہ نمبر ۹) اس سے میں بالکل متفق ہوں اور معترض نے جو خود ساختہ غلط مفہوم تراشا ہے اس سے میں متفق نہیں۔ خود معترض نے لکھا ہے: ''مگر امام شافعی مصرح بالسماع روایت تو قبول کرتے ہیں...'' (ص ۲۰)

ہمارا بھی ثقہ وصدوق مدلس کے بارے میں اسی پر اتفاق ہے۔ والحمدللہ

۲۱) حلیق: ''مگر اس اصول کو کیوں رد کر دیا کہ تدلیس باعث جرح ہے۔'' (ص ۲۰)

امام شافعی کا یہ اصول نہیں کہ تدلیس مطلقاً باعثِ جرح ہے، لہٰذا ہم نے امام شافعی کا اصول رد نہیں کیا بلکہ پندرھویں صدی ہجری کے بعض اہلِ بدعت کا جعلی مفہوم رد کر دیا ہے۔

۲۲) حلیق: ''میرا زبیر علیزئی صاحب کو چیلنج ہے کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو امام شافعیؒ کے قول سے یہ ثابت کریں...'' (ص ۲۱)

ج: فیصل خان حلیق نے عبدالحئی لکھنوی تقلیدی کو ''علامہ'' اور ''رحمۃ اللہ علیہ'' کہتے ہوئے ''جمہور محدثین کرام'' میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے رفع یدین کے موضوع پر... محققانہ تجزیہ ص ۱۲۶)

لکھنوی نے کہا: اور ائمہ اربعہ کے نزدیک خبرِ واحد کے ساتھ قرآن کی تخصیص جائز ہے۔

(غیث الغمام ص ۲۷۷، میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات ج ۲ ص ۳۰)

معلوم ہوا کہ امام شافعی خاص کو عام پر مقدم سمجھتے تھے، لہٰذا جہاں تخصیص ثابت ہے وہ اُن کے اصول سے عام پر مقدم ہے۔ شواہد و متابعات وغیرہ کی تخصیصات جلیل القدر محدثین سے ثابت ہیں اور امام شافعی سے ان کا انکار ثابت نہیں، لہٰذا خاص کے مقابلے میں عام سے استدلال غلط ہے۔

۲۳) حلیق: ''تو اس اصول کو مطلقاً قبول کریں وگرنہ...'' (ص ۲۱)

ج: یہ اصول تمام تخصیصات و شرائط کے ساتھ قبول ہے اور اسے آپ مطلقاً کہیں یا کوئی اور نام رکھ دیں۔ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ خاص عام پر مقدّم ہے۔

امام شافعی کے زمانے میں صحیحین کا وجود نہیں تھا اور صحیحین کی تخصیص اُمت کے تلقی بالقبول سے ثابت ہے، لہٰذا یہ مخصوص منہ اور مستثنیٰ ہے۔ عام اصولوں میں تخصیصات ہوتی ہیں، لہٰذا جو تخصیص دلیل سے ثابت ہے، اُسے تارپیڈو مارنے کی ہر کوشش رائیگاں جائے گی۔ ان شاء اللہ

۲۴) حلیق: ''امام شافعیؒ تدلیس کو راوی کے بارے میں سبب طعن سمجھتے ہیں۔'' (ص ۲۱)

ج: یہ جھوٹ ہے ورنہ وہ بھی ثقہ مدلس کی مصرح بالسماع روایت کو حجت نہ سمجھتے۔

رہا مدلس کی معنعن روایت کو ضعیف سمجھنا تو ہم بھی اس مسئلے میں اُن کے ساتھ متفق ہیں، اور اصولِ حدیث کا بھی یہی مسئلہ ہے بشرطیکہ راوی کا مدلس ہونا ثابت ہو جائے، لیکن مخصوص منہ و مستثنیٰ منہ پر یہ حکم جاری نہیں ہو گا۔ یاد رہے کہ امام سفیان ثوری کا مدلس ہونا اجماع اور تواتر سے ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے۔

۲۵) حلیق: ''امام شافعیؒ مطلقاً مدلس راوی کی عن والی روایت قبول نہیں کرتے ہیں۔''

(ص ۲۲)

ج: یہی بات صحیح ہے، لیکن استثناء اور تخصیص کا حکم علیحدہ ہے، جیسا کہ دوسرے دلائل سے

ثابت ہے۔

۲۶) حلیق: ''امام شافعیؒ نے کہیں پر بھی شواہد اور متابعت کی شرائط عائد نہیں کی۔''
(ص۲۲)

ج: امام شافعی نے شواہد و متابعات کی نفی بھی نہیں کی۔ جب ضعیف راوی کی روایت شواہد صحیحہ و متابعات کے ساتھ صحیح ہو سکتی ہے تو مدلس کی معنعن روایت کیوں نہیں؟

۲۷) حلیق: ''امام شافعیؒ نے کہیں یہ تصریح نہیں کی اگر ثقہ سے تدلیس کرے تو صحیح اور اگر ضعیف سے تدلیس کرے تو مردود ہوگی۔'' (ص۲۲)

ج: ہم بھی اس سے متفق ہیں کہ ثابت شدہ مدلس کی (غیر صحیحین میں) معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا اعتراض کیسا؟ اپنے آپ پر حالتِ نیند طاری کرنے کے بجائے بیدار رہنا چاہیئے ورنہ اس قسم کے فضول اعتراضات سے ''بے عزتی'' خراب ہوتی رہے گی اور....

تنبیہ: خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل سے استدلال کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو سخت گمراہ، ضال مضل اور اہلِ بدعت ہیں۔

۲۸) حلیق: ''امام شافعیؒ نے کسی مقام پر سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس نہیں لکھا ہے۔''
(ص۲۲)

ج: امام شافعی نے مدلس راوی کے بارے میں بنیادی اُصول یعنی اصولِ حدیث کا ایک اہم مسئلہ سمجھا دیا ہے اور سفیان ثوری کے مدلس ہونے پر اجماع ہے، لہٰذا اس اصول کی رُو سے اُن کی معنعن روایت (اپنی شرائط کے ساتھ) ضعیف ہے۔ جو لوگ طبقۂ ثالثہ پر ایمان رکھتے ہیں، اس لحاظ سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ طبقۂ ثالثہ کے مدلس خود بخود قرار پاتے ہیں۔

۲۹) حلیق: ''امام ابوحنیفہ کے علاوہ خود امام سفیان ثوری نے عاصم سے یہی روایت نقل کی ہے۔ (دیکھیے سنن دارقطنی رقم: ۳۵۰۴ تعلیق المغنی رقم: ۳۴۵۵) لہٰذا اعتراض درست نہیں ہے۔'' (ص۲۳)

ج: یہ ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے "**عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس**" کی سند سے حدیثِ مرتدہ بیان کی تھی۔ مثلاً دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰/۱۴۰ ح ۲۸۹۸۵)

یہی روایت سفیان ثوری نے عن کے ساتھ عاصم سے بیان کی۔

(سنن دارقطنی ۳/۲۰۱ ح ۳۴۲۳ وسندہ صحیح الی الثوری رحمہ اللہ)

امام سفیان ثوری نے کسی سند میں بھی عاصم سے سماع کی تصریح نہیں کی اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے فرمایا: میں نے سفیان سے مرتدہ کے بارے میں عاصم کی حدیث کا پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ روایت ثقہ سے نہیں ہے۔ (الانتقاء ص ۱۴۸، وسندہ صحیح)

اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

۱: سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کو غیر ثقہ سمجھتے تھے۔

۲: سفیان ثوری نے اس روایت میں تدلیس کی ہے۔

یہی بات امام ابوعاصم (شاگردِ ثوری) نے فرمائی: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ابوحنیفہ سے تدلیس کی ہے... الخ (سنن دارقطنی ۳/۲۰۱ ح ۳۴۲۳ وسندہ صحیح)

جب تک روایتِ مذکورہ میں سفیان کی عاصم سے تصریحِ سماع نہ ملے حلیقِ مذکور کا اس روایت سے استدلال غلط ہے۔

۳۰) حلیق: "لہٰذا یہ قول منقطع ہونے کی وجہ سے قابلِ قبول نہیں ہے۔" (ص ۲۳)

ج: امام یحییٰ بن معین اس قول میں منفرد نہیں بلکہ عبدالرحمٰن بن مہدی اور ابوعاصم وغیرہما اُن کے معنوی متابع ہیں، لہٰذا اُن کا قول قابلِ قبول ہے۔

۳۱) حلیق: "اس حوالہ میں تدلیس کا ذکر تک نہیں ہے۔" (ص ۲۴)

ج: ابوعاصم کے قول: "تدلیس کی ہے" میں صراحتاً تدلیس کا ذکر ہے۔

۳۲) حلیق: "اس حوالے سے سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ہونا ثابت ہی نہیں ہوتا۔" (ص ۲۴)

ج: اس حوالے سے سفیان ثوری کا مدلس ہونا ثابت ہوتا ہے اور مدلس کی معنعن روایت

(شرائط مذکور کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے۔ چونکہ حلیق کے طرزِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کے طبقۂ ثالثہ کی معنعن روایت ضعیف اور طبقۂ ثانیہ واُولیٰ کی روایت صحیح ہوتی ہے، لہٰذا اُن کے اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ سفیان ثوری طبقۂ ثانیہ کے مدلس نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ کے مدلس ہیں۔

۳۳) **حلیق:** ''کیونکہ امام ابن مہدیؒ نے صرف یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ سفیان ثوری ضعیف سے بھی روایت کرتے ہیں۔'' (ص۲۴)

ج: امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ امام سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کو ضعیف سمجھتے تھے، لہٰذا اُن کا ضعیف سے تدلیس کرنا ثابت ہو گیا۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے: ''**کان یدلّس عن الضعفاء**'' إلخ وہ (سفیان ثوری) ضعیف راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔ (میزان الاعتدال ۲/۱۶۹ ت ۳۳۲۲)

۳۴) **حلیق:** ''دوسری بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ ضعیف نہیں بلکہ ثقہ اور ثبت راوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہنا ہی غلط ہے۔'' (ص۲۴)

ج: امام ابوحنیفہ کا ثقہ اور ثبت ہونا جمہور محدثین سے ثابت نہیں ہے، جس کی تفصیل میری کتاب ''الاسانید الصحیحہ فی اخبار ابی حنیفہ'' میں ہے۔

بے شک حلیق، حنیف قریشی اور غلام مصطفیٰ نوری وغیرہم کے نزدیک امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہنا غلط ہے، لیکن امام سفیان ثوری، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام مسلم وغیرہم کے نزدیک امام ابوحنیفہ بلاشک وشبہ مجروح تھے۔

صرف امام سفیان ثوری سے ثابت شدہ چند تجریحی حوالے درج ذیل ہیں:

☆ امام محمد بن کثیر العبدی رحمہ اللہ نے سفیان ثوری سے نقل کیا کہ انھوں نے ابوحنیفہ کو ''**غیر ملئ**''یعنی غیر ثقہ قرار دیا۔

دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (ج۴ ص۴۴۹ وسندہ صحیح)

ایک دفعہ امام ابوحنیفہ آ رہے تھے تو امام سفیان ثوری نے فرمایا:

" قوموا لا یعدنا ھذا بجربه " اٹھو! یہ ہمیں اپنی خارش (یعنی بدعت) نہ لگا دے۔

(کتاب السنہ لعبداللہ بن احمد بن حنبل: ۹۱ وسندہ صحیح)

امام مومل بن اسماعیل رحمہ اللہ (وثقہ الجمہور) نے سفیان ثوری سے نقل کیا کہ انھوں نے ابوحنیفہ کے بارے میں فرمایا: غیر ثقہ (تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۱۳۳۶، وسندہ صحیح)

عصام بن یزید (جبر) رحمہ اللہ کی روایت میں ابوحنیفہ پر سفیان ثوری کی شدید جرح ثابت ہے، جسے میں یہاں اس وجہ سے نقل نہیں کرتا کہ کہیں فیصل خان حلیق ناراض نہ ہو جائے۔ دیکھئے طبقات المحدثین باصبہان لابی الشیخ (۱۱۰/۲، وسندہ حسن، مخطوطہ ۱۱۰/۱)

(ایضاً ۱۵۶/۲، مخطوطہ ۱۲۳/۱۔۱۲۴)

جب امام ابوحنیفہ فوت ہوئے تو ابو عاصم کی روایت ہے کہ سفیان ثوری نے رحمہ اللہ نہیں کہا بلکہ الحمدللہ کہا۔

دیکھئے تاریخ بغداد (۴۵۳/۱۳ وسندہ صحیح) الاسانید الصحیحہ (ص ۱۶۳، قلمی)

فریابی کی روایت ہے کہ سفیان ثوری ابوحنیفہ کے پاس بیٹھنے سے منع فرما دیتے تھے۔

(تاریخ بغداد ۴۲۹/۱۳ وسندہ حسن)

عبدالملک بن قریب الاصمعی کی روایت ہے کہ سفیان ثوری نے فرمایا: اس اُمت یا کوفے میں ابوحنیفہ سے زیادہ نقصان دینے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

(السنہ لعبداللہ بن احمد: ۲۷۸ وسندہ حسن)

امام ابواسحاق الفزاری رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ سفیان ثوری نے فرمایا:
اس اُمت میں ابوحنیفہ سے زیادہ منحوس (یعنی نقصان دہ) کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔

(السنۃ: ۲۵۲ وسندہ حسن)

ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ پر امام سفیان ثوری کی جرح متواتر روایات سے ثابت ہے۔

تنبیہ: ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بہت احترام کرتے ہیں، انھیں نیک اور اہل الرائے کا فقیہ سمجھتے ہیں اور میں اس موضوع پر کچھ بھی نقل نہیں کرنا چاہتا تھا مگر داڑھی منڈے دُنیادار

نے مجھے مجبور کر دیا کہ سلف صالحین کے چند حوالے پیش کروں۔ تفصیل کے لئے الاسانید الصحیحہ کا مطالعہ مفید ہے۔

۳۵) حلیق: ''کیونکہ امام ابو عاصم نے اپنا خیال اور ظن پیش کیا ہے۔'' (ص ۲۵)

ج: امام ابو عاصم جو کہ امام سفیان ثوری کے شاگرد تھے، نے خیال وظن نہیں بلکہ تمام شاگردانِ ثوری کا متفقہ فہم پیش کیا ہے اور اس کی مخالفت ثابت نہیں، لہذا یہ اجماع ہے۔

اگر سلف صالحین کا فہم حجت نہیں تو کیا نوری اور قریشی وغیرہما مبتدعین کا فہم حجت ہے؟!

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن اپنے سر مبارک پر لوہے کی ٹوپی (خود) پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔ امام مالک نے فرمایا: ''**ولم یکن النبي ﷺ فیما نری - واللہ أعلم - یومئذ محرماً**'' ہم سمجھتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ نبی ﷺ اُس دن حالتِ احرام میں نہیں تھے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبي ﷺ الرایة یوم الفتح؟ ح ۴۲۸۶)

کیا یہاں بھی ''نری'' میں صرف اپنا خیال اور ظن پیش کیا گیا ہے؟ اور کیا یہ بات صحیح نہیں ہے؟!

فائدہ: امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ تدلیس کے سخت خلاف تھے۔

قال: أقل حالات المدلس عندي أنه یدخل في حدیث النبي ﷺ: ((المتشبع بمالم یعط کلابس ثوبي زور .))

ابو عاصم نے کہا: میرے نزدیک مدلس کا کم ترین حال یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کی (اس) حدیث میں داخل ہے: اس پر فخر کرنے والا جو اپنے پاس نہ ہو، اس جیسا ہے جس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہوں۔ دیکھئے الکامل لابن عدی (۱/۸۱ وسندہ صحیح)

غالباً یہی وجہ ہے کہ جب انھوں نے اپنے استاذ امام سفیان ثوری کو تدلیس کرتے ہوئے دیکھا تو ان کی تدلیس کی صراحت بھی بیان کر دی۔

۳۶) حلیق: ''تو اسکی مرضی ہے کہ وہ کسی ایک راوی کا ذکر نہ کرے۔'' (ص ۲۵)

ج: یہ بات دو شرطوں سے مشروط ہے:

۱: راوی مدلس نہ ہو اور اُس نے اپنے دونوں استادوں سے اُس روایت کو سنا ہو۔

۲: دونوں استادوں کی روایات کا متن وسند من وعن ایک ہو اور اس میں کوئی فرق نہ ہو۔

ہماری مذکورہ روایت میں سفیان ثوری کا اسے عاصم سے سننا ثابت نہیں ہے، لہٰذا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے کلام سے یہاں استدلال غلط ہے۔

۳۷) حلیق: ''امام ابوحنیفہؒ ثقہ تھے لہٰذا ان کو ضعیف کہنا درست نہیں ہے۔'' (ص ۲۵)

ج: دیکھئے فقرہ:۳۱

دوسرے یہ کہ ہمیں کیوں بُرا سمجھتے ہو، امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ پر فتویٰ لگاؤ جو امام ابوحنیفہ کو غیر ثقہ سمجھتے تھے۔!

۳۸) حلیق: ''اگر ہم بالفرض مان بھی لیں کہ امام سفیان ثوری ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے۔'' (ص ۲۶)

ج: اگر آپ لوگ یہ مان لیں تو پھر امام سفیان ثوری کی معنعن روایات (اپنی شرائط کے ساتھ) ضعیف ہو جاتی ہیں اور ترکِ رفع یدین میں آلِ بریلی کی چھٹی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قلابازیاں کھاتے ہوئے مذبوحی حرکات کر رہے ہیں تاکہ ضعیف روایت کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کریں مگر سخت ناکام ہیں۔

۳۹) حلیق: ''پھر بھی علامہ ذہبی کے اس قول کو مانا نہیں جا سکتا کیونکہ...'' (ص ۲۶)

ج: کیوں؟ کیا نوری وقریشی اور داڑھی منڈوں کے اقوال مان لئے جائیں اور جمہور کے مطابق حافظ ذہبی کا قول نہ مانا جائے؟ سبحان اللہ!

۴۰) حلیق: ''علامہ ذہبی کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ سفیان ثوری ضعفاء سے ارسال کرتے ہیں نہ کہ تدلیس...'' (ص ۲۷)

ج: بلکہ مطلب یہ ہوا کہ وہ ضعفاء سے ارسال بھی کرتے تھے اور تدلیس بھی کرتے تھے۔ جو ضعفاء اُن کے استادوں میں سے تھے اُن سے غیر مسموع روایت بیان کرنا تدلیس کہلاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ سفیان ثوری سے تدلیس فی الاسناد میں خود اپنے نزدیک غیر ثقہ کو گرانا

ثابت ہے، لہٰذا یہاں ذہبی کے قول کا ظاہری معنی تدلیس فی الاسناد ہے اور ارسال اس میں مجازاً داخل ہے۔

۴۱) حلیق: "**اصول حدیث کا ایک مشہور قاعدہ ہے کہ جو راوی ضعیف راویوں سے تدلیس کرے تو اس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔** اس مقام پر بھی قارئین کرام کو نہایت اہم نکتہ سے آگاہ کرنا ہے کہ زبیر علیزئی صاحب خود اس اصول سے اختلاف کرتے ہیں..." (ص ۲۷)

ج: یہ الزام کذب و افتراء ہے، کیونکہ میرے نزدیک جو راوی ضعیف راویوں سے تدلیس کرے، اس کی عن والی روایت ضعیف ہی ہوتی ہے۔ میں تو اس اصول سے متفق ہوں اور یاد رہے کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو غیر ضعیف سے تدلیس کرے اُس کی معنعن روایت صحیح ہوتی ہے۔ واضح صراحت کے مقابلے میں مفہومِ مخالف سے استدلال کرنے کی کوشش انتہائی معیوب و مردود ہے۔

۴۲) حلیق صاحب نے مختلف قلابازیاں کھاتے ہوئے اور کذب و افتراء کو وطیرہ بناتے ہوئے لکھا ہے: "خود زبیر علیزئی مسلک نمبر ۵ یعنی ضعیف سے روایت کرنے والے مسلک سے متفق نہیں..." (ص ۲۸)

ج: **هذا بهتان عظیم** . نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۴۱

۴۳) حلیق: "مگر زبیر علیزئی نہ تو کوئی ایسا حوالہ پیش کر سکتے ہیں..." (ص ۲۹)

ج: بیس سے زیادہ حوالے پیش کر دیئے ہیں اور حلیق صاحب پھر بھی رٹ لگا رہے ہیں کہ حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔ دیکھئے الحدیث حضرو: ۷ ص ۱۱۔۱۸

ضد و عناد کی بنیاد پر **لا نسلّم** کا نعرہ لگانے والوں کا کیا علاج ہے؟

۴۴) حلیق: "یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ وہ راوی دوسرے محدثین کرام کے نزدیک ضعیف ہو۔" (ص ۳۰)

ج: یہی اصل مسئلہ ہے کہ مدلس جس راوی کو سند سے گراتا ہے وہ دوسرے محدثین کرام

کے نزدیک ضعیف ہوسکتا ہے، لہٰذا راوی ضعیف ہوا تو سند ضعیف ہوئی اور آلِ بریلی کا مسئلہ فنا ہوا۔ یہی وہ بات ہے جو نوری اور قریشی وغیرہما کی سمجھ میں نہیں آرہی ورنہ وہ ایک دنیا دار کے لئے تقریظیں کیوں لکھتے ؟

عبدالناصر لطیف بریلوی نے داڑھی منڈے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مگر حدیث رسول کی عظمت وشان دیکھئے کہ اس کی حفاظت کیلئے ایسے لوگ بھی سرگرم عمل ہیں جو بظاہر دنیا کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں...'' (ک حلیق ص ۸)

قدر نبی دا ایہ کی جانن دنیا دار کمینے
قدر نبی دا جانن والے سو گئے وچ مدینے

۴۵) حلیق: ''قبیصہ کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان ثوری نے ایک دن حدیث بیان کرتے ہوئے ایک راوی چھوڑ دیا... یہ آسانی کے لئے ہے'' (ص ۳۲)

ج: الکفایہ (ص ۳۶۴ وسندہ صحیح) کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ امام سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے، جیسا کہ خطیب بغدادی نے اس پر باب ''**ذکر شيءٔ من أخبار بعض المدلسين**'' لکھ کر صراحت کردی ہے۔

۴۶) حلیق: 'اس مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوگیا کہ سفیان ثوری کی ضعفاء سے روایت اور تدلیس بالکل مضر نہیں ہے۔'' (ص ۳۲)

ج: ضعفاء سے روایت تو مضر نہیں (اگرچہ وہ روایت ضعیف ومردود ہی قرار پاتی ہے) لیکن ضعفاء سے تدلیس بالکل مضر ہے۔

اگر آلِ بریلی کے نزدیک تدلیس مضر نہیں تو دو روایتیں بطورِ الزامی جواب پیشِ خدمت ہیں:

۱: امام ترمذی نے فرمایا: ''**حدثنا هناد و محمود بن غيلان قالا : حدثنا وكيع عن سفيان عن أبي قيس عن هزيل بن شرحبيل عن المغيرة بن شعبة قال: توضأ النبي ﷺ و مسح على الجوربين و النعلين ... هذا حديث حسن صحيح ... وبه يقول سفيان الثوري ...**'' (ح۹۹)

اس روایت کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

☆ هناد بن السری: ثقہ (تقریب التہذیب:۷۳۲۰)

محمود بن غیلان: ثقہ (تقریب التہذیب:۶۵۱۶) خ م یعنی من رجال البخاری ومسلم

☆ وکیع بن الجراح: ثقہ حافظ عابد (تقریب التہذیب:۷۴۱۴) خ م والاربعہ

☆ سفیان الثوری: عن خ م والاربعہ

☆ ابوقیس عبدالرحمٰن بن ثروان الاودی: صدوق ربما خالف

(تقریب التہذیب:۳۸۲۳) خ م والاربعہ

هو من رجال صحيح البخاري ووثقه ابن معين و العجلى و ابن حبان و الجمهور فهو حسن الحديث .

☆ هزيل بن شرحبيل : ثقة مخضرم (تقریب التہذیب:۷۲۸۳) خ م والاربعہ

اس روایت کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

جب سفیان ثوری کی تدلیس مضر نہیں تو پھر جرابوں پر مسح کرنے والی یہ روایت حسن لذاتہ ہوگئی اور (جرابوں پر مسح کے مسئلے میں) آلِ بریلی کا بیڑہ غرق ہوا۔

اگر کوئی کہے کہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ نے اس روایت پر جرح کی ہے تو عرض ہے کہ ترکِ رفع یدین پر جمہور محدثین کی جرح کو مبہم اور غیر مفسر کہہ کر رد کرنے والو! کچھ تو شرم کرو۔! کیا سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ لوگوں کے پیمانے الگ الگ ہیں؟!

۲: امام ابن خزیمہ نے فرمایا: " نا أبو موسى : نا مؤمل : نا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال: صلّيت مع رسول الله ﷺ ووضع يده اليمنىٰ علىٰ يده اليسرى علىٰ صدره ." (صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۴۳ ح ۴۷۹)

ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ بن عبید العنزی: ثقة ثبت (تقریب التہذیب:۶۲۶۴) خ م والاربعہ

مؤمل بن اسماعیل: جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے اور

اُن پر بعض کی جرح مردود ہے۔ یہ وہی مؤمل بن اسماعیل ہیں جن کی روایت سے احمد رضا خان بریلوی نے استدلال کیا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ (ج۶ ص۱۵۴)

تنبیہ: مومل بن اسماعیل کی روایت مختصراً صحیح بخاری میں موجود ہے۔ (ح۲۷۰۰، ۴۲۸۳، ۷۰۸۳)

سفیان ثوری: عن

عاصم بن کلیب: صدوق رمی بالارجاء (تقریب التہذیب: ۳۰۷۵)

کلیب بن شہاب: صدوق (تقریب التہذیب: ۵۶۶۰)

اگر سفیان ثوری کی تدلیس والا اعتراض نہ ہوتو پھر یہ روایت حسن لذاتہ ہے۔

خود ہی اپنی اداؤں پر غور کریں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

۴۷) **حلیق:** ''ابن المدینی کے قول سے دوسرے شاگردوں کی نفی ثابت نہیں ہوتی ہے۔'' (ص۳۳)

ج: ابن المدینی کے قول سے یہ صاف ثابت ہے کہ امام یحییٰ القطان کی امام سفیان ثوری سے روایت سماع پر محمول ہے۔ دوسرے شاگردوں کی تخصیص اگر کسی روایت سے ثابت ہے تو پیش کریں۔

۴۸) **حلیق:** ''یحییٰ بن القطان کا وہ کون سا اصول تھا کہ وہ سفیان ثوری کی مصرع بالسماع روایت کرتے تھے۔'' (ص۳۳)

ج: امام یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا: میں نے سفیان سے صرف وہی کچھ لکھا ہے، جس میں انھوں نے حدثنی اور حدثنا کہا... الخ

(کتاب العلل لاحمد: ۱۱۳۰، وسندہ صحیح، الحدیث حضرو: ۶۷ ص۱۳)

یہ ہے وہ اصول جس کی بنا پر سفیان ثوری کی معنعن روایت بھی سماع پر محمول ہے۔

تلامذۂ سفیان ثوری میں کسی اور راوی کے بارے میں ہمارے علم کے مطابق یہ صراحت ثابت نہیں ہے۔

۴۹) **حلیق:** ''تو امام وکیع عبداللہ بن مبارک کی روایت کیوں مصرع بالسماع

نہیں ہیں۔'' (ص ۳۴)

ج: اس لئے کہ ان دونوں سے یحییٰ القطان والے قول جیسا قول ثابت نہیں ہے۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو نوری اور ناری (!!) کو ساتھ ملا کر ان دونوں کے بارے میں بھی قطان والی صراحت ثابت کر دیں اور پھر ہمارا تسلیم کرنا دیکھیں۔!

۵۰) **حلیق:** ''اگر یحی بن القطان امام سفیان ثوری سے معنعن روایات بھی نقل کریں تو وہ بھی صحیح اور معمول علی سماع ہوں گی مگر شاید زبیر علیزئی صاحب یہ بھول گئے کہ وہ تو امام شافعیؒ کے قول کے قائل ہیں۔'' (ص ۳۴)

ج: یہ روایات اس لئے صحیح ہیں کہ وہ سفیان سے صرف مصرح بالسماع روایات ہی لکھا کرتے تھے۔ رہا امام شافعی کا اصول تو وہ سر آنکھوں پر ہے اور ہمارا اسی پر عمل ہے، لیکن جس بات کی تخصیص یا استثناء دلیل سے ثابت ہو تو اس پر بھی ہمارا عمل ہے۔

فیصل خان حلیق صاحب جو مغالطہ دے رہے ہیں، میں اسے چند مثالوں سے سمجھاتا ہوں:

۱: ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ تم پر مُردار حرام کیا گیا۔ (مثلاً دیکھئے سورۃ المائدہ: ۳)

اور حدیث میں ہے کہ سمندر کا مُردار (یعنی مچھلی) حلال ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مچھلی بھی مردار ہے، لہٰذا قرآن کی رُو سے، ذبح کئے بغیر حرام ہے تو کہا جائے گا کہ ایسے شخص کا کسی دماغی ہسپتال میں علاج کرایا جائے۔

معترض کے متعلقین سے درخواست ہے کہ وہ انھیں بھی اس دماغی ہسپتال میں پہنچا دیں جہاں انھیں خاص و عام اور استثناء کا فرق سمجھ آ جائے۔

۲: امام سفیان بن حسین ثقہ اور صحیح الحدیث تھے، لیکن امام زہری سے اُن کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

۳: عبداللہ بن عمر العمری ضعیف تھے لیکن امام نافع سے ان کی روایت حسن ہوتی ہے۔

۴: قتادہ مدلس تھے اور ان کی معنعن روایت (غیر صحیحین میں) ضعیف ہوتی ہے، لیکن

جب امام شعبہ قتادہ سے روایت کریں تو وہ روایت صحیح اور سماع پر محمول ہوتی ہے۔

۵: مختلط راوی کی روایت ضعیف ہوتی ہے، لیکن اس کے اختلاط سے پہلے والے شاگرد کی اس سے روایت صحیح ہوتی ہے۔

۵۱) حلیق: ''کیا ہمیں حق نہیں کہ امام بخاری کے قول سے سفیان ثوری کو قلیل التدلیس کی وجہ سے ان کی روایات برداشت کی تخصیص کرسکیں۔'' (ص۳۴)

ج: حلیق صاحب کو دو وجہ سے حق حاصل نہیں ہے:

ا: امام شافعی کے اصول سے ثابت ہے کہ مدلس راوی قلیل التدلیس ہو یا کثیر التدلیس ہو، اس کی معنعن روایت (اپنی شرائط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے۔

۲: خود امام بخاری اس اصول کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ عینی حنفی کے قول کی تشریح میں آرہا ہے۔

۵۲) حلیق: ''اور یہی وہ نکتہ عمیق ہے جو غیر مقلدین حضرات اور زبیر علیزئی صاحب کو سمجھ میں نہیں آرہا۔'' (ص۳۴)

ج: نہ تو ابن المدینی رحمہ اللہ کے قول سے وہ بات ثابت ہوتی ہے جو حلیق صاحب پیش کررہے ہیں اور نہ نوری وقریشی وغیرہما کی سمجھ میں یہ مسئلہ آرہا ہے۔

۵۳) حلیق: ''امام سفیان ثوریؒ نے یہ حدیث اپنے استاد عاصم بن کلیب سے سنی ہے'' (ص۳۴)

ج: یہ بالکل جھوٹ ہے کہ ترکِ رفع یدین کی روایت مذکورہ کی کسی سند میں سفیان کے سماع کی تصریح موجود ہے اور اگر آلِ بریلی میں ہمت ہے تو حوالہ پیش کریں۔

۵۴) حلیق: ''یعنی اگر مدلس راوی قلیل التدلیس ہو تو اسکی روایت حجت ہوتی ہے۔'' (ص۳۵)

ج: یہ حلیق صاحب کا خود تراشیدہ مفہوم مخالف ہے، امام ابن المدینی کے یہ الفاظ نہیں، لہٰذا عوام الناس کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کریں۔

حلیق صاحب نے خود لکھا ہے: ''کیونکہ اصول اور تحقیق میں الزامی جواب کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ تدلیس کا مسئلہ اصولوں میں آتا ہے۔'' (ص ۲۹)

لہٰذا اس اصولی مسئلے میں مفہومِ مخالف گھڑ کر اصول کو تارپیڈو مارنے کی کوشش مردود ہے۔

۵۵) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب اپنے دعویٰ میں اگر سچے ہیں تو امام اا<u>لمدینی</u> کے قول میں سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا ہونا ثابت کریں۔'' (ص ۳۵)

ج: میں نے ثابت کر دیا ہے کہ امام ابن المدینی امام سفیان ثوری کو بعض الناس (یعنی طبقاتی تقسیم والوں) کے نزدیک مقبول التدلیس یعنی طبقۂ اولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے، ورنہ یحییٰ القطان کی روایت کا محتاج ہونا کیا ہے؟ دیکھئے الحدیث: ۶۷ ص ۱۳

تمام خودساختہ نوریوں اور ناریوں سے مطالبہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو امام ابن المدینی سے ثابت کریں کہ سفیان ثوری طبقہ اولیٰ یا ثانیہ میں سے تھے اور ان کی غیر مصرح بالسماع معنعن روایت بھی صحیح ہی ہوتی ہے۔

۵۶) حلیق: ''امام یحی بن القطان کا یہ فرمانا.... یہ قول محل نظر ہے۔'' (ص ۳۶)

ج: یہ قول بالکل برحق ہے اور آپ اپنا محل نظر اپنے پاس ہی رکھیں۔!

۵۷) حلیق: ''زبیر علیزئی کے ان دونوں اقوال میں باہمی تعارض اور تضاد ہے۔''

(ص ۳۶)

ج: ہرگز نہیں بلکہ یہ تعارض اور تضاد دراصل معترض کے دماغ میں ہے، جس کا علاج کسی بیمارستان (ہسپتال) میں ہی ہوسکتا ہے۔!

۵۸) حلیق: ''یہاں ہم عرض کر دیں کہ امام یحی بن سعید کی بے شمار ایسی حدیثیں صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں جس میں وہ سفیان ثوری کی عن والی روایت بھی لیتے ہیں۔''

پھر حلیق صاحب نے صحیح بخاری وغیرہ سے بغیر متن و سند کے صرف ارقام (Numbers) نقل کئے ہیں۔ (ص ۳۶)

ج: جب یحییٰ القطان کی سفیان سے ہر روایت سماع پر محمول ہے تو پھر عن والی روایات بیان کرنا ذرہ بھی مضر نہیں، اور یہ عنعنہ سفیان ثوری کی طرف سے نہیں بلکہ امام یحییٰ بن سعید القطان یا اُن کے شاگردوں کی طرف سے ہے۔ عنعنے کی بحث کے لئے دیکھئے التنکیل بما فی تأنیب الکوثری من الاباطیل (۱/۸۲۔۸۳)

مجھے عبدالاول بن حماد بن محمد الانصاری (وھو ثقة صدوق) نے بتایا: (میرے والد شیخ) حماد الانصاری نے فرمایا: " **المعلّمي رجل محدّث عالم و هو شيخي** " معلّمی عالم محدّث آدمی اور میرے استاد ہیں۔
نیز دیکھئے المجموع فی ترجمۃ الشیخ حماد الانصاری (۲/۵۹۳ فقرہ:۱۵)

تنبیہ: یاد رہے کہ فیصل خان حلیق صاحب نے شیخ حماد بن محمد الانصاری کے قول اور کتاب سے استدلال کیا ہے۔ (دیکھئے ک حلیق ص ۷۸ حوالہ نمبر ۱۲)

دوسرے یہ کہ حلیق صاحب کی ذکر کردہ پہلی روایت صحیح بخاری (۱۸۵۱، ہمارا نسخہ: ۱۹۸۷) باب ھل یخص شیئا من الایام میں عن سے موجود ہے اور یہی روایت مسند امام احمد (۶/۵۵ ح ۲۴۲۸۲ وسندہ صحیح) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۴/۲۹۹ روایۃ مسدد) میں سماعِ ثوری کی تصریح سے موجود ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ جعلی معارضہ بھی باطل ہے۔

۵۹) حلیق: "زبیر علیزئی صاحب اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہے تو یحی بن قطان کے قول سے سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ہونے کی تصریح ثابت کر دیں۔" (ص ۳۷)

ج: ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام یحییٰ القطان امام سفیان ثوری کو طبقۂ اولیٰ یا طبقۂ ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے ورنہ غیر مصرح بالسماع حدیثیں نہ لکھنے کا کیا فائدہ؟

(دیکھئے الحدیث: ۶۷ ص ۱۳)

اگر حلیق صاحب اور نوری و قریشی وغیرہما اپنے دعوے میں سچے ہیں تو یحییٰ بن سعید القطان سے سفیان ثوری کا طبقۂ ثانیہ کا مدلس ہونا ثابت کر دیں اور یہ تصریح بھی ثابت کریں کہ اُن کی اپنے استاذ سے ہر معنعن غیر مصرح بالسماع روایت صحیح و مقبول ہوتی ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ فیصل خان حلیق صاحب اپنے مقرظین کے ساتھ امام علی بن المدینی اور امام یحییٰ بن سعید القطان کے اقوال کے غلط مفہوم پیش کرنے میں شکست فاش سے دوچار ہیں۔

تنبیہ: فیصل خان صاحب اس قدر حواس باختہ اور گھبرا چکے ہیں کہ ایک ہی بات بار بار دہراتے چلے جارہے ہیں۔ دیکھئے اُن کی کتاب صفحہ ۱۹، ۲۱، ۳۵، ۳۷ وغیرہ۔

یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہیں اور اپنے جیسے عوام کو طفل تسلیاں دیتے ہوتے صفحات سیاہ کرتے چلے جارہے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ''کوا سفید ہے'' کی شرط لگا کر ''میں نہ مانوں'' کے کلیے کو اپناتے ہوئے میدان میں اترنے کی کوشش میں غلطاں ہیں۔

۶۰) حلیق: ''حافظ ابن حبان کے قول سے طبقہ ثالثہ ثابت کرنا صراحتاً دھوکہ ہے۔'' (ص ۳۸)

ج: آنکھیں ہیں اگر بند تو پھر دن بھی رات ہے   اس میں سورج کا بھلا کیا قصور ہے

ماہنامہ الحدیث: ۶۷ (ص ۱۳) میں حافظ ابن حبان کا قول دوبارہ پڑھ کر حلیق صاحب کو چاہئے کہ وہ اپنے نوری و قریشی وغیرہما سے سمجھنے کی کوشش کریں، شاید دل کی آنکھیں کھل جائیں ورنہ اُن کے لئے پھر دن بھی رات ہے۔!!

حافظ ابن حجر کے طبقۂ ثالثہ کا مطلب اُن کے نزدیک یہ ہے کہ اس طبقے کے مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں یعنی ضعیف ہوتی ہے۔ حافظ ابن حبان کے نزدیک ثوری کی عن والی روایت حجت نہیں یعنی ضعیف ہے۔

۶۱) حلیق: ''کہ امام ابن حبان ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔'' (ص ۳۸)

ج: یہ اس صورت میں ہے جب حافظ ابن حبان کا تفرد ہو، یہاں تو بیس کے قریب علماء اُن کے موافق ہیں، لہٰذا یہاں ارسال والا طعنہ مردود ہے۔

دوسرے یہ کہ حافظ ابن حبان کا قول ہے: ہم اُن کی صرف ان مرویات سے ہی حجت

پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں۔ مثلاً سفیان ثوری... (الحدیث:۷ ۶ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ یہاں ارسال خفی نہیں بلکہ تدلیس اصطلاحی مراد ہے۔

۶۲) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب کے استاد علامہ ارشاد الحق اثری صاحب..'' (ص ۳۸)

ج: یہ جھوٹ ہے۔

۶۳) حلیق: ''صحیح ابن حبان... کہ انکے نزدیک سفیان ثوری کی عن والی روایات قابل قبول اور صحیح ہیں۔'' (ص ۳۹)

ج: یہ حلیق صاحب کا اپنا استنباط اور خود تراشیدہ مفہوم ہے جب کہ حافظ ابن حبان کا اپنا صریح قول اس کے سراسر خلاف ہے۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۶۱، اور الاحسان (۱/۹۰)

حافظ ابن حبان کے بارے میں حلیقی تحریفات باطل ثابت ہوئیں اور یہ ثابت ہو گیا کہ امام سفیان ثوری کی معنعن روایت (اپنی شرائط کے ساتھ) ضعیف ہے۔

۶۴) حلیق: ''امام شافعی کا قول اور اصول علی الاطلاق ہے۔'' (ص ۴۰)

ج: علی الاطلاق ہے مگر جہاں تخصیص اور استثناء ثابت ہے وہاں تخصیص اور استثناء کرنا ضروری ہے۔ آپ لوگوں کے نزدیک اگر امام شافعی کا اصول صحیح نہیں تو پھر امام ابوحنیفہ کا اصول پیش کریں۔

۶۵) حلیق: ''جو تدلیس پر ارسال کا اطلاق کرتے ہیں۔'' (ص ۴۰)

ج: یہ اس صورت میں ہے جب ایسے محدث کا تفرد ہو اور اگر تفرد نہ ہو بلکہ اتفاق و اجماع ہو یا تدلیس الاسناد کی صراحت ہو تو پھر پیش کرنا بالکل صحیح اور اس پر تنقید کرنا غلط ہے۔

۶۶) حلیق: ''تو سفیان ثوری کے جنس ثالث کا مدلس قرار دینے میں اتفاق کیوں؟'' (ص ۴۰)

ج: اس لئے کہ یہ جمہور محدثین اور امام شافعی کے اصول کے بالکل مطابق ہے۔

۶۷) حلیق: ''تقریباً ۲۴۰ معنعن روایات نقل کی ہیں۔ اور انکی معنعن روایات کی تصحیح بھی کی ہے...'' (ص ۴۱)

ج: اصول اور مخالفت میں ہمیشہ اصول کو ترجیح ہوتی ہے، جیسا کہ حلیق صاحب نے خود لکھا ہے: ''میں یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ فوقیت ہمیشہ اصول کی ہوتی ہے۔''

(ک حلیق ص ۱۴۹، نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۱۹۶)

دوسرے یہ کہ یہ حاکم کا تساہل ہے۔ تیسرے یہ کہ کسی ایک مدلس (چاہے طبقۂ ثالثہ کا ہو یا رابعہ کا مدلس) کا نام بتائیں جس کی روایات کو فرقہ بریلویہ عن کی وجہ سے ضعیف سمجھتا ہے تو میں حاکم وغیرہ سے اس مدلس کی روایات کی تصحیح اور روایت ثابت کر دوں گا۔ (ان شاء اللہ)

لہٰذا ثابت ہوا کہ حلیقی مغالطات تارِ عنکبوت سے بھی کمزور اور مردود ہیں۔ چوتھے یہ کہ حاکم نے طبقۂ ثالثہ اور رابعہ کی بعض معنعن روایات کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ کیا وہاں بھی یہ حلیقی اصول چلے گا؟

۶۸) حلیق: ''البتہ حافظ ابن حجر نے مدلسین کے طبقات بنائے اور پھر انھوں نے خود تصریح کی کہ طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی روایات قابل قبول اور طبقہ ثالثہ کے راویوں کی معنعن المدلسین حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں۔'' (ص ۴۱)

ج: یہ طبقات اور اصول اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ سے ثابت کریں، کیونکہ آپ لوگ (اپنے دعوے کے مطابق) نہ یوسفی ہیں اور نہ شیبانی ہیں بلکہ حنفی ہونے کے دعویدار ہیں، لہٰذا حافظ ابن حجر کی گود میں کیوں پناہ لے رہے ہیں؟

دوسرے یہ کہ اس طبقاتی تقسیم کو نہ بریلویہ جانتے ہیں اور نہ حنفیہ، جیسا کہ میں نے ثابت کر دیا ہے۔ مثلاً دیکھئے الحدیث حضرو: ۶۶ ص ۱۲ (قولِ رضوی)

تیسرے یہ کہ یہ طبقاتی تقسیم خود حافظ ابن حجر کے اصول (مدلس کی عن والی روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔ دیکھئے نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر لابن حجر ص ۷۲) سے معارض ہونے کی وجہ سے بھی ناقابلِ قبول اور غلط ہے۔ حلیق صاحب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ''فوقیت ہمیشہ اصول کی ہوتی ہے۔'' (دیکھئے فقرہ: ۶۷، ۱۹۶)

۶۹) حلیق: ''جو سراسر زیادتی اور علمی خیانت ہے۔'' (ص ۴۲)

ج: یہ زیادتی اور علمی خیانت نہیں بلکہ فیصل خان بریلوی رضاخانی (حلیق) کا کذب و افتراء اور فنِ مغالطہ ہے۔

۷۰) حلیق: ''امام ابوعاصمؒ کے قول کی تحقیق...اسکا جواب دے چکے ہیں۔'' (ص۴۲)

ج: یہ جواب باطل ہے، جیسا کہ جواب الجواب میں عرض کر دیا گیا ہے اور امام ابوعاصم رحمہ اللہ کی گستاخی بھی ہے۔ امام ابوعاصم نے سفیان ثوری کو مدلس قرار دیا اور مدلس کی معنعن روایت بیان کر دینا سماع کی تصریح نہیں کہلاتا۔ یہ عام فہم بات حلیق اور اُن کے مقرظین کی سمجھ میں نہیں آ رہی۔!

امام ابوعاصم کے قول کے جواب میں بھی حلیق صاحب بالکل ناکام رہے ہیں۔

۷۱) حلیق: ''یہ حوالہ بھی پیش کرنا مفید نہیں کیونکہ امام ابوحاتم الرازی ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔'' (ص۴۳)

ج: یہ حوالہ زبردست مفید ہے، کیونکہ ابوحاتم متفرد نہیں بلکہ ایک بڑی جماعت اُن کے موافق ہے۔ دوسرے یہ کہ حلیق صاحب کے حوالے (علل الحدیث: ۲۰۷۱، ک حلیق ص ۱۶) میں ارسال پر تدلیس کا اطلاق نہیں بلکہ تدلیس پر ارسال کا لفظ بولا گیا ہے۔

دیکھئے علل الحدیث (۱۹۳/۱)

لغوی اور اصطلاحی معنوں میں جو فرق ہوتا ہے، اُسے ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھیں۔

ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام سفیان ثوری مدلس تھے اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ مدلس کی عن والی روایت (اپنی شروط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے۔ میری طرف سے نوری اور قریشی وغیرہما کو چیلنج ہے کہ وہ اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف یا ابن فرقد شیبانی سے ثابت کریں کہ سفیان ثوری مدلس نہیں تھے، یا یہ کہ اُن کی ہر معنعن غیر مصرح بالسماع روایت صحیح ہوتی ہے اور اگر نہ ثابت کر سکیں تو پھر توبہ کر کے رجوع اِلی الحق کریں۔

۷۲) حلیق: ''امام ابوحاتم نے خود ترک رفع یدین والی حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا۔'' (ص۴۴)

ج: نقل نہ کرنا اس کی دلیل نہیں کہ تدلیس کا اعتراض باطل ہے بلکہ خود حلیق صاحب نے لکھا ہے: ''دوسرا زبیر علیزئی صاحب کا امام عبداللہ بن المبارک کے خاموشی سے یہ اخذ کرنا کہ انکے نزدیک ہشیم بن بشیر طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں اور انہوں نے ہشیم کی طرح سفیان ثوری اور اعمش کا مدلس ہونا تسلیم کرلیا ہے، بالکل غلط اور مردود ہے۔'' (ص ۴۵)

جب خاموشی سے نتیجہ اخذ کرنا غلط و مردود ہے تو حلیقی اعتراض بھی غلط و مردود ہے۔

۷۳) حلیق: ''پھر اس کو ہمارے خلاف کیوں پیش کیا گیا؟'' (ص ۴۵)

ج: اس لئے کہ یہ آپ کے خود ساختہ باطل موقف کی جڑیں کاٹ کر اسے تہس نہس کر دیتا ہے۔

۷۴) حلیق: ''کہ وہ حضرت عبداللہ بن المبارک سے مدلسین کے طبقات ثابت کریں۔'' (ص ۴۵)

ج: حلیق اور نوری و قریشی وغیرہما پر فرض ہے کہ وہ امام عبداللہ بن المبارک سے صراحتاً یہ ثابت کریں کہ سفیان ثوری کی تدلیس مضر نہیں بلکہ مقبول ہے، یا یہ کہ وہ طبقۂ ثانیہ میں سے یعنی ان کے نزدیک مقبول التدلیس تھے۔!

۷۵) حلیق صاحب نے لکھا ہے: ''زبیر علیزئی صاحب کے اس قول سے سفیان ثوری کا مدلس ہونا تو ثابت ہوتا ہے۔ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا مگر...'' (ص ۴۵)

ج: میرے صحیح العقیدہ سنی بھائیو یعنی اہلِ حدیثو! مبارک ہو! فرقۂ بریلویہ رضاخانیہ نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ امام سفیان ثوری مدلس تھے اور اس سے انکار نہیں کیا۔ مدلس کے بارے میں ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب الرسالۃ میں یہ اصول سمجھایا ہے کہ اُس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا ترکِ رفع یدین والی روایت اس علتِ قادحہ کی وجہ سے ضعیف و مردود ہے۔

۲: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی سے فرمایا: کتاب الرسالہ دیکھو (یعنی دیکھا کرو) کیونکہ یہ اُن (شافعی) کی سب سے اچھی کتابوں

میں سے ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۹۱/۵۴ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے میرا تحقیقی مضمون: امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلہ تدلیس (ص ۳۔۴)

۳: امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے پاس کتاب الرسالہ موجود تھی مگر ان سے کوئی مخالفت ثابت نہیں، لہٰذا وہ بھی شافعی اصول سے متفق تھے۔

۴: امام اسماعیل المزنی بھی کتاب الرسالہ سے متفق تھے۔

(دیکھئے روایۃ ابن الاکفانی: ۴ ۵ وسندہ حسن)

۵: امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ بھی اس کتاب کو پسند کرتے تھے۔

دیکھئے الطیوریات (۶۱/۲ ح ۶۸۱ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام مزنی اور امام عبدالرحمٰن بن مہدی (وغیرہم) سب کے نزدیک مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، چاہے اُس نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہو، نیز اصولِ حدیث کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ دیکھئے میرا مضمون: اصولِ حدیث اور مدلس کی عن والی روایت کا حکم

فرقہ بریلویہ رضاخانیہ والوں سے درخواست ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ سے ثابت کریں کہ

(۱) سفیان ثوری مدلس نہیں تھے۔!!

(۲) مدلس اگر قلیل التدلیس ہو تو پھر اس کی عن والی روایت ہر جگہ صحیح ہوتی ہے۔!!

اور اگر نہ کرسکیں تو پھر آٹھویں صدی ہجری کے حافظ ابن حجر کے مرجوح قول کو حجت نہ بنائیں اور عسقلانوی نہ بنیں ورنہ...!!

۷۶) حلیق: ''تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہشیم بن بشیر کے نزدیک امام سفیان ثوری اور امام اعمش کی تدلیس قابل قبول تھی۔'' (ص ۴۶)

ج: ہرگز نہیں بلکہ اگر قابلِ قبول تھی تو پھر امام عبداللہ بن المبارک نے سوال کیوں کیا تھا؟ بلکہ امام ہشیم کے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سفیان ثوری مدلس تھے۔ ہشیم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ہم تو طبقۂ ثانیہ سے تعلق رکھتے ہیں، یا یہ کہ ہماری تدلیس مقبول ہے۔!

امام ہشیم سفیان ثوری کو اپنے جیسا مدلس سمجھتے تھے، لہٰذا فرقۂ بریلویہ سے سوال ہے کہ کیا وہ ہشیم کو بھی طبقۂ ثانیہ میں سے سمجھتے ہیں؟ اور اگر نہیں تو پھر یہ دوغلی پالیسی کیوں ہے؟!

۷۷) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب جب حافظ ابن حجر کے طبقات کو ہی تسلیم نہیں کرتے۔''

(ص ۴۶)

ج: میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بریلوی اور حنفی دونوں علیحدہ علیحدہ فرقے بھی اس طبقاتی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتے، بطورِ مثال عرض ہے کہ پھر عباس رضوی صاحب کبھی سفیان ثوری اور اعمش کی معنعن روایات پر اعتراض نہ کرتے۔ ابن الترکمانی کبھی ثوری کی معنعن روایت پر اعتراض نہ کرتے اور معلول نہ قرار دیتے۔

ہم نے طبقاتی تقسیم کے ناقابلِ تقسیم ہونے کے دلائل بار بار بیان کر دیئے ہیں اور نہ ماننے والے ضدیوں کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

۷۸) حلیق: ''تو ان کے نزدیک امام سفیان ثوری کس طرح طبقہ ثالثہ کے مدلس ہو سکتے ہیں۔'' (ص ۴۶)

ج: کسی عالم کے ایک قول کے غلط ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کا ہر قول ضرور بالضرور غلط ہے، لہٰذا تدلیس کو اچھا سمجھنا جمہور محدثین کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے اور سفیان ثوری کو مدلس قرار دینا جمہور کے موافق ہونے کی وجہ سے مقبول ہے۔

۷۹) حلیق: ''تو وہ ہر حال میں طبقہ ثالثہ کا مدلس ہوگا۔'' (ص ۴۶)

ج: امام شافعی رحمہ اللہ کے بیان کردہ اصول سے تو یہی بات ثابت ہے۔ اگر آپ کو سمجھ نہیں آ رہی تو نوری اور قریشی وغیرہما سے سمجھ لیں۔

۸۰) حلیق: ''امام ہشیم بن بشیر کے قول سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے امام سفیان ثوری اور امام اعمش مدلس تھے۔'' (ص ۴۶۔۴۷)

ج: ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس طرح ہشیم مدلس تھے، اُسی طرح سفیان ثوری اور اعمش بھی مدلس تھے، لہٰذا داڑھی منڈے کا ''اس قول سے استدلال جہالت ہے۔'' کہنا خود اس

کی جہالت کی دلیل ہے۔

جب مدلس ہونا ثابت ہو گیا تو پھر عن والی روایت ضعیف ہوئی اور معترض کا دفاع، مغالطات اور اکاذیب فنا ہوئے۔

امام ہشیم اور امام عبداللہ بن المبارک کے اقوال کے جوابات میں بھی حلیق صاحب کو زبردست ناکامی کا سامنا کرنا پڑا مگر پھر بھی توبہ نہیں کر رہے۔

۸۱) حلیق: ''...اقوال سے دلیل نہیں پکڑ سکتے جو تدلیس الاسناد اور مرسل خفی کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں۔'' (ص ۴۷)

ج: الکفایہ (ص ۴۰۰) کا اصل حوالہ مع متن مطلوب ہے اور دوسرے یہ کہ یہ اس وقت ہے جب تفرد ہو، یہاں تو سفیان ثوری کے مدلس ہونے پر اجماع ہے، لہٰذا امام یعقوب بن شیبہ کے قول سے استدلال بالکل صحیح ہے۔

۸۲) حلیق: ''خود اس اصول سے متفق نہیں تو اس سے استدلال کیسے کر سکتے ہیں۔''

(ص ۴۸)

ج: ہم امام شافعی رحمہ اللہ کے اصول سے سو فیصد متفق ہیں، لیکن یاد رہے کہ جس کی تخصیص یا استثناء ثابت ہے ہم اس کے بھی قائل ہیں۔ ہمارے نزدیک خاص ہمیشہ عام پر مقدم ہوتا ہے، لہٰذا خاص کو عام سے ٹکرانے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ

اہلِ بدعت کا بعض مستثنیات اور تخصیص کو لے کر اصول کو ہی ختم کرنے کی کوشش کرنا انتہائی قابلِ مذمت ہے۔

۸۳) حلیق: ''اپنے دلائل کے حق میں پیش کرنا ہی مردود ہے۔'' (ص ۴۸)

ج: مردود نہیں بلکہ حق اور صحیح ہے اور معترض کا خود ساختہ تفلسف مردود ہے۔

۸۴) حلیق: ''حافظ ابن رجبؒ نے....تردید کردی ہے۔'' (ص ۴۸)

ج: امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: پس اگر غیر ثقہ سے تدلیس کرے یا اُس سے جس سے اُس نے نہیں سنا تو اُس نے تدلیس کی حد کو پار (عبور) کر لیا جس کے بارے میں

(بعض) علماء نے رخصت دی ہے۔ (الکفایہ ص۳۶۱۔۳۶۲، الحدیث حضرو:۶۷ ص۱۶)

اس عبارت کو ذکر کر کے آٹھویں صدی ہجری کے ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) نے کہا:

"**كذا قال يعقوب و قد كان الثوري وغيره يدلسون عمن لم يسمعوا منه أيضًا فلا يصح ما ذكره يعقوب**" یعقوب نے اسی طرح کہا اور ثوری وغیرہ اُن سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے انھوں نے سنا نہیں تھا، لہٰذا یعقوب نے جو ذکر کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ (شرح علل الترمذی ج۱ ص۳۵۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ابن رجب نے "**عمن لم يسمعوا منه**" کے بارے میں "**فلا يصح**" کہا ہے، "**من دلس عن غير ثقة**" کے بارے میں نہیں کہا۔

دوسرے یہ کہ امام یعقوب بن شیبہ کا یہ قول دوسرے علماء کے موافق ہے، لہٰذا مقبول ہے۔

تیسرے یہ کہ امام یعقوب بن شیبہ کے مقابلے میں بھی فیصل خان الحلیق مع المقرظین سخت ناکام رہے ہیں اور اوندھے منہ گرے پڑے ہیں۔

۸۵) حلیق: "امام نووی نے جس حدیث پر اعتراض کیا ہے وہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔" (ص۴۹)

ج: علامہ نووی نے ہرگز صحیح مسلم کی حدیث پر اعتراض نہیں کیا بلکہ ایک علمی فائدہ سمجھایا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امام مسلم نے ایک حدیث دو سندوں سے بیان کی:

(۱) سفيان عن علقمة بن مرثد (۲) سفيان قال: حدثني علقمة بن مرثد

علامہ نووی نے سمجھایا کہ اور ان میں سے یہ فائدہ بھی ہے کہ سفیان (ثوری) رحمہ اللہ مدلسین میں سے تھے اور انھوں نے پہلی روایت میں عن علقمہ کہا اور مدلس کی عن والی روایت بالاتفاق حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند میں سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔

(شرح صحیح مسلم ج۱ ص۱۳۶، الحدیث حضرو:۶۷ ص۱۶)

یاد رہے کہ علامہ نووی کے نزدیک صحیحین میں مدلسین کی روایات سماع پر محمول ہیں۔

دیکھئے التقریب للنووی (ص۹ نوع ۱۲) اور شرح صحیح مسلم للنووی (درسی نسخہ ج۱ ص۹ سطر۴)

۸۶) حلیق: ''جس سے معلوم ہوا کہ امام نووی مندرجہ بالا اصول سے اختلاف کرتے ہیں۔'' (ص۴۹)

ج: یہ بات بالکل جھوٹ اور افتراء ہے، بلکہ اس کے سراسر برعکس علامہ نووی کے نزدیک صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات بھی سماع پر محمول ہیں۔ دیکھئے فقرہ: ۸۵

نووی کے عظیم الشان قول اور تحقیق کے جواب سے حلیق صاحب اور اُن کے مقرظین مکمل ناکام رہے ہیں اور یہاں اُن کا خودساختہ فلسفہ اور لفاظی بھی کسی کام نہیں آئی۔

۸۷) حلیق: ''علامہ عینیؒ نے صحیح بخاری کی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض لکھا ہے۔'' (ص۵۰)

ج: یہ بات بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ عینی نے صحیح بخاری کی حدیث پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ ایک علمی نکتہ اور فائدہ سمجھایا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امام بخاری نے ایک حدیث دوسندوں سے بیان کی:

(۱) سفیان عن عمرو بن عامر (۲) سفیان قال: حدثني عمرو بن عامر

عینی نے سمجھایا کہ لطائف اسناد میں سے یہ ہے کہ دوسری سند میں تصریحِ سماع ہے اور پھر سمجھایا کہ سفیان (ثوری) مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند میں سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ (عمدۃ القاری ج۳ ص۱۱۲)

عینی نے دوسرے مقام پر صحیحین کی معنعن روایات کے بارے میں ابن الصلاح الشافعی کا قول نقل کیا کہ صحیحین میں مدلسین کی روایات سماع پر محمول ہیں۔

(ملخصاً ج۱ ص۲۱۴ تحت ح۳۲)

عینی نے کہا: علمائے مشرق ومغرب کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری وصحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ج۱ ص۵، فائدہ ثانیہ)

عینی کے قول کا جواب دینے میں بھی معترض صاحب بہت بڑی شکست کا شکار ہو کر گھرے گڑھے میں گرے ہیں، جس کا علاج سوائے توبہ کے اور کچھ نہیں ہے۔

فائدہ: عینی کی تشریح سے صاف معلوم ہوا کہ امام بخاری امام سفیان ثوری کو مدلس سمجھتے تھے، لہٰذا اُن کی عن والی روایت کے متصل بعد تصریحِ سماع والی روایت بیان کر دی تا کہ تدلیس کا اعتراض ختم ہو جائے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی، ورنہ تصریحِ سماع کی کیا ضرورت تھی؟

تیسرے یہ کہ امام بخاری امام سفیان ثوری کو ان مدلسین میں شمار نہیں کرتے تھے جن کی عن والی روایت (اپنی شرائط کے بغیر) کے بارے میں بعض اہلِ بدعت کی طرف سے ہر جگہ حجت قرار دینے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

۸۸) **حلیق:** ''کیونکہ ابن ترکمانی کا یہ جواب امام بیہقی پر الزامی جواب ہے۔ دوسرا ابن ترکمانی نے مختلف مقامات پر سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کے قائل ہیں۔'' (ص ۵۱)

ج: اسے الزامی جواب قرار دینا تین وجہ سے غلط ہے:

۱: میرے علم کے مطابق امام بیہقی سے یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے کسی روایت کو معلول قرار دیتے ہوئے ''**الثوري مدلس و قد عنعن**'' کہا ہو، جیسا کہ ابن الترکمانی نے کہا ہے۔

۲: یہاں الزامی جواب کی صراحت یا اشارے کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

۳: فیصل خان حلیق نے بذاتِ خود لکھا ہے کہ ''کیونکہ اصول اور تحقیق میں الزامی جواب کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ تدلیس کا مسئلہ اصولوں میں آتا ہے۔'' (ک حلیق ص ۲۹)

اب رہا یہ کہنا کہ ابن الترکمانی نے مختلف مقامات پر سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کی ہے، تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں بلکہ اس دوغلی پالیسی کے ذمہ دار خود ابن الترکمانی صاحب ہیں۔ **کل نفس بما کسبت رهينة**

جو شخص خود بابلد ہے، وہ دوسروں کے بارے میں لکھتا ہے: ''نابلد ہی نظر آئے ہیں۔''!!

۸۹) **حلیق:** ''علامہ کرمانی نے صحیح بخاری کی اسی حدیث پر سفیان ثوری تدلیس کا

اعتراض کیا ہے جس پر علامہ عینیؒ نے اعتراض کیا تھا۔" (ص ۵۲)

ج: کرمانی نے صحیح بخاری کی حدیث پر ہرگز اعتراض نہیں کیا (لہٰذا حلیق صاحب نے جھوٹ بولا ہے) بلکہ کرمانی نے " **و فی ذکر الاسناد الثانی فوائد** " کے تحت فائدہ بیان کیا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ بھی سفیان ثوری کی روایت میں سماع کی تصریح کے قائل تھے ورنہ پھر دوسری سند لانے کا کیا فائدہ ہے؟

معلوم ہوا کہ کرمانی کے سلسلے میں بھی آلِ بریلی شکست فاش سے دوچار ہوئے ہیں، لہٰذا کرمانی کا حوالہ پیش کرنا بالکل صحیح ہے اور اسے "بالکل غلط" کہنا بذاتِ خود بالکل غلط ہے۔

۹۰) حلیق: "علامہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی حدیث پر اعتراض کیا ہے۔" (ص ۵۳)

ج: یہ بالکل جھوٹ ہے، جبکہ سچ یہ ہے کہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی حدیث پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ " **فائدۃ اتیانہ بالسندین** " لکھ کر فائدہ بیان کیا ہے۔

قسطلانی تو صحیحین کی معنعن روایاتِ مدلسین کو سماع پر محمول سمجھتے تھے۔

دیکھئے ارشاد الساری (ج ۱ ص ۱۰)

معلوم ہوا کہ قسطلانی کے سلسلے میں حلیق صاحب کا تفلسف اور خیالی تعارضات و تضادات باطل ہیں۔

۹۱) حلیق: "زبیر علیزئی صاحب اصول کے مطابق علامہ ذہبیؒ کے قول پیش نہیں کر سکتے ہیں" (ص ۵۳)

ج: حافظ ذہبی کے قول " **المدلّس عن شیخہ** " (الحدیث: ۶۷ ص ۱۲) سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں ارسال مراد نہیں بلکہ تدلیس اصطلاحی مراد ہے، لہٰذا یہ قول پیش کرنا بالکل صحیح ہے۔ حافظ ذہبی کے اس قول سے ثابت ہوا کہ سفیان ثوری (مدلس عن الضعفاء) کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے اور غالباً حلیق صاحب طبقہ ثالثہ (عند ابن حجر) کی معنعن روایات کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

کان کو اُلٹی طرف سے پکڑیں یا سیدھی طرف سے نتیجہ ایک ہی ہے، پس مدلس کی عن والی روایت (اپنی شروط کے ساتھ مثلاً غیر صحیحین میں) ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا ترکِ رفع یدین کا مسئلہ فنا ہوا۔ حافظ ذہبی کے اصول کے نتیجے کو خیانت کہنے والا بذاتِ خود خیانت کا مرتکب ہے۔

تنبیہ: اگر حافظ ذہبی نے کسی مدلس کی معنعن روایت کو صحیح قرار دیا ہے تو یہ اُن کا تساہل ہے۔ اُصول اور تساہل کا مقابلہ ہو تو ہمیشہ اصول کو ترجیح ہوتی ہے (نیز دیکھئے فقرہ: ٦٧، ١٩٦) ورنہ پھر ہر مدلس کی ہر معنعن روایت کو اس خود ساختہ فلسفے سے صحیح ثابت کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ: خود حلیق صاحب نے لکھا ہے کہ اصول حدیث کا ایک مشہور قاعدہ ہے کہ جو راوی ضعیف راویوں سے تدلیس کرے تو اس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دیکھئے فقرہ نمبر: ۴۱

۹۲) حلیق: ''پہلے وہ امام یحییٰ بن معین سے تدلیس کی تعریف کریں'' (ص ۵۵)

ج: پہلے وہ (یعنی معترض صاحب عرف حلیق) اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ سے تدلیس کی تعریف باحوالہ پیش کریں اور اس حوالے کا صحیح و متصل ہونا بھی ثابت کریں۔

اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت نہ بنیں۔

تنبیہ: جب دوسرے محدثین و علماء نے تدلیس کی تعریف بیان کر دی ہے تو خاص ابن معین سے اس کی تعریف کا مطالبہ کرنا غلط ہے۔ تمام علماء کی تحقیقات کو پیشِ نظر رکھ کر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے۔

۹۳) حلیق: ''اس اصول کو ہمارے خلاف پیش کرنا ہی غلط ہے۔'' (ص ۵۵)

ج: حدثنا اور أخبرنا سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابن معین کے قول سے یہاں مراد تدلیس اصطلاحی ہے، ارسال نہیں ہے، لہٰذا معترض کا معارضہ غلط ہے۔

۹۴) حلیق: ''دوسرا امام یحیی بن معین نے سفیان ثوری کی متعدد معنعن روایات نقل کی

ہیں۔" (ص ۵۵)

ج: مجرد روایات نقل کرنا تصحیح نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ ہر مدلس کی متعدد معنعن روایات جلیل القدر محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کر رکھی ہیں تو کیا ہر مدلس کی ہر معنعن روایت صحیح ہے۔؟!

کچھ تو غور کریں! اگر ہم کچھ عرض کریں تو شکایت ہوگی۔

دوسرے یہ کہ فوائد ابن معین میں ابو المھزم (۱۲۴) لیث بن ابی سلیم (۸۵) اور رجل (؟ ۵۵، ۷۰) سے بھی روایتیں موجود ہیں، تو کیا یہ روایتیں امام ابن معین کے نزدیک صحیح ہیں؟

۹۵) حلیق: "زبیر علیزئی صاحب صرف عددی تعداد بڑھانے کی خاطر فضول حوالے نقل کرتے آرہے ہیں۔" (ص ۵۶)

ج: اگر ابن الصلاح، ابن کثیر اور ابن الملقن وغیرہم کے حوالے فضول ہیں تو کیا محمد بن شجاع الثلجی، حسن بن زیاد اللولوی اور بشر بن غیاث المریسی وغیرہ کذابین یا ابن فرقد الشیبانی اور یعقوب بن ابراہیم وغیرہما مجروحین کے حوالے پیش کرنے چاہئیں؟!

قارئین کرام! ماہنامہ الحدیث: ۶۷ ص ۱۷۔۱۸ پڑھ لیں، آپ ان حوالوں کو بہت زیادہ مفید اور برمحل مطابقِ عنوان (یعنی سفیان ثوری کی تدلیس اور طبقۂ ثانیہ؟) پائیں گے۔

ان شاء اللہ

لا نسلّم اور نہ مانوں کی رٹ لگانے والوں کا کوئی علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔

اللہ ہی انھیں ہدایت دے۔ آمین

۹۶) حلیق: "یہ تینوں محدثین کرام ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔" (ص ۵۷)

ج: حوالۂ مذکورہ میں غیر مصرح بالسماع روایت کی شرط سے ظاہر ہے کہ یہاں تدلیس اصطلاحی مراد ہے، ارسال مراد نہیں، لہٰذا معترض کا اعتراض باطل ہے۔

بعد میں آنے والے حافظ ابن حجر کی بات مانیں یا امام شافعی کی؟

ابن رجب حنبلی کا رسالہ "**فضل علم السلف علی علم الخلف**" پڑھ لیں۔

(دیکھئے مجموعہ رسائل ابن رجب ج ۴ ص ۴۳-۸۳)

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا دامن چھوڑ کر حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کے دامن میں پناہ لینے والو! کس منہ سے یہ کہتے ہو کہ ہم یوسفی وشیبانی نہیں ہیں بلکہ حنفی ہیں؟!

یہ مذہبی خودکشی کی بڑی مثال ہے۔

۹۷) **حلیق:** ''کیونکہ علامہ عبدالرحمٰن یحیٰی المعلمی کے معاصر اور ناصر الدین البانی نے اس کا جواب دیا ہے۔'' (ص ۵۸)

ج: البانی صاحب نے ہرگز جواب نہیں دیا۔ علامہ معلّمی کا دعویٰ ہے:

سفیان تدلیس کرتے تھے اور کسی سند میں اُن کے سماع کی تصریح نہیں ہے۔''

(التنکیل ۲/۲۰، الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۸)

البانی نے روایتِ مذکورہ میں سماع کی تصریح پیش نہیں کی، لہٰذا معترض صاحب لوگوں کی آنکھوں میں مرچیں ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی ․

میری طرف سے فیصل خان حلیق بریلوی، غلام مصطفیٰ نوری، حنیف قریشی بریلوی رضاخانی اور تمام آلِ بریلی (رضاخانیہ) کو چیلنج ہے کہ وہ ترکِ رفع یدین کی صراحت کے ساتھ روایتِ مذکورہ میں امام سفیان ثوری کے سماع کی تصریح ثابت کردیں۔

ثبوت معلوم ہونے کے بعد ہم فوراً تسلیم کرلیں گے۔ ہم کوئی بریلوی تو نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ باطل پر ڈٹے رہیں اور ضد کریں بلکہ ہم تو اہلِ حدیث ہیں اور حق کی طرف علانیہ رجوع کرنے والے ہیں۔

۹۸) **حلیق:** ''کہ اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔'' (ص ۵۸)

ج: امام مسلم رحمہ اللہ نے بتایا کہ جو راوی تدلیس کے ساتھ معروف (معلوم) اور (بمعنی یا) مشہور ہو تو روایت میں اس کے سماع کی تحقیق کی جاتی ہے۔

(دیکھئے مقدمہ صحیح مسلم درسی نسخہ ج ۱ ص ۲۳)

چونکہ روایتِ مذکورہ میں مدلس کے سماع کی تصریح نہیں، لہٰذا یہ مسلم کی شرط پر نہیں ہے۔

شعیب ارناووط حنفی، زہیر شاویش اور مشہور حسن بھی روایتِ مذکورہ میں سماع کی تصریح پیش نہیں کرسکے، لہٰذا اُن کی تصحیح باطل ومردود ہے۔

تنبیہ: راقم الحروف نے علامہ معلّمی کا قول اُن لوگوں کے خلاف پیش کیا تھا جو البانی صاحب کو بہت بڑا محقق سمجھ کر ان کی ہر بات کو حرفِ آخر جانتے ہیں، جبکہ خود البانی صاحب محقق معلّمی صاحب کو ''**العلامة المحقق**'' سمجھتے تھے۔ (دیکھئے مقدمۃ التنکیل ج ۱ ص ۳)

اگر کسی میں ہمت ہے تو روایتِ مذکورہ میں سفیان کے سماع کی تصریح پیش کر کے معلّمی رحمہ اللہ کو جواب دے دے ورنہ پھر چپ رہنا بہتر ہے۔ نیز دیکھئے فقرہ: ۵۸

۹۹) حلیق: ''علامہ الیمانی نے یہ اعتراض محدث العصر علامہ زاہد الکوثری کے جواب میں دیا تھا۔ لہٰذا الزامی جواب کیا اہمیت تحقیق کے میدان میں نہیں ہوتی۔'' (ص ۵۸)

ج: علامہ الیمانی المعلمی رحمہ اللہ کا یہ اعتراض الزامی نہیں بلکہ انھوں نے اسے جہمیِ عصر زاہد الکوثری الکذاب القبوری کا رد کرتے ہوئے تحقیقی جواب میں لکھا تھا۔

اسے الزامی جواب کہہ کر رد کر دینا غلط ہے۔

۱۰۰) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب کا شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا حوالہ مفید نہیں ہے۔'' (ص ۵۹)

ج: بلکہ زبردست مفید ہے۔

تنبیہ: شیخ ابن باز کا یہ قول اہلِ حدیث اور شیخ البانی کے اندھا دھند مؤیّدین کے خلاف پیش کیا گیا ہے۔

۱۰۱) حلیق: ''...ناموں کے آگے رحمہ اللہ لکھنا مناسب نہ سمجھا۔ یہ ایک تعصب کی بدترین مثال ہے۔'' (ص ۶۰)

ج: اس سلسلے میں چار باتیں پیشِ خدمت ہیں:

۱: ہمارے نزدیک امام علی بن المدینی، امام یحییٰ بن سعید القطان اور امام سفیان ثوری وغیرہم اہلِ حدیث (اور بریلوی اصطلاح میں: غیر مقلدین) تھے اور مذکورہ مضمون میں کئی

جگہ ان کے ناموں کے ساتھ رحمہ اللہ نہیں لکھا گیا تو کیا ہم ان سے بھی تعصب کرتے ہیں؟

۲: فرقہ بریلویہ رضاخانیہ اہلِ بدعت میں سے ہے اور اہلِ بدعت سے براءت کا اعلان کرنا ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے۔

((من وقّر صاحب بدعة فقد أعان علىٰ هدم الإسلام .))

جس نے کسی بدعتی کی تکریم کی تو اس نے اسلام کو گرانے میں مدد دی۔

(کتاب الشریعۃ للآجری ص ۹۶۲ ح ۲۰۴۰ وسندہ صحیح، علمی مقالات ج ۲ ص ۵۵۶)

۳: ہر متوفی کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ لکھنا ضروری نہیں ہے۔

۴: معترض نے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز وغیرہ کے ساتھ رحمہ اللہ کیوں نہیں لکھا؟ کیا یہ تعصب کی بدترین مثال نہیں ہے؟

۱۰۲) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب اس مضمون میں حق کا دامن چھوڑے بیٹھے ہیں۔ انھیں یہ کیسے گوارہ ہوا کہ دیوبندیوں کے حوالہ ہمارے خلاف پیش کر سکیں۔'' (ص ۶۰)

ج: راقم الحروف نے بریلویوں کے خلاف بیس (۲۰) حوالے پیش کئے ہیں اور پھر البانی صاحب کے پیروکاروں کو مدنظر رکھتے ہوئے معلّمی اور ابن باز کے حوالے پیش کئے اور پھر لکھا: ''ان دلائل وعبارات کے بعد آلِ تقلید (آلِ دیوبند و آلِ بریلوی) کے بعض حوالے پیشِ خدمت ہیں:'' (الحدیث: ۶۷ ص ۱۸)

دلائل سے مراد بیس حوالے اور عبارات سے مراد اکیسویں اور بائیسویں حوالے ہیں۔ چونکہ میرا یہ علمی و تحقیقی مضمون تھا اور اس میں دونوں تقلیدی فرقوں پر رد تھا، لہٰذا فریقین کے بعض حوالے لکھ دیئے۔ اس واضح صراحت کے باوجود میرے خلاف پروپیگنڈا کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔؟!

اب دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیں!

فیصل خان حلیق صاحب نے اپنی کتاب: ''رفع یدین کے موضوع پر نامور غیر مقلد زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین کا محققانہ تجزیہ'' میں ''جمہور محدثین کرام اور حدیث ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کی تصحیح'' کی سُرخی کے تحت انور شاہ کشمیری دیوبندی اور شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے حوالے پیش کئے ہیں۔ (دیکھئے ص ۱۲۵)

دوسروں کو نصیحت کرنے والے میاں فضیحت صاحب ذرا اپنی چارپائی کے نیچے لاٹھی پھیر کر بھی دیکھ لیں۔ واہ کیا انصاف ہے؟!

۱۰۳) **حلیق:** ''لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا محدث کوٹلوی رحمہ اللہ کا حوالہ نقل کرنا مردود ہے۔''

(ص ٦٢)

ج: مُحدِث محمد شریف کوٹلوی (غالی بدعتی) کا حوالہ نقل کرنا بالکل صحیح ہے، کیونکہ کوٹلوی نے لکھا ہے: ''...اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔''

(فقہ الفقیہ ص ۱۳۴، اور معترض کی کتاب ص ٦١)

کبھی اس پر بھی ''غور شریف'' کیا ہے کہ تدلیس کا شبہ کیوں ہے؟ چونکہ سفیان ثوری رحمہ اللہ مدلس تھے، لہٰذا اُن کی معنعن روایت میں تدلیس کا شبہ ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ کوٹلوی کے نزدیک وہ مدلس تھے۔ کوٹلوی کے نزدیک وجۂ ترجیح شعبہ کا مدلس نہ ہونا اور سفیان ثوری کا مدلس ہونا ہے۔ چارپائی پر جس طرف سے بھی لیٹیں گے، ازار بند درمیان میں ہی آئے گا۔

۱۰۴) **حلیق:** ''امین اوکاڑوی دیوبندی کا حوالہ میرے خلاف پیش کرنا تو ویسے ہی فضول ہے۔'' (ص ٦٢)

ج: اوکاڑوی کا حوالہ آپ کے خلاف نہیں بلکہ دیوبندیوں کے خلاف ہے۔

خواہ مخواہ ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے اور رہا یہ کہ الزامی جواب ہے تو اس کی تردید کے لئے فقرہ نمبر ۱۰۵ غور سے پڑھیں، شاید کچھ ''سمجھ شریف'' میں آجائے۔

۱۰۵) **حلیق:** ''محدث العصر علامہ محمد عباس رضوی صاحب نے یہ بات غیر مقلد جناب محمد سلیمان صاحب سے تحریری مناظرے میں الزامی جواب کے طور پر سینے پر ہاتھ باندھنے کے موضوع پر لکھی ہے۔ کیونکہ غیر مقلدین حضرات رفع یدین کے...'' (ص ٦٣)

ج: عباس رضوی بریلوی رضا خانی کی عبارت کو الزامی جواب قرار دینا پانچ وجہ سے باطل

اور مردود ہے:

ا: رضوی کی کتاب (مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹) کے صفحہ مذکورہ میں الزامی جواب کا نام ونشان تک نہیں ہے بلکہ حافظ ابن حجر اور حافظ علائی کے اقوال پیش کر کے سفیان ثوری کا مدلس ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ کیا آپ لوگ یہ لکھ کر دینے کے لئے تیار ہیں کہ حافظ ابن حجر اور حافظ العلائی دونوں اہلِ حدیث (اور آپ لوگوں کی اصطلاح میں غیر مقلد) تھے؟ اگر نہیں تو بتائیں کہ صفحہ مذکورہ پر کس اہلِ حدیث عالم سے تدلیسِ ثوری کا حوالہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ اسے الزامی جواب کہا جاسکے۔!

۲: اسی کتاب میں آگے چل کر رضوی نے اپنے بارے میں لکھا ہے:

''سفیان ثوری کے باب میں لکھا تھا کہ۔

یہ مدلس ہے...اور یہ روایت اس نے عن سے بیان کی ہے لہٰذا مردود ہے۔اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔'' (مناظرے ہی مناظرے ص ۳۴۵)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ پہلی عبارت الزامی نہیں بلکہ تحقیقی تھی اور یہ علیحدہ بات ہے کہ رضوی نے دوسرے مقام پر ترکِ رفع یدین والی روایت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے الزامی جواب پیش کر کے ناکام کوشش کی۔

اسے دوغلی اور منافقانہ پالیسی کے علاوہ کیا نام دیا جاسکتا ہے؟

۳: ایک دیوبندی (شیر محمد مماتی) نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ایک روایت پر اعتراض کیا: ''اس کے راویوں میں ایک راوی سفیان ثوری ہیں جو کہ مدلس ہیں اور وہ یہ روایت :عن: کے ساتھ کر رہے ہیں لہٰذا یہ روایت ضعیف اور مردود ہے۔''

(آئینہ تسکین الصدور ص ۹۲)

تو اس کے جواب میں عباس رضوی نے کہا:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ مدلس راوی کا عنعنہ مردود ہوتا ہے لیکن معترض نے کما حقہ تتبع نہیں کیا اور یہ فعل اہلِ علم کے نزدیک جہالت ہے کیونکہ اس روایت میں سفیان ثوری رحمۃ

اللہ علیہ نے تحدیث کی ہے جیسا کہ...'' (واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۳۱۔۳۳۲)

رضوی صاحب نے یہاں طبقۂ ثانیہ کی بحث نہیں چھیڑی بلکہ امام سفیان رحمہ اللہ کے سماع کی تصریح کا ثبوت پیش کیا، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ خود حقیقی طور پر سفیان ثوری کو مدلس سمجھتے ہیں اور ایسا مدلس جس کا عن سے روایت کرنا غیر مقبول اور مردود ہے۔

۴: امام سلیمان الاعمش (مدلس طبقۂ ثانیہ عند ابن حجر) کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے عباس رضوی نے لکھا ہے:

''اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن: سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔''

(واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۵۱)

امام شافعی وغیرہ کے اقوال سے استدلال کرنے کے بعد رضوی نے مزید کہا:

''تو ثابت ہوا کہ مدلس روایت قابل قبول نہیں ہوتی اور مذکورہ بالا حدیث کا مدار چونکہ سلیمان بن مھران الاعمش پر ہے جو کہ مدلس ہیں اور وہ روایت بھی ''عن'' کے ساتھ کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہوسکتی۔'' (واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۵۲)

سفیان ثوری اور اعمش کا طبقات المدلسین میں ایک ہی طبقہ (یعنی ثانیہ) ہے، لہٰذا جو اعمش کی روایت کا حکم ہے وہی ثوری کی روایت کا حکم ہے۔

۵: فیصل خان حلیق نے خود لکھا ہے: ''کیونکہ اصول اور تحقیق میں الزامی جواب کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ تدلیس کا مسئلہ اصولوں میں آتا ہے۔'' (ک حلیق ص ۲۹)

اور مزید لکھا ہے: 'لہٰذا الزامی جواب کیا اہمیت تحقیق کے میدان میں نہیں ہوتی۔''

(ک حلیق ص ۵۸)

اور لکھا ہے: ''اور فوقیت ہمیشہ اصول کی ہوتی ہے۔'' (ک حلیق ص ۱۴۹)

لہٰذا اسے الزامی جواب کہنا غلط ہے۔

تنبیہ: عباس رضوی نے ''مناظرے ہی مناظرے'' نامی کتاب میں آمین بالجہر کے مسئلے

میں مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ کا حوالہ اُن کی کتاب ''خیر البراہین فی الجھر بالتامین'' (ص ۲۵۔۲۶) سے پیش کیا ہے کہ ''اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر ان کی تدلیس مضر نہیں...''

(ص ۳۵۷)

یہ بے شک الزامی جواب ہے، جسے حلیق صاحب نے حقیقی جواب باور کرانے کی کوشش کی ہے اور جو حقیقی جواب ہے اُسے الزامی جواب بنانے کے چکر میں ہیں۔

فائدہ: مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ صحیح العقیدہ ثقہ عالم، مسلکِ حق کا دفاع کرنے والے اور اہلِ سنت یعنی اہلِ حدیث کے مناظرین میں سے ایک مناظر تھے، وہ بریلویوں کی طرح متعصب اور ضدی نہیں تھے کہ باطل پر ڈٹے رہیں بلکہ جب انھیں علم ہوا کہ سفیان ثوری کے بارے میں اُن کی تحقیق غلط ہے تو فوراً درج ذیل الفاظ میں علانیہ رجوع کیا:

''راقم نے خیر البراہین میں لکھا تھا کہ سفیان کی تدلیس مضر نہیں مگر بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ مضر ہے۔'' (ضعیف اور موضوع روایات ص ۲۵۹ حاشیہ طبع ثانی ستمبر ۲۰۰۶ء)

لہٰذا یہ الزامی اعتراض بھی باطل ہوا اور رضوی وغیرہ اپنی بدعات میں سرگرداں پھرتے رہ گئے۔

۱۰۶) حلیق: ''شیر محمد دیوبندی... لہٰذا حوالہ بالکل باطل اور مردود ہے۔'' (ص ۶۴)

ج: اگر حوالہ بالکل باطل اور مردود تھا تو پھر عباس رضوی کو کیا چٹی پڑی تھی کہ سفیان ثوری کی تصریحِ سماع تلاش کر کے اس کا حوالہ لکھ کر جواب دیا اور ''کوئی شک نہیں کہ مدلس راوی کا عنعنہ مردود ہوتا ہے'' کا اصول علانیہ لکھا۔ (دیکھئے فقرہ: ۱۰۵)

تنبیہ: شیر محمد دیوبندی کا حوالہ دیوبندیوں کے لئے لکھا گیا تھا (دیکھئے الحدیث: ۶۷ ص ۱۸) نہ کہ بریلویوں کے لئے، لہٰذا اسے حلیق کا ''ہمارے خلاف پیش کرنا ہی غلط ہے۔'' قرار دینا بذاتِ خود غلط ہے۔

۱۰۷) حلیق: ''نیموی کے حوالے کو پیش کرنا بھی باطل اور مردود ہے۔'' (ص ۶۴)

ج: باطل اور مردود نہیں بلکہ بالکل صحیح اور حق ہے، کیونکہ اس حوالے سے صاف ظاہر ہے

کہ نیموی کے نزدیک ثوری مدلس تھے۔ نیز دیکھئے فقرہ: ۱۰۳

۱۰۸) **حلیق:** ''حسین احمد دیوبندی... تجاہل عارفانہ ہے۔'' (ص ۶۵)

ج: تقی عثمانی کے نزدیک ثوری کبھی کبھی تدلیس کرتے تھے، لہٰذا یہ حوالہ تجاہلِ عارفانہ نہیں بلکہ معترض کا اعتراض تجاہل فلسفیانہ ہے۔

۱۰۹) **حلیق:** ''حسین احمد دیوبندی نے شعبہ کی... تجاہل عارفانہ ہے۔'' (ص ۶۵۔۶۶)

ج: حوالہ اور استدلال بالکل صحیح ہے، لہٰذا یہ معترض کا تجاہل فلسفیانہ اور مکاری ہے۔

۱۱۰) **حلیق:** ''...احمد رضا خان... کی تحریر پر اعتراض فضول ہے۔'' (ص ۶۶)

ج: صحیحین کی تمام مسند متصل مرفوع روایات بالکل صحیح ہیں، لہٰذا ان روایات پر احمد رضا خان بریلوی یا آلِ بریلی کے تمام اعتراضات بالکل باطل و مردود ہیں۔

۱۱۱) **حلیق:** ''ڈاکٹر عواد الحسین خلف نے... تقریباً ۱۳۲ اصول'' (ص ۶۷)

ج: انھیں اصول نہیں بلکہ شرائط، تخصیصات اور مستثنیات کہتے ہیں اور محدثین کرام سے جو شرائط، تخصیصات اور مستثنیات ثابت ہیں وہ ہمیں برضا ورغبت تسلیم ہیں، لیکن یاد رہے کہ (عواد حسین وغیرہ کا) طبقۂ اولیٰ اور ثانیہ قرار دے کر ثابت شدہ مدلسین کی معنعن روایات کو (غیر صحیحین میں) صحیح قرار دینا غلط ہے، جیسا کہ ہم نے بار بار بیان کر دیا ہے۔

۱۱۲) **حلیق:** ''طبقہ ثانیہ... حافظ ابن حجرؒ کے ساتھ جمہور علماء نے موافقت بھی کی ہے۔'' (ص ۶۸)

ج: یہ جھوٹ ہے۔

۱۱۳) **حلیق:** ''جمہور نے ابو خذیفہؓ کی مخالفت کی ہے۔'' (ص ۶۹)

ج: سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی بات نہیں بلکہ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث کی بات ہے اور یہ اہلِ سنت کا بنیادی اصول ہے کہ تمام صحابہ (روایت میں) عدول (یعنی ثقہ) ہیں۔

۱۱٤) **حلیق:** ''کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت حذیفہؓ کو کہا کہ آپ یاد نہ

رکھ سکے۔'' (ص۶۹)

ج: یہ جملہ بھی امام سفیان بن عیینہ والی روایت میں ہی ہے اور یہ روایت ہی صحیح نہیں، لہٰذا جملے سے استدلال غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ صحابی نبی ﷺ کی حدیث یاد نہ رکھ سکے اور ایسا سمجھنا باطل ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر نبی ﷺ کی بات کے مقابلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دینا کس قسم کا تفقہ ہے؟ کیا امام ابوحنیفہ نے یہ اصول سمجھایا ہے؟ اور ''**و إذا صح الحديث فهو مذهبي**'' کا مطلب کیا ہے؟ طحاوی کے بلا دلیل دعویٔ نسخ کی حیثیت ہی کیا ہے کہ اسے ذکر نہ کرنا خیانت کہلائے؟

۱۱۵) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب خود اپنے ماہنامہ رسالہ الحدیث میں اکثر مقامات پر ناصر الدین البانی سے استدلال کرتے ہیں۔'' (ص۷۰)

ج: یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔

تنبیہ: شیخ البانی اور ان سے بعض مسائل، رجال اور روایات میں اختلاف ہے اور یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے، اس میں بریلویوں کو گھسنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ لوگ اپنی اوقات میں ہی رہیں تو آپ کے لئے بہتر ہے۔

۱۱۶) حلیق: ''اور دل میں اکابرین کا احترام ضروری ہے۔'' (ص۷۲)

ج: ہمارے دل میں تمام اکابر اہلِ سنت مثلاً صحابہ، ثقہ تابعین، ثقہ تبع تابعین، ثقہ محدثین اور علمائے حق مثلاً مولانا عبدالرحمٰن مبارکفوری رحمہم اللہ کا بہت احترام ہے۔ والحمدللہ

ان کا قول اہلِ حدیث بھائیوں کو سمجھانے کے لئے لکھا ہے نہ کہ بریلویہ رضا خانیہ کے لئے، لہٰذا بیچ میں ٹانگ اڑانے کی کوشش نہ کریں۔

۱۱۷) حلیق: ''آپ کے استاد ارشاد الحق اثری صاحب...'' (ص۷۳)

ج: یہ بالکل جھوٹ ہے۔

فیصل خان صاحب کو چاہیئے کہ وہ اپنے جھوٹوں کا شمار کرتے جائیں تاکہ بعد میں صحیح

تعداد معلوم ہو جائے، ورنہ اگر وہ تعداد معلوم کرنا چاہیں تو ہم بتا دیں گے۔ ان شاء اللہ

۱۱۸) حلیق: ''دوسرا علامہ قسطلانی، کرمانی وغیرہم نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث پر تدلیس کا الزام وارد کیا ہے۔'' (ص ۷۳)

ج: یہ بالکل جھوٹ ہے، بلکہ الزام کے بجائے انھوں نے بطورِ فائدہ تدلیس کا مسئلہ سمجھایا ہے۔

۱۱۹) حلیق: ''ان محدثین کرام نے بخاری کی ایک خاص حدیث پر اعتراض کیا ہے۔'' (ص ۷۳)

ج: یہ بالکل جھوٹ ہے۔ انھوں نے اعتراض نہیں کیا بلکہ بطورِ فائدہ وبطورِ لطیفہ (باریک بینی) یہ مسئلہ سمجھایا ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے اور صحیح بخاری (وغیرہ) کی اس روایت میں سماع کی تصریح موجود ہے۔

۱۲۰) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب کو امام شافعی کے قول سے خود بھی اتفاق نہیں...'' (ص ۷۳)

ج: یہ جھوٹ ہے۔ ہمیں امام شافعی کے اصول سے بالکل اتفاق ہے، لیکن تخصیصات و مستثنیات کا معاملہ علیحدہ ہے اور ہمیشہ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔

حلیق صاحب، نوری اور قریشی وغیرہم سے مطالبہ ہے کہ وہ تدلیس کی تعریف اور اُس کا حکم اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت کریں اور اگر ثابت نہ کر سکیں تو پھر اپنے ساتھ ''حنفی'' کا لفظ کبھی نہ لکھیں بلکہ غیر مقلد ہونے کا اعلان کر دیں۔

۱۲۱) حلیق: ''زبیر علیزئی صاحب بھی مسئلہ تدلیس پر جمہور علماء کرام کے خلاف ہیں۔'' (ص ۷۵)

ج: یہ جھوٹ ہے۔

اس کے رد کے لئے دیکھئے میرا مضمون: ''امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلہ تدلیس''

۱۲۲) حلیق: ''انھیں مندرجہ ذیل باتیں امام شافعی سے ہی ثابت کرنا ہونگیں... جب

تک زبیر علیزئی صاحب امام شافعیؒ سے یہ مندرجہ بالا تعریفیں یا حوالے ثابت نہ کرسکیں انھیں امام شافعیؒ کے قول سے استدلال کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔'' (ص ۷۶)

ج: باطل شرائط کے ساتھ یہ مطالبہ بالکل غلط ہے اور ہمارے نزدیک یہ کوئی مسئلہ نہیں کہ ایک ہی عالم سے ہر بات کا ثابت کرنا ضروری ہو بلکہ کتاب وسنت کے فہم کے لئے محدثین کرام کے متفقہ فہم اور آثارِ سلف صالحین کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

اگر یہی بات ہے تو پھر آلِ بریلی سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اپنی اس شرط کے مطابق اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح متصل تدلیس کی تعریف اور تدلیس کا حکم ثابت کریں اور پھر سفیان ثوری کی معنعن روایت کا حکم بھی بتائیں اور اگر ثابت نہ کرسکیں تو پھر حنفیت کا دعویٰ چھوڑنے کا اعلان کردیں۔ کیا خیال ہے؟!

۱۲۳) **حلیق:** ''اس فہرست میں مندرجہ ذیل علماء کرام شامل ہیں۔
......اگر مزید حوالے درکار ہوں تو عرض کیجئے گا انشاءاللہ حاضر خدمت ہونگے۔''

(ص ۷۷۔۷۸)

ج: ان حوالوں میں نمبر ۵ (مولانا مبارکپوری رحمہ اللہ) سے لے کر نمبر ۳۱ (حافظ عبدالرؤف حفظہ اللہ) تک تمام حوالے چودھویں پندرھویں صدی کے علماء کے ہیں، لہٰذا امام شافعی اور جمہور محدثین کرام کے مقابلے میں انھیں پیش کرنا غلط ہے۔

اب کل چار حوالے رہ گئے جن میں السبط ابن العجمی (۲) اور ابوزرعہ ابن العراقی (۳) کے حوالے ان کی اصل کتابوں میں نہیں ملے بلکہ کتابوں کے آخر میں حافظ علائی کے نام کی صراحت کے ساتھ اُن کا قول نقل کیا ہے جس سے حلیق صاحب بھی متفق نہیں۔

(دیکھئے ک حلیق ص ۹۴)

ابوزرعہ ابن العراقی رحمہ اللہ نے اپنی اصل کتاب میں امام سفیان ثوری کے بارے میں لکھا ہے: ''**مشهور بالتدليس**'' وہ تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں۔ (کتاب المدلسین: ۲۱)

اور مشہور بالتدلیس کے بارے میں امام مسلم نے یہ اصول سمجھایا ہے کہ ایسے راوی کی

معنعن روایت کی تحقیق ہوتی ہے۔ دیکھئے مقدمہ صحیح مسلم (ج ا ص ۲۳)

یعنی یہ حوالہ فیصل خان صاحب کے خلاف ہے، موافق نہیں ہے، لہٰذا کل حوالے باقی بچے: دوعدد (۱) حافظ صلاح الدین العلائی اور (۲) حافظ ابن حجر

ان دو حوالوں کو لے کر اچھلنا کودنا اور امام شافعی، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ اور امام مسلم وغیرہم کی مخالفت کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟!

لطیفہ: فیصل خان حلیق صاحب نے حوالہ نمبر ۲۱ سے نمبر ۲۶ تک ہر کتاب کے ساتھ "بتحقیقی" کا لفظ لکھا ہے۔ اگر واقعی انھوں نے ان کتابوں کی تحقیق کی ہے تو شائع کرنے کی کوشش کریں اور اگر تحقیق نہیں کی بلکہ "بتحقیقہ" مراد ہے تو جو شخص اتنا جاہل ہے کہ "تحقیقی" اور "تحقیقہ" میں فرق نہیں کرسکتا، اُسے کتابیں لکھنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر "خبره دَتربور لپاره او کوتك هم تربور لپاره" کے اصول کی رُو سے نوری اور قریشی کی تقریظوں کی کیا حیثیت ہے؟

۱۲۴) حلیق: "بلکہ سفیان ثوری کی ہزاروں معنعن روایات نقل کی ہیں۔" (ص ۷۹)

ج: صرف روایات نقل کرنا اور انھیں صحیح نہ کہنا اس کی دلیل نہیں کہ مذکورہ مدلس کی معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں۔ کیا محدثین کرام نے محمد بن اسحاق بن یسار، بقیہ اور دوسرے مدلسین کی معنعن روایات نقل نہیں کیں؟ بلکہ متعدد متساہلین نے ایسی کئی روایات کو صحیح بھی کہا ہے۔ کیا خیال ہے؟

۱۲۵) حلیق: "کیونکہ یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ زبیر علیزئی صاحب رجوع کرنے کو ایک کھیل سمجھتے ہیں ... نورالعینین کے پہلے ایڈیشن ... زبیر علیزئی صاحب نے یہ کتاب غالباً جرابوں پر مسئلہ سے پہلے لکھی تھی۔" (ص ۸۰)

ج: **سبحانك هذا بهتان عظيم .**

میں کوئی بریلوی تھوڑا ہوں کہ باطل پر ڈٹا رہوں اور رجوع نہ کروں، میں تو علانیہ رجوع کرتا ہوں اور باطل پر ڈٹنے سے حق کی طرف رجوع کرنے میں ہی نجات ہے۔

نورالعینین صفر ۱۴۱۰ھ میں لکھی گئی تھی۔ (طبع اول ص ۱۴۹)

اور ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ میں نورالعینین پہلی دفعہ طبع ہوئی۔

سفیان ثوری کے بارے میں طبقہ ثانیہ سے استدلال ۱۹/ ۷/ ۱۴۰۸ھ کو ایک خط میں لکھا گیا تھا، جسے عبدالرشید انصاری صاحب نے ''جرابوں پر مسح'' نامی کتاب میں شائع کیا۔ (ص۴۲)

ثابت ہوا کہ طبقہ ٔ ثانیہ والی بات پہلے کی ہے اور نورالعینین بعد کی کتاب ہے۔

دوسرے یہ کہ داڑھی منڈے فیصل خان صاحب کے رد سے بہت پہلے ماہنامہ شہادت اسلام آباد (اپریل ۲۰۰۳ء ص ۳۹) میں میرے رجوع کا اعلان چھپ چکا ہے مگر پھر بھی مجھے طعنہ دیا جارہا ہے۔ کیا بریلویت کی گھٹی میں اسی قسم کے دھوکے پڑے ہوئے ہیں؟

ثابت ہوا کہ فیصل خان صاحب کا ظن وگمان باطل ہے اور اس سے اُن کی باطنی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ **وما تخفی صدورھم اکبر** .

یاد رہے کہ نورالعینین میری پہلی کتاب ہے، جبکہ جرابوں پر مسح میری کتاب نہیں بلکہ عبدالرشید انصاری صاحب کی کتاب ہے۔

۱۲۶) **حلیق:** ''زبیر علیزئی کا یہ دعویٰ ہے کہ ان محدثین کرام نے سفیان ثوری پر تدلیس کا اعتراض نقل کیا ہے لہٰذا...'' (ص۸۲)

ج: میرا دعویٰ ہے کہ ''جن (راویوں) پر تدلیس کا الزام صحیح ہے اور اُن کا تدلیس کرنا ثابت ہے، مثلاً قتادہ، سفیان ثوری...'' (دیکھئے الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۲۷)

لہٰذا مجرد اعتراض کا ذکر کرکے خیانت نہ کریں اور دھوکا دینے کی کوشش نہ کریں۔

۱۲۷) **حلیق:** ''ہم نے جمہور محدثین کرام سے یہ ثابت کیا ہے کہ سفیان ثوری کی تدلیس قابل حجت ہے۔'' (ص۸۴)

ج: ان جمہور محدثین کرام میں ارشاد الحق اثری صاحب کے نوجوان شاگرد ''علامہ محمد خبیب'' بھی شامل ہیں۔ دیکھئے ص ۷۷ (سبحان اللہ!)

صرف دو چار علماء کے حوالوں کے ساتھ فیصل خان صاحب جمہور محدثین کرام کی رٹ لگا رہے ہیں۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۱۲۳

۱۲۸) حلیق: ''تو اسمیں کونسے قاعدے اور اصول کی مخالفت ہوئی ہے۔'' (ص ۸۴)

امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول و قاعدہ تو آپ کی خدمت میں پیش کیا جاچکا ہے۔

ابن الصلاح الشافعی نے اصولِ حدیث کی مشہور کتاب میں لکھا ہے:

اور حکم (فیصلہ) یہ ہے کہ مدلس کی روایت تصریحِ سماع کے بغیر قبول نہ کی جائے، اسے شافعی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جاری فرمایا ہے جس نے ہماری معلومات کے مطابق صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہے۔ واللہ اعلم

(مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۹، امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلۂ تدلیس ص ۵ فقرہ: ۷)

اس اصول کی مخالفت ہوئی ہے۔ کچھ آیا ''سمجھ شریف'' میں؟!

۱۲۹) حلیق: ''پہلے امام شافعی سے تدلیس کی تعریف نقل کریں پھر...'' (ص ۸۵)

ج: دیکھئے فقرہ: ۹ (ذیلی نمبر ۱)

دوسرے یہ کہ آپ لوگوں سے بار بار مطالبہ کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے تدلیس کی تعریف نقل کریں اور پھر خاص سفیان ثوری کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا فیصلہ نقل کریں۔

آپ لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ اپنے آپ پر نیند یا موت کیوں طاری کر رکھی ہے؟

یہ سوال آپ کے اصولوں کے بالکل مطابق ہے، لہٰذا جواب دیں اور بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔

۱۳۰) حلیق: ''امام شافعی تدلیس کو راوی کے لیے باعث جرح سمجھتے ہیں۔'' (ص ۸۵)

ج: یہ بالکل جھوٹ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ پر بہتان ہے۔

دیکھئے فقرہ نمبر ۹ (ذیلی نمبر ۱)

۱۳۱) حلیق: ''امام شافعیؒ نے خود اپنی کتاب الام میں امام سفیان ثوری سے معنعن

روایات لی ہیں'' (ص٨٦)

ج: مجرد روایات بیان کرنا اس کی دلیل نہیں کی مدلس کی معنعن روایت صحیح ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ امام شافعی نے کتاب الام میں محمد بن اسحاق بن یسار، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی اور ولید بن مسلم وغیرہم کی معنعن روایات بھی بیان کی ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی مقبول التدلیس یا طبقۂ ثانیہ میں سے تھے؟!

١٣٢) حلیق: ''دوسرا ہم نے امام شافعی کے اقوال میں تضاد خود امام شافعی کے اسلوب کو سامنے رکھ کر ثابت کیا ہے۔'' (ص٨٧)

ج: تم کون ہوتے ہو امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال میں تضاد ثابت کرنے والے؟

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ! کچھ تو شرم کریں!

تضاد اگر ثابت کرنا ہے تو اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ کے اقوال میں تضاد ثابت کریں، لیکن یاد رکھیں کہ امام شافعی کی گستاخی ہم قطعاً برداشت نہیں کریں گے۔

لوگو! کیا زمانہ آ گیا ہے کہ داڑھی منڈے فاسق فاجر اور جاہل اُٹھ کر امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔!

١٣٣) حلیق: ''اگر امام شافعی کی روایات سفیان بن عیینہ سے محمول علی السماع ہیں تو پھر امام وکیع کی سفیان ثوری سے روایات محمول علی السماع کیوں نہیں؟'' (ص٨٧)

ج: اس لئے کہ اول الذکر بات زرکشی (متوفی ٧٩٤ھ) نامی ایک عالم نے فرمائی ہے جب کہ ہمارے علم کے مطابق کسی مستند عند الفریقین عالم نے وکیع کی سفیان ثوری سے روایت کو سماع پر محمول قرار نہیں دیا۔ آپ ہمت کریں اور نوری وقریشی وغیرہما کو اپنے ساتھ ملا کر ایسا حوالہ تلاش کریں جس سے آپ کا مقصود ثابت ہو جائے اور اگر تلاش نہ کر سکیں تو پھر ...لوگوں کو مغالطے میں ڈالنا چھوڑ دیں۔

١٣٤) حلیق: ''بالترتیب علامہ نووی......امام سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل کیا ہے۔'' (ص٨٩)

ج: اعتراض نقل نہیں کیا بلکہ فوائد و لطائف کے تحت علمی نکتے سمجھائے ہیں۔ مثلاً دیکھئے فقرہ نمبر ۸۵، ۸۷، ۸۹، ۹۰

۱۳۵) حلیق: ''اس مضمون سے پہلے ہی رسالہ میں لکھا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ میں وہ روایات جن پر صاحب کتاب نے اعتراض نقل نہیں کیا وہ حدیثیں صحیح ہونگی۔'' (ص ۸۹)

ج: یہ دھوکا اور فراڈ ہے۔

میں نے مشار الیہ مقام پر جو لکھا تھا، دوبارہ پیشِ خدمت ہے:

''صحیح ابن خزیمہ کی وہ تمام روایات، جنھیں امام ابن خزیمہ نے روایت کر کے کوئی جرح نہیں [کی] امام ابن خزیمہ کے نزدیک صحیح ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس تصحیح کے ساتھ ہر عالم متفق ہو۔'' (الحدیث حضرو: ۶۷ص ۷)

قارئین کرام! اگر آپ اس عبارت کو اور معترض کی عبارت کو ملا کر پڑھیں تو معترض کا دھوکا اور فراڈ سمجھ جائیں گے۔

۱۳۶) حلیق: ''کہ ان محدثین کرام نے کسی مقام پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا...'' (ص ۹۰)

ج: نقل نہ کرنا اس کی دلیل نہیں کہ تدلیس کا اعتراض ہی غلط ہے۔ کیا محمد بن اسحاق، بقیہ، ولید بن مسلم اور دیگر مدلسین کی ہر روایت کے ساتھ محدثینِ کرام نے تدلیس کا اعتراض لکھ رکھا ہے؟ جواب کیوں نہیں دیتے؟!

دوسرے یہ کہ اصولِ حدیث میں تدلیس کا مسئلہ اور اس کا حکم بیان کر دیا گیا ہے اور روایت پر بحث کے لئے یہی کافی ہے کہ اس اصول کو نافذ کیا جائے اور دوغلی و منافقانہ پالیسیوں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

۱۳۷) حلیق: ''محدثین کرام نے سفیان ثوری کی معنعن روایات کو برداشت کیا اور ان کو صحیح سمجھا۔'' (ص ۹۰)

ج: مجرد روایت سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے۔ صریح دلیل پیش کریں!

۱۳۸) **حلیق:** ''آپ ان ائمہ کرام کے نام کی تصریح تو کریں جو امام شافعی کے قول سے متفق ہیں'' (ص۹۱)

ج: دیکھئے میرا مضمون: امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلہ تدلیس

۱۳۹) **حلیق:** ''بلکہ اس اصول کو مندرجہ ذیل محدثین کرام نے بھی تصریح کی ہے۔

......امام ابو زرعۃؒ کتاب المدلسین ص۵۲'' (ص۹۱۔۹۲)

ج: اصل عبارتیں پیش کریں۔ ابوزرعہ ابن العراقی کی کتاب المدلسین میں یہ قاعدہ نہیں ملا کہ سفیان ثوری کی معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں بلکہ صرف ''**مشهور بالتدليس**'' لکھا ہوا ہے۔ (ص۵۲ فقرہ ۲۱)

اور آخر میں حافظ علائی کا (مرجوح) قول ذکر کیا گیا ہے۔

مشہور بالتدلیس کے بارے میں امام مسلم کا قول ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

دیکھئے فقرہ نمبر ۱۲۳

۱۴۰) **حلیق:** ''زبیر علیزئی صاحب کا امام علی بن المدینی کے قول سے استدلال کرنا غلط ہے۔'' (ص۹۳)

ج: بالکل صحیح ہے، کیونکہ ابن المدینی کے قول کا یہی مفہوم ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۴۷

۱۴۱) **حلیق:** ''مسفر بن غرم اللہ الدمینی کی اس تحریر نے تو زبیر علیزئی صاحب کے دعویٰ کی بالکل نفی کر دی ہے۔'' (ص۹۳)

ج: میرا حوالہ بالکل صحیح اور دعویٰ مضبوط ہے اور دمینی صاحب کے تضاد و تناقض کا میں ذمہ دار نہیں۔

۱۴۲) **حلیق:** ''تو زبیر علیزئی صاحب نے مسفر بن غرم اللہ الدمینی کی تقلید کی ہے۔'' (ص۹۳)

ج: یہ جھوٹ اور بہتان ہے، جس کا حساب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ (اور کیا صبح قریب نہیں ہے؟!)

۱۴۳) **حلیق:** ''کہ مسفر الدمینی اہل حدیث/غیر مقلد ہے یا کہ مقلد؟'' (ص۹۴)

ج: فیصل خان حلیق صاحب نے مسفر بن غرم اللہ کو ''غیر مقلدین کی نظر میں'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا، یعنی انھیں غیر مقلد قرار دیا، لیکن اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل پیش نہ کر سکے۔ کسی کتاب یا مصنف کے حوالے نقل کرنے کا یہ مطلب کہاں سے نکلتا ہے کہ وہ حوالے ''غیر مقلد'' کے ہیں؟ کیا راقم الحروف نے ابن الصلاح اور ابن رجب وغیرہما کے حوالے پیش نہیں کئے؟

فیصل خان صاحب کو چاہئے کہ اِدھر اُدھر نہ بھاگیں اور اپنے دعوے کی دلیل پیش کریں، ورنہ پھر اپنے جھوٹوں کی تعداد گن لیں۔

۱۴۴) **حلیق:** ''نہ کہ حافظ علائیؒ کی طبقاتی تقسیم'' (ص۹۴)

ج: چلئے جامع التحصیل اور حافظ العلائی کے حوالوں کی تو چھٹی ہوئی۔

رہ گئی حافظ ابن حجر کی تقسیم تو یہ امام شافعی کے اصول اور خود حافظ ابن حجر کی اپنی شرح نخبۃ الفکر سے معارض ہو کر مرجوح و غلط ہے۔ بریلویوں کو چاہئے کہ امام ابو حنیفہ کی کتاب المدلسین یا اصولِ حدیث کی کتاب سے طبقاتی تقسیم یا امام سفیان ثوری کی معنعن روایات کا دفاع نقل کریں۔ ورنہ اپنی حرکاتِ مذبوحیہ سے غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط قرار دینے کی کوشش نہ کریں۔

۱۴۵) **حلیق:** ''تقریباً ۳۲ اصول ہیں'' (ص۹۵)

ج: پندرھویں صدی ہجری کے ڈاکٹر عواد خلف کے مذکورہ اصولوں میں سے پہلے دو اصول طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ والے، غلط و مردود ہیں اور باقی جو اصول ہیں اگر محدثین کرام سے ثابت ہیں تو قابلِ تسلیم ہیں۔ نیز دیکھئے فقرہ: ۱۱۱

۱۴۶) **حلیق:** ''اگر امام سفیان ثوریؒ نے یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سنی ہی نہیں تو وہم کیسے ہو سکتا ہے۔'' (ص۹۷)

ج: جب سفیان ثوری کو اپنے استاذ عاصم بن کلیب سے روایت کرنے میں وہم ہو سکتا ہے

تو پھر دوسرے مجہول یا مجروح راوی سے روایت کرنے میں وہم کیوں نہیں ہوسکتا۔

اگر ثوری نے عاصم سے روایتِ مذکورہ سُنی تھی تو پھر سماع کی تصریح کہاں ہے؟

۱۴۷) **حلیق:** ''امام ابو حاتم کا یہ کہنا کہ کسی دوسرے امام نے سفیان ثوری والی بات بیان نہیں کی سفیان ثوری کی تدلیس نہ کرنے پر بھی دلیل ہیں۔'' (ص ۹۸)

ج: تفرد کرنا تدلیس نہ کرنے کی دلیل نہیں ہوتا ورنہ ہر مدلس کی معنعن روایت میں اگر اس کا تفرد ہو تو اس حلیقی اصول سے اسے تصریحِ سماع پر محمول کرنا پڑے گا۔

چونکہ یہ بات غلط ہے، لہٰذا حلیقی اصول بھی غلط ہے۔

۱۴۸) **حلیق:** ''امام سفیان ثوری کی معنعن روایت کو امام دارقطنی نے صحیح لکھا ہے۔''

(ص ۹۹)

ج: امام دارقطنی نے سفیان ثوری کی روایت کو نہیں بلکہ عبداللہ بن ادریس کی روایت کو صحیح لکھا ہے۔

'' وكذلك رواه ابن إدريس عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمٰن بن الأسود عن علقمة عن عبد اللّٰه و إسناده صحيح، و فيه لفظة ليست بمحفوظة ذكرها أبو حذيفة في حديثه عن الثوري ... '' اور اسی طرح ابن ادریس نے اسے عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن اسود عن علقمہ عن عبداللہ (بن مسعود) کی سند سے بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے، اور اس (حدیث) میں ایک لفظ محفوظ نہیں ہے جسے ابو حذیفہ نے اپنی حدیث میں ثوری سے بیان کیا ہے... (العلل الواردہ ج ۵ ص ۱۷۲۔۱۷۳)

ثابت ہوا کہ امام دارقطنی نے ثوری کی روایت کو صحیح نہیں کہا بلکہ عبداللہ بن ادریس کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

حدث به الثوري کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس حدیث کو ثوری نے بیان کیا ہے۔

یہ کہنا کہ اس سے مراد ''سنی یا سماعت کی ہے'' بالکل غلط ہے۔

۱۴۹) **حلیق:** ''حافظ ابن حجر مکی کے ترجمہ میں زبیر علیزئی صاحب نے انکو مجروح کرنے

کے لیے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ وہ اپنی کتاب الخیرات الحسان فی مناقب ابی نعمان میں بے سند اقوال نقل کرتے ہیں۔'' (ص۹۹)

ج: یہ بات جھوٹ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ابن حجر مکی ''الخیرات الحسان'' نامی کتاب کے بغیر بھی بدعتی (گمراہ) یعنی مجروح ہے، لہٰذا امام دارقطنی رحمہ اللہ کو مجروح ثابت کرنے کی حلیقی، نوری اور قریشی فئۃ المقرظین کی کوشش ہرگز کامیاب نہیں ہوگی۔

دوسرے یہ کہ مناقب ابی نعمان نام نہیں بلکہ مناقب النعمان نام ہے اور جس شخص کو اپنے مزعوم امام کا نام تک معلوم یا یاد نہیں، اُسے کتابیں لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟!

۱۵۰) **حلیق:** ''نمبر ا سے نمبر ۹ تک مرسل و موقوف تو ہیں مگر ضعیف اور مردود نہیں ہیں۔'' (ص۱۰۰)

ج: درج ذیل بحث پڑھ لیں:

(شاہد نمبر۱): اس کے راوی ابراہیم نخعی کی پیدائش سے پہلے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تھے، لہٰذا یہ روایت منقطع ہے اور یہ کہنا کہ مجھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بہت سے شاگردوں نے بتایا ہے، چنداں مفید نہیں، جب تک اُن میں سے کسی ایک ثقہ شاگرد کے نام کی صراحت نہ ہو۔

نیز دیکھئے تانیب الخطیب للکوثری (ص۵۶، جواب حوالہ ص۳۷۹ و۳۸۵)

(شاہد نمبر۲): اس میں عبدالرزاق مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

(شاہد نمبر۳): اس میں حماد بن ابی سلیمان مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

(شاہد نمبر۴): عبدالرزاق اور سفیان ثوری دونوں مدلس ہیں۔

(شاہد نمبر۵): عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ دونوں مدلس ہیں۔

(شاہد نمبر۶): عبدالرزاق اور ثوری دونوں مدلس ہیں۔

(شاہد نمبر۷): اس میں کتاب الحجہ کا مصنف ابن فرقد جمہور محدثین کے نزدیک مجروح ہے۔

(شاہد نمبر ۸): یہ روایت سخت منقطع ہے۔ دیکھئے شاہد نمبر ا پر تبصرہ

(شاہد نمبر ۹): اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں۔

(شاہد نمبر ۱۰): اس میں محمد بن جابر (جمہور کے نزدیک) ضعیف اور حماد بن ابی سلیمان مدلس ہیں۔

نتیجہ: یہ سب شواہد ضعیف و مردود ہیں۔

۱۵۱) **حلیق:** ''مگر آپ نے تو اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۲۴ پر ضعیف مرسل حدیث کے شواہد میں دو ضعیف روایتیں نقل کی ہیں۔ کبھی اپنے انداز پر تو غور کیجئے۔'' (ص ۱۰۱)

ج: میں نے اپنی کتاب ''نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام'' میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی دو دلیلیں لکھی ہیں:

دلیل نمبر ا: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث از صحیح ابن خزیمہ (۱۴/۴۸۰، ۱۴۷) وغیرہ

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔ (دیکھئے ص ۱۳)

اور اس پر عمل کرنے سے دونوں ہاتھ خود بخود سینے پر آجاتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲: سیدنا ہلب رضی اللہ عنہ کی حدیث از مسند احمد (۲۲۶/۵)

اس کی سند حسن ہے۔ (دیکھئے ص ۱۴۔۱۵)

پھر اس کے بعد ان صحیح حدیثوں کے دو شواہد ذکر کئے ہیں:

شاہد نمبر ا: حدیث وائل رضی اللہ عنہ از صحیح ابن خزیمہ (۴۷۹)

اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور باقی سند صحیح ہے۔

یہ روایت معترض کے اصول سے بالکل صحیح ہے۔ ثوری کی تدلیس کا وہ دفاع کرتے ہیں اور مومل بن اسماعیل کی حدیث کو انھوں نے کتاب میں ''صحیح'' لکھا ہے۔

(دیکھئے... محققانہ جائزہ ص ۹۶)

شاہد نمبر ۲: امام طاؤس رحمہ اللہ کی مرسل روایت از سنن ابی داود (۷۵۹)

امام طاوس تابعی تک سند حسن لذاتہ ہے اور بعض الناس کا یہ دعویٰ ہے کہ تابعین کی مراسیل حجت (یعنی صحیح) ہوتی ہے۔

فیصل خان صاحب! دھوکا نہ دیں، فراڈ نہ کریں، اصل دلیل کو شاہد اور شاہد کو اصل دلیل نہ بنا دیں۔ کیا یہ سوچ لیا ہے کہ ایک دن اللہ کے دربار میں پیش ہونا ہے؟ وہاں کیا جواب دو گے؟!



فیصل حلیق کے پانچ جھوٹ

۱۵۲) فیصل خان نے لکھا تھا:

"جمہور محدثین کرام اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تصحیح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی حدیث کو جمہور محدثین کرام نے تصحیح اور روایت کی ہے اور جمہور محدثین کے بارے میں مفصل تحقیق درجہ ذیل ہے۔

۱۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۱ھ "تصحیح"۔(شرح معانی الآثار ۱/۱۵۴، ۱/۲۲۴)"

(...محققانہ تجزیہ ص ۱۲۲)

یعنی حلیق صاحب کے نزدیک طحاوی نے دو کام کئے:

(۱) اسے روایت کیا (۲) اور اسے صحیح کہا۔

چونکہ شرح معانی الآثار میں اسے صحیح نہیں کہا گیا، لہٰذا حلیق صاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ حلیق صاحب نے پشاور کے سلطان نامی چور کی طرح اپنی مزعوم وخود ساختہ تصحیح پیش کرنے کے بجائے لکھا ہے: "کسی بھی محدث سے تصحیح اسکے اسلوب اور طریقہ کار سے بھی کی جاتی ہے۔" (ک حلیق ص ۱۰۲)

ج: اپنا اسلوب اور طریقہ کار اپنے پاس ہی رکھیں اور وہ حوالہ پیش کریں جس میں آپ کی ذکر کردہ تصحیح ہے۔ مجرد روایت کرنا یا" **فکان من حجة مخالفهم** " کہہ دینا تصحیح نہیں ہوتا ورنہ پھر اعلان کریں کہ شرح معانی الآثار میں ذکر شدہ اہلِ حدیث کی تمام مستدل روایات (جن پر طحاوی نے جرح نہیں کی) طحاوی کے نزدیک صحیح ہیں۔

وتر والے باب میں گیارہ رکعات تراویح والے فاروقی حکم کو بھی دیکھ لیجئے گا۔

تنبیہ: سلطان چور نے ابوفراس شامی کے دو بیٹوں سے ایک بڑا لفافہ چرا لیا تھا جس میں تقریباً دو لاکھ کی رقم روپوں اور ڈالروں کی صورت میں موجود تھی۔ جب ٹاؤن تھانے

(پشاور) کی پولیس نے اسے گرفتار کیا اور اس سے مسروقہ رقم برآمد کر لی تو اس کے بعد وہ حوالات میں کہتا تھا: ''میں بے گناہ ہوں، مجھے رہا کریں''

اگر وہ بے گناہ تھا تو رقم کہاں سے برآمد ہوئی تھی؟!

۱۵۳) فیصل خان نے ترکِ رفع یدین والی حدیثِ ثوری کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) سے نقل کیا: ''صحیح'' (الدرایہ ۱/ ۱۵۰)'' (...تجزیہ ص ۱۲۳)

یہ صریح جھوٹ ہے، جس کی تاویل کرتے ہوئے حلیق نے لکھا ہے:

''امام سیوطی ترک رفع یدین کی حدیث کی تصحیح نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں...'' (ص ۱۰۳)

ج: سیوطی نے یہ نہیں لکھا کہ حافظ ابن حجر نے الدرایہ میں اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے، لہٰذا سیوطی پر جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کریں اور اصل کتاب الدرایہ سے ''صحیح'' کا حکم اس حدیث کے بارے میں پیش کر دیں، ورنہ توبہ کریں کیونکہ جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۵۴) فیصل خان حلیق بریلوی نے استاذ محترم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ پر صریح جھوٹ بولا، جس کی تفصیل ماہنامہ الحدیث حضرو: ٦٧ (ص ٣١) میں ہے اور اب لکھا ہے: ''رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں کا سنت ہونا جائز ہے پس دعویٰ نسخ رفع یدین کی کوئی وجہ نہیں (تعلیقات ۱/ ۱۰۲)'' (ص ۱۰۴)

ج: یہ ان پانچ جھوٹوں کے علاوہ چھٹا (نمبر ٦) جھوٹ ہے، کیونکہ یہ عبارت بھی بھوجیانی رحمہ اللہ کی نہیں بلکہ ابوالحسن السندھی کی ہے۔

دیکھئے تعلیقاتِ سلفیہ (ص ۱۰۲، حاشیہ نمبر ۵ ''سندی'')

اور سندھی کا سنن نسائی پر حاشیہ (ج ۱ ص ۱۴۰، شروع کتاب الافتتاح)

معترض نے تعلیقاتِ سلفیہ (۱/ ۱۲٦) سے ایک عبارت نقل کر کے لکھا ہے:

''عطاء اللہ حنیف کا یہ لکھنا کہ ''دونوں ثابت ہیں'' تصحیح ہے کہ نہیں'' (ص ۱۰۵)

ج: یہ قول بھی مولانا عطاء اللہ کا نہیں بلکہ عبدالحئی لکھنوی (حنفی تقلیدی) کا ہے، جیسا کہ مولانا نے تعلیقات سلفیہ میں ''اقول اجاب عنہ الشیخ عبدالحئی فی التعلیق

الممجد بقوله...'' لکھ کر وضاحت کردی ہے۔

عبدالحیٔ کے قول کے لئے دیکھئے التعلیق الممجد (ص ۹۳ حاشیہ نمبر ۱)

لہٰذا الزامی جواب ہے جس میں فریقِ مخالف کے قول کی صراحت کی دی گئی ہے۔

۱۵۵) فیصل خان حلیق صاحب نے لکھا تھا: ''کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے ترک رفع یدین ثابت ہے۔'' (...تجزیہ ص ۱۰۷)

یہ بالکل کالا جھوٹ ہے اور اب حلیق صاحب کی تاویل دیکھیں:

''اس کے بعد امام ماردینی لکھتے ہیں۔

'' قول الشافعی بعد ذلک'' کے امام شافعی کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات سے (حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) ترک رفع یدین ثابت ہے۔''

(ص ۱۰۵۔۱۰۶)

ج: ماردینی کا یہ کہنا کہ'' **و قول الشافعي بعد ذلك و انما رواه عاصم بن كليب عن أبيه عن علي دليل علىٰ ثبوت ذلك عن علي لان عاصمًا و أباه ثقتان كما تقدم** '' اور اس کے بعد شافعی کا قول: اور اسے تو عاصم بن کلیب نے عن ابیہ عن علی کی سند سے روایت کیا ہے، اس کی دلیل ہے کہ یہ علی (رضی اللہ عنہ) سے ثابت ہے، کیونکہ عاصم اور اس کے والد دونوں ثقہ ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔ (الجوہر النقی ج ۲ ص ۷۹)

اس عبارت میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں امام شافعی کے رجوع کا نام ونشان تک نہیں ہے، لہٰذا حلیق صاحب نے ماردینی پر بھی جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: ماردینی کا مجرد قول: ''**رواه عاصم**'' سے استدلال کر کے اپنے نزدیک روایت کو ثابت قرار دینے کی کوشش کرنا مردود ہے۔ خاص عام پر اور مقید مطلق پر مقدم ہوتا ہے اور اسی طرح منطوق مفہوم پر مقدم ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ عاصم بن کلیب کی طرف منسوب موقوف روایتِ علی رضی اللہ عنہ بھی ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے نور العینین (ص ۱۶۵)

امام شافعی کی اصل کتاب سے یا ان تک سند صحیح متصل سے یہ ثابت کریں کہ انھوں نے بعد میں حدیثِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیح قرار دیا تھا اور اگر نہ کرسکیں تو یہ ''مردود بہتان'' نہیں بلکہ معترض کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

۱۵۶) حلیق: ''...وہ خود جھوٹ بول رہے ہیں۔'' (ص ۱۰۷)

ج: حلیق صاحب نے لکھا تھا کہ ''زبیر علی زئی صاحب امام بزار رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کرتے ہیں اور ان کی توثیق کے قائل نہیں ہیں۔'' (الحدیث: ۶۷ ص ۳۱۔۳۲)

میں نے بزار کو کہاں غیر ثقہ یا مجروح لکھا ہے؟ حلیق صاحب کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکے، لہٰذا انھوں نے جھوٹ بولا ہے۔

میری عبارت منقولہ میں بھی ثقہ وصدوق کے الفاظ موجود ہیں۔ متکلم فیہ کا یہاں مطلب غیر ثقہ ہونا نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ اُن کے ثقہ ہونے پر اجماع نہیں بلکہ اختلاف ہے۔ چونکہ جمہور نے اُن کی توثیق کی ہے، لہٰذا وہ حسن الحدیث ہیں۔ ثقہ راوی کی روایت معلول ہوسکتی ہے تو صدوق کی روایت معلول کیوں نہیں ہوسکتی۔

۱۵۷) حلیق: ''محدثین کرام کا صرف ثم لا یعود پر اعتراض احناف کے دعویٰ کو غلط ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ ان الفاظ کے بغیر بھی صرف الافی اول مرۃ یا مرۃ واحدہ کے ساتھ بھی ثابت ہوتا ہے۔'' (ص ۱۰۸)

ج: ثم لا یعود ہو یا الافی اول مرہ یا اِلا مرہ واحدہ مطلب ایک ہی ہے اور یہ سارے الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ اِلا فی اول مرہ پر امام عبداللہ بن المبارک کی جرح ثابت ہے اور الا مرۃ واحدہ پر صاحبِ مشکوۃ نے امام ابوداود کی جرح نقل کر رکھی ہے۔

ثم لا یعود اور اس کے مفہوم کی زیادت (مثلاً اِلا فی اول مرہ یا الا مرۃ واحدہ) کے باطل ثابت ہوجانے کے بعد آلِ بریلی کے دعوے کی بنیاد ختم ہوجاتی ہے اور ان کی ساری عمارت دھڑام سے گر کر ملیا میٹ ہوجاتی ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ثم لا یعود کے بغیر بھی بریلویوں کا دعویٰ ثابت ہے، باطل ومردود ہے۔

۱۵۸) حلیق: ''مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس مضمون میں سفیان ثوری کی معنعن روایات پر تمام اشکالات کی وضاحت بخوبی ہوگئی ہے۔'' (ص ۱۰۹)

ج: اس مضمون (یعنی جدید کتاب) سے فیصل خان صاحب کے اکاذیب وافتراءات میں مزید بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ رہا مسئلہ تدلیس الثوری تو وہ اس مسئلے میں نہ تو روایتِ مذکورہ متنازعہ میں تصریحِ سماع ثابت کر سکے ہیں اور نہ ثوری کو تدلیس سے بری ثابت کیا ہے۔

ان کے فلسفیانہ مغالطات اور باطل تاویلات کے مسکت جوابات ہم نے اس کتاب ''انوار الطریق'' میں دے دیئے ہیں اور ان شاء اللہ اسے انٹرنیٹ پر نشر کر دیا جائے گا۔

خلاصۃ التحقیق: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیثِ ثوری کی سند سفیان ثوری مدلس کے عن (تدلیس) کی وجہ سے ضعیف ومردود ہے اور اصولِ حدیث کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا بعض علماء کا اسے جمہور محدثین کے مقابلے میں صحیح قرار دینا غلط ہے۔

نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۱۔۳۲ (امام سفیان ثوری کی تدلیس اور طبقۂ ثانیہ)

مہمانوں کی کثرت کے باوجود یہ مکمل مضمون صرف تین دنوں میں لکھا گیا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین (۱۴/ رمضان ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۵/ اگست ۲۰۱۰ء)

❁❁❁

حدیثِ ثوری اور محدثین کی جرح

۱۵۹) **حلیق:** ''حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی حدیث پر خود جرح بھی کی (دیکھئے سنن ترمذی ۱/ ۵۹) مگر حضرت ابن المبارکؒ نے اس حدیث کو خود بھی روایت کیا (دیکھئے سنن نسائی ۵۹۱) اب اس جرح کے محل اور وقت کے تعین کے لیے...'' (ص ۱۱۲)

ج: یہاں کسی قسم کا تعارض و تضاد ہرگز نہیں ہے کہ ناسخ و منسوخ یا مقدم و موخر دیکھا جائے۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ سوید بن نصر متاخر شاگرد ہیں تو اس سے راجح مرجوح یا ناسخ منسوخ ثابت نہیں ہوتا۔

تنبیہ: مجھے الکاشف (۱/ ۳۳۰) اور تہذیب التہذیب (۲/ ۲۸۰؟) میں یہ حوالہ نہیں ملا کہ سفیان بن عبدالملک امام ابن المبارک کے قدیم السماع شاگرد تھے اور سوید بن نصر آخر السماع شاگرد تھے۔ معترض نے بھی اصل عبارتیں پیش نہیں کیں اور غالباً وفیات سے خود نتیجہ نکالا ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۰) **حلیق:** ''دوسرا تحقیقی مقام یہ ہے کہ ابن مبارکؒ کا اس حدیث پر جرح کرنا اور پھر خود ہی اس حدیث کو روایت کرنا انکے اقوال میں تعارض ثابت کرتا ہے۔'' (ص ۱۱۳)

ج: اس سے تعارض ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ معترض کی مکاری اور چالبازی ثابت ہوتی ہے۔

جب کسی موہوم تعارض کا نام ونشان نہیں تو پھر ''دونوں اقوال ساقط'' قرار دینے کا دعویٰ جھوٹا اور باطل ہے۔

۱۶۱) **حلیق:** ''کیونکہ یہ حدیث سوید بن نصر اپنے اُستاد ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں نہ کہ حضرت ابن المبارک اپنے شاگرد سوید بن نصر سے روایت کرتے ہیں''

(ص۱۱۳۔۱۱۴)

ج: میری عبارت کو سمجھنے کی کوشش کریں، میں نے لکھا تھا:

''لہٰذا امام ابن المبارک کا سوید بن نصر کی روایت میں اس حدیث کو بیان کرنا اس حدیث کی تصحیح نہیں ہے اور نہ کسی خیالی موہوم رجوع کی دلیل ہے۔'' (الحدیث:۶۹ ص۲۵)

اس عبارت میں امام ابن المبارک کو استاذ اور سوید بن نصر کو ان کا شاگرد ظاہر کیا گیا ہے، لہٰذا معترض کا الٹا فہم باطل ہے۔

۱۶۲) حلیق: ''کم از کم یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک یہ روایت صحیح تھی۔''

(ص۱۱۴)

ج: معترض کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے، ورنہ وہ امام ابن المبارک سے اس روایتِ ترک کا صحیح ہونا صراحتاً ثابت کریں۔ مجرد روایت تصحیح کی دلیل نہیں ہوتی۔

۱۶۳) حلیق: ''امام ابن المبارکؒ کے نزدیک جرح مرجوح ہے۔'' (ص۱۱۴)

ج: جب رجوع ہی ثابت نہیں تو جرح مرجوح کیسے ہوگئی؟ عالمِ خواب سے ذرا باہر آئیں تاکہ آپ کو کچھ نظر آئے اور جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کریں۔!

۱۶۴) حلیق: ''اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ترمذی سے ان الفاظ کو ثابت کریں۔'' (ص۱۱۵)

ج: یہ سوال مجھ سے نہیں بلکہ زیلعی اور ابن القطان سے ہے، کیونکہ یہ ابن القطان کی روایت ہے۔ دوسرے یہ کہ معترض نے اسی روایت پر جرح کو تسلیم کر کے مرجوح قرار دینے کی کوشش کی ہے، جو اس کی دلیل ہے کہ وہ اسی روایت پر یہ جرح ثابت سمجھتے ہیں۔

۱۶۵) حلیق: ''جب ابن مبارکؒ کی جرح ہی مرجوع ہے تو...'' (ص۱۱۵)

ج: مرجوح ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ حلیقی دماغ کی کھچڑی ہے۔

۱۶۶) حلیق: ''میں نے اپنی کتاب میں ۵۷ محدثین کرام سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی تصحیح ثابت کی ہے'' (ص۱۱۶)

ج: جن میں سے دو دیوبندی، کچھ اہلِ حدیث اور بہت سے چودھویں پندرھویں صدی کے علماء ہیں جن کے اقوال کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔

تفصیل اس مضمون کے بالکل آخر میں آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

۱۶۷) **حلیق:** ''جمہور نے مبہم الفاظ کی جرح کو رد کیا ہے۔'' (ص ۱۱۷)

ج: ترک رفع یدین کی روایت اصولِ حدیث کی روح سے بھی ضعیف ہے اور اس پر جمہور محدثین مثلاً امام عبداللہ بن المبارک، شافعی، احمد بن حنبل، ابو حاتم الرازی، دارقطنی، ابن حبان، اور ابوداود وغیرہم نے بھی جرح کی ہے، جسے حلیق صاحب مبہم قرار دے کر رد کر رہے ہیں اور خود انور شاہ کاشمیری دیوبندی، شبیر احمد عثمانی دیوبندی، محمد حسن سنبھلی اور نجیب آبادی وغیرہم کو جمہور محدثین قرار دے کر اس روایت کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا انصاف ہے!

۱۶۸) **حلیق:** ''زبیر علیزئی کو بیان کرنا چاہئے کہ جمہور کسے کہتے ہیں۔'' (ص ۱۱۸)

ج: امام عبداللہ بن المبارک، شافعی، احمد، ابوحاتم، دارقطنی، ابن حبان، ابوداود اور بخاری وغیرہم کو جمہور کہتے ہیں، جبکہ انور شاہ کشمیری، شبیر احمد عثمانی، سنبھلی، نجیب آبادی اور سیالکوٹی وغیرہم کو جمہور نہیں کہتے۔

خاک کو عالمِ پاک سے کیا نسبت ہے؟!

۱۶۹) **حلیق:** ''طحاوی خود اپنی کتاب شرح معانی الآثار ۱/۲۲۴۱/۵۴ میں اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں۔'' (ص ۱۱۹)

ج: یہ جھوٹ ہے۔

۱۷۰) **حلیق:** ''میں نے تو ابن ترکمانی ؒ کی کتاب الجوھر النقی ۲/۷۹ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے۔'' (ص ۱۱۹)

ج: ابن الترکمانی کی عبارت میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں امام شافعی کے رجوع کا کوئی ذکر نہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی نری لفاظی اور باطل

استدلال ہے۔ اپنے ساتھ ابن الترکمانی کو بھی لے ڈوبنے کی کوشش نہ کریں ورنہ پھر یہ مصرع فٹ آجائے گا:

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے!

نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵۵

۱۷۱) حلیق: ''زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانیؒ سے امام شافعی تک سند پیش کریں تا کہ معاملہ واضح ہو سکے۔'' (ص ۱۲۰)

ج: روایتِ مذکورہ پر امام شافعی کی جرح کتاب الام للشافعی (۲۰۱/۷) میں اشارتاً موجود ہے، اور امام شافعی سے امام بیہقی نے زعفرانی کی سند سے روایت کیا ہے۔

(السنن الکبریٰ ۸۱/۲)

حسن بن محمد الزعفرانی تک بیہقی کی صحیح سند السنن الکبریٰ میں موجود ہے۔ (۲۶/۱)

لہٰذا زرقانی سے شافعی تک سند کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اب بتائیں کہ بے سند فقہ حنفی اور ابن فرقد و یعقوب بن ابراہیم وغیرہما مجروحین کی روایات کا کیا بنے گا؟!

۱۷۲) حلیق: ''احناف کا دعویٰ ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ثابت ہے۔'' (ص ۱۲۱)

ج: سب سے پہلے عرض ہے کہ ثم لا یعود، الا فی اول مرۃ اور الا مرۃ واحدہ وغیرہ الفاظ کا مطلب ایک ہی ہے اور انھیں الفاظ پر محدثین کرام نے جرح کی ہے۔ ان الفاظ کے بغیر یہ روایت سفیان ثوری نے نہیں بلکہ عبداللہ بن ادریس نے بیان کی ہے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس کی روایت صحیح ہے، لیکن اس سے احناف اور احناف سے علیحدہ فرقے بریلویہ کا دعویٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا، لہٰذا معترض کا بار بار تکرار کرنا کہ ''بغیر بھی ثابت ہے۔'' جھوٹ اور فراڈ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

۱۷۳) حلیق: ''کیونکہ امام احمد بن حنبل نے سفیان بن عیینہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔'' (ص ۱۲۲)

ج: بات یہاں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی نہیں بلکہ امام احمد کی ہے، اُن کے بارے میں ثابت کریں کہ وہ کبھی کبھار رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور اگر ثابت نہ کرسکیں تو پھر اُن کے نزدیک... ناقص ہے۔!

۱۷۴) **حلیق:** ''یہ الفاظ امام احمدؒ سے ثابت ہی نہیں ہیں۔'' (ص۱۲۲)

ج: یہ الفاظ یقیناً ثابت ہیں، جس کی دو دلیلیں درج ذیل ہیں:

۱: امام بخاری (ان الفاظ کے راوی) زبردست ثقہ امام اور امیر المومنین فی الحدیث تھے۔

۲: جزء رفع الیدین امام بخاری سے بلا شک وشبہ ثابت ہے۔

اچھا! یہ بتائیں کہ امام ابوحنیفہ نے ثم لا یعود یا اس مفہوم کے الفاظ کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ ابن فرقد وغیرہ مجروحین کے حوالے پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صحیح سند سے ثبوت پیش کریں۔

۱۷۵) **حلیق:** ''جس سے معلوم ہوا کہ امام احمد اس حدیث کو ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر صحیح مانتے ہیں۔'' (ص۱۲۳)

ج: ترکِ رفع یدین کے الفاظ کے ساتھ ہرگز صحیح نہیں مانتے بلکہ ثم لا یعود، الا فی اول مرۃ یا اِلا مرۃ واحدہ والی روایت کو ضعیف اور امام ابن ادریس والی روایت کو صحیح مانتے ہیں۔

امام ابن ادریس کی روایت سے حنفیہ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہ بے یارو مددگار وادیٔ حسرت میں سرگرداں پھرتے ہیں۔

۱۷۶) **حلیق:** ''تو معدلین کی تعداد ۷۵ ہے۔'' (ص۱۲۴)

ج: جن میں انور شاہ کشمیری، شبیر احمد عثمانی اور سنبھلی وغیرہم بھی شامل ہیں۔ سبحان اللہ! تفصیل آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

۱۷۷) **حلیق:** ''امام ابو حاتم کی جرح سیدنا ابو حمید الساعدیؓ کی حدیث بالکل اصول کے مطابق ہے۔'' (ص۱۲۵)

ج: جمہور محدثین کے خلاف جرح تو اصول کے مطابق ہوئی اور جو جرح جمہور کے موافق ہے وہ مبہم ہو کر مردود ہے۔ سبحان اللہ! کیا انصاف ہے!!

کچھ تو شرم کریں!

غیرت تھا نام جس کا گئی تیمور کے گھر سے

کیا امام عبدالحمید بن جعفر اور امام محمد بن عمرو بن عطاء رحمہما اللہ دونوں جلیل القدر ثقہ راویوں پر ابن فرقد (ضعیف و مجروح) اور یعقوب بن ابراہیم (ضعیف عندالجمہور) سے زیادہ جرح یا جرح مفسر ہے؟!

جس پر تعصب کی انتہا ہے، اس پر سب کچھ روا ہے

ایک پختون شاعر (حافظ الپوریؒ) نے کیا خوب کہا ہے:

نُور دَ نور بناپیرك ته لیدے نه شي

دے کور چشمه په نُوَر داغ دَ تهمت بِدی

مفہوم: سورج کی روشنی چمگاڈر نہیں دیکھ سکتا، یہ اندھا (اپنے اندھے پن کی وجہ سے) سورج پر تہمت کا داغ لگاتا ہے۔

۱۷۸) حلیق: ''کیونکہ کسی بھی محدث کے قول سے سفیان ثوری کا اعتراض منقول نہیں ہے۔'' (ص۱۲۶)

ج: امام شافعی رحمہ اللہ نے مدلس راوی کے بارے میں یہ اصول سمجھایا ہے کہ اس کی غیر مصرح بالسماع روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔ اس اصول سے روایتِ مذکورہ ضعیف ہے، کیا امام شافعی محدّث نہیں تھے؟ کچھ تو غور کریں، اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

۱۷۹) حلیق: ''امام دارقطنی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں...'' (ص۱۲۷)

ج: اس پر بحث پہلے گزر چکی ہے، تاہم بطورِ قند مکرر عرض ہے:

امام دارقطنی نے فرمایا:

''... و كذلك رواه ابن إدريس عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمٰن بن

الأسود عن علقمة عن عبد الله . و إسناده صحيح ،
و فيه لفظة ليست بمحفوظة ذكرها أبو حذيفة في حديثه عن الثوري و هي قوله : ثم لم يعد ... " (العلل الواردہ ۱۷۲/۵ ۱۷۳)

اس عبارت میں امام دارقطنی نے امام عبداللہ بن ادریس کی بیان کردہ حدیث کو "**وإسناده صحيح**" کہا ہے، امام سفیان ثوری کی حدیث کو نہیں کہا اور پھر سفیان ثوری سے ابوحذیفہ راوی کی روایت کو غیر محفوظ (ضعیف) کہا ہے۔
امام دارقطنی نے ثوری کی روایت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا: اور احمد بن حنبل ... نے وکیع سے اسے روایت کیا تو لم یعد کے الفاظ نہیں کہے۔

امام احمد کی روایت مسند احمد (۱/۴۴۲ ح ۴۲۱۱) میں "...**فرفع يديه في أول**" کے الفاظ سے ہے، اس کی سند بھی سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور معترض کا دعویٰ بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں بعد والے رفع یدین کی نفی یا انکار نہیں ہے۔
متن کے اس تعارض پر بھی غور کرلیں تو آپ لوگوں کے لئے بہتر رہے گا۔ ان شاء اللہ

۱۸۰) حلیق: "میری عرض ہے کہ 'فیہ لفظة' کے الفاظ کیوں حذف کردیے اور یہ الفاظ کس روایت کے بارے میں ہے؟" (ص ۱۲۸)

ج: اختصار کے لئے حذف کئے تھے، کیونکہ ابن ادریس کی "اسنادہ صحیح" والی روایت سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا اور یہ الفاظ ابوحذیفہ کی سفیان ثوری سے روایت کے بارے میں ہیں، جو کہ ضعیف روایت ہے۔

۱۸۱) حلیق: "اس بات کا تو اقرار کرلیں کہ یہ حدیث "ثم لا یعود" کے بغیر بھی سنداً اور متناً صحیح ہے۔" (ص ۱۲۸)

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ ثوری کی یہ معنعن روایت سنداً بالکل ضعیف ہے، قطعاً صحیح نہیں اور اس کا متن: ثم لا یعود، لم یرفع إلا في اول مرة، الا مرة واحدہ یا اس مفہوم کے ساتھ بالکل ضعیف و مردود ہے۔ امام ابن ادریس کی بیان کردہ حدیث بالکل صحیح ہے، لیکن اس میں

ترکِ رفع یدین کا نام ونشان نہیں اور ثوری کی جس روایت میں ترکِ رفع یدین کا نام ونشان یا اشارہ تک نہیں ہے اگر اسے ابن ادریس کی روایت کے شاہد سے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو معترض کے لئے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

۱۸۲) حلیق: ''دیگر ازاں حافظ ابن حبان کی جرح مبہم ہی ہے۔'' (ص ۱۳۱)

ج: مختلف قسم کی لفاظی کے بعد معترض نے دوبارہ حافظ ابن حبان کی جرح کو مبہم قرار دیا، حالانکہ حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا دارومدار محدثین کرام پر ہے اور اگر روایت میں علتِ قادحہ موجود ہو پھر محدثین کرام کے درمیان اختلاف ہو تو دو کے مقابلے میں بیس کو ترجیح دینا ضروری ہے اور یہی وہ بات ہے جسے ہم کہتے ہیں کہ جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

جب جرابوں پر مسح والی روایت ہو یا سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث تو ان لوگوں کے نزدیک محدثین کی جرح مفسر بن جاتی ہے اور ترکِ رفع یدین میں غیر مفسر۔

جب محمد بن اسحاق بن یسار، مومل بن اسماعیل یا عیسیٰ بن جاریہ کا معاملہ ہو تو ان لوگوں کے نزدیک بعض محدثین کی جرح جرح مفسر بن جاتی ہے، لیکن ابن فرقد شیبانی اور قاضی ابو یوسف وغیرہما پر جمہور محدثین کی جرح غیر مفسر ہوتی ہے۔ سبحان اللہ!

۱۸۳) حلیق: ''کہ امام ابوداؤد کی یہ جرح منسوخ و مرجوع ہے اور...'' (ص ۱۳۱)

ج: ہرگز نہیں۔

امام ابوداود کی جرح ثابت ہے اور اس کی مخالفت یا رجوع قطعاً ثابت نہیں۔ بعض نسخوں میں ہونا اور بعض میں نہ ہونا منسوخ یا مرجوح ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔

محترم محمد رفیق طاہر صاحب (ملتان) کی طرف سے سنن ابی داود کے دو مخطوطوں میں حدیثِ مذکور کے صفحات موصول ہوئے، جن میں اس پر امام ابوداود کی جرح مذکور ہے:

۱: ابو علی محمد بن احمد بن عمر اللؤلوی کا نسخہ

اس میں ترکِ رفع یدین والی حدیث مذکور کے متصل بعد متن میں لکھا ہوا ہے:

" قال ابو داود هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ "

۲: ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق التمار البصری عرف ابن داسہ کا نسخہ اس میں اس روایت کے متصل بعد متن میں لکھا ہوا ہے:

قال ابو داود هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا المعنىٰ "

اور حاشیے میں "المعنیٰ" کے نیچے "اللفظ" لکھا ہوا ہے۔

یہ دونوں وہ شاگرد ہیں جنھیں فیصل خان حلیق صاحب نے متاخر (یعنی آخری) شاگردوں میں ذکر کیا ہے۔ (...جائزہ ص ۲۳)

ان مخطوطوں کی معلومات کے لئے رابطہ:

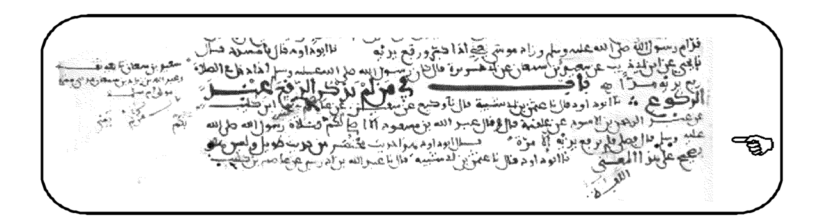
Rafiqtahir2000@gmail.com

Phon No. 0321-7302283

ثابت ہوا کہ امام ابوداود کی جرح کو منسوخ یا مرجوح سمجھنا باطل اور فراڈ ہے۔

۱۸۴) **حلیق:** "علامہ ذہبیؒ کے پاس سنن ابی داؤد کا جو نسخہ ہے۔اس میں یہ الفاظ جرح موجود نہیں ہیں۔" (ص ۱۳۳)

ج: تو کیا ہوا؟ ابن الجوزی وغیرہ کے نسخوں میں تو یہ الفاظ موجود ہیں اور خود سنن ابی داود کے دو قلمی نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں تو پھر انکار کیسا؟!


فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم ... اذا ... ورفع يديه ... نا ابو داود ... قال
... عن ابن ... عن ... قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلاة
رفع يديه ... باب من لم يذكر الرفع عند
الركوع ... نا ابو داود قال نا عثمان بن ابي شيبة قال نا وكيع عن سفيان ...
... عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع يديه الا مرة قال ابو داود هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو
بصحيح على هذا المعنى ... نا ابو داود قال نا عثمان بن ابي شيبة قال نا عبد الله بن ادريس ...
اللفظ

باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع
حدثنا ابوداود قال نا عثمان بن ابی شیبة قال نا
وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبدالرحمان

ابن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم
صلاة رسول الله صلی الله علیه قال فصلی فلم یرفع یدیه الا مرة
قال ابوداود هذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس
هو بصحیح علی هذا اللفظ حدثنا ابوداود قال نا

۱۸۵) حلیق: ''امام ابوداؤد سے جرح ان کے قدیم شاگرد ابن العبد الانصاریؒ سے منقول ہے۔'' (ص۱۳۴)

ج: اس کی دلیل پیش کریں۔ دوسرے یہ کہ ابن داسہ اور لؤلوی کے نسخوں میں بھی یہ جرح موجود ہے۔ دیکھئے فقرہ نمبر۱۸۲۔۱۸۳

فیصل خان صاحب! دھوکا دینا اور فراڈ کرنا بہت بُری بات ہے اور دینی اُمور میں تو یہ جرمِ عظیم ہے جس کا خمیازہ مرنے کے بعد بھگتنا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

۱۸۶) حلیق: ''محدث مغلطائی کو جمہور محدثین نے ثقہ لکھا ہے۔'' (ص۱۳۵)

ج: بالکل جھوٹ ہے۔

فیصل خان صاحب نے جتنے بھی حوالے لکھے ہیں مثلاً **انتهت اليه رئاسة الحديث في زمانه... العلامة الحافظ المحدث المشهود**، وغیرہ تو کسی ایک میں بھی صریح توثیق نہیں ہے۔

پہلا حوالہ حافظ ابن حجر کی تعجیل المنفعہ میں نہیں ملا، بلکہ لسان المیزان میں ملا ہے۔

(ج ۷ص ۱۷، دوسرا نسخہ ج ۶ ص ۷۳)

تعجیل المنفعہ میں تو مغلطائی کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ ''**و فيه له أوهام كثيرة**''

اور اس کتاب (اکمال تہذیب الکمال) میں اسے کثرت سے اوہام ہوتے ہیں۔ (ص۲۱)

اورلسان المیز ان میں اس کے ''اوھام شنیعہ'' کی صراحت ہے۔

ابن فہد المکی نے لکھا ہے:

" غیر أنه ادعی السماع من جماعة قدماء ماتوا قبل هذا کالدمیاطی و ابن دقیق العید و ابن الصواف و وزیرة ابنة المنجا و تکلم فیه الجها بذة من الحفاظ لأجل ذلك ببراهین واضحة . . . "

سوائے اس کے کہ اس نے قدیم لوگوں کی ایک جماعت سے سماع کا دعویٰ کیا جو اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے، مثلاً دمیاطی، ابن دقیق العید، ابن الصواف اور وزیرہ بنت المنجا .اور ماہر حفاظِ حدیث نے اس وجہ سے واضح دلائل کے ساتھ اس پر کلام کیا ہے۔

(لحظ الالحاظ ص ۱۳۶)

اس جرح سے تو مغلطائی کی عدالت ہی ساقط ہوگئی، کیونکہ ایسے لوگوں سے سماع کا دعویٰ کرنا، جن سے سماع نہیں ہے، کذاب لوگوں کا کام ہے۔

زرکلی عصرِ حاضر کا ایک گمراہ شخص تھا اور باقی حوالے (جن میں توثیق کا نام ونشان تک نہیں) چیک کر کے وہاں سے جرح نقل کرنے کی ہمارے پاس فرصت نہیں، صرف امام ابن ناصر الدین کے حوالے کے بارے میں فیصل خان کی خیانت ظاہر کرتا ہوں:

امام ابن ناصر الدین نے اگرچہ مغلطائی کے بارے میں **" و کان معدودًا فی الحفاظ المصنفین "** لکھا ہے مگر اس سے چند سطریں پہلے درج ذیل عبارت بھی لکھی ہے، جسے فیصل خان نے چھپا لیا ہے:

" و روی عن أبی الفتح بن دقیق العید و أبي محمد الدمیاطي و وزیرة وغیرهم ممن ادعی منهم السماع فلم تصحّ روایته عنهم لأنه ما سمع منهم " اور اس نے ابو الفتح بن دقیق العید، ابو محمد الدمیاطی اور وزیرہ وغیرہم سے روایت کی، اُن میں سے جن سے سماع کا دعویٰ کیا، پس اس کی ان سے روایت صحیح نہیں ہوتی، کیونکہ اُس نے ان سے نہیں سنا۔ (التبیان لبدیعۃ البیان ج ۳ ص ۱۴۹۷، مطبوعہ دار النوادر)

ابن ناصرالدین نے مغلطائی کی ایک کتاب کے بارے میں فرمایا:

" و في آخره - كما ذكر ابن رجب المقرئ- اثبات تغزل تدلّ على استهتارٍ و ضعف فی الدین ... "

اوراس کے آخر میں ۔جیسا کہ ابن رجب مقری نے بیان کیا: عشق بازی کا اثبات ہے جو (اس کے) دین کی کمزوری اور بیہودگی پر دلالت کرتا ہے۔

(التبیان ج ۳ ص ۱۴۹۸، شعر ۸۸۱ فقرہ: ۱۲۱۱)

ثابت ہوا کہ مغلطائی ثقہ نہیں بلکہ غیر ثقہ تھا اور اپنی عشق معشوقی والی حرکتوں کی وجہ سے دین میں بھی بہت کمزور تھا۔ اے اللہ! ہمیں معاف فرمادے۔ (آمین)

۱۸۷) **حلیق:** "اور دلائل کا انبار پیش کیا تھا۔" (ص ۱۳۷)

ج: اس انبار میں اپنی خیانتیں، اکاذیب اور افتراءات بھی شمار کرلیں، پھر توبہ کر کے آئندہ اصلاح کی کوشش کریں۔

۱۸۸) **حلیق:** "بلکہ حافظ مغلطائیؒ کے قول کی بنیاد پر امام ابوداؤد کی جرح کو مرجوح قرار دیا ہے۔" (ص ۱۳۹)

ج: اور مغلطائی کا غیر ثقہ ہونا انھیں کتابوں سے ثابت ہے، جہاں سے فیصل خان صاحب نے توثیق پیش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۱۸۵

۱۸۹) **حلیق:** "اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر ہیں" (ص ۱۴۱)

ج: ثم لا یعود یا الا فی اول مرہ کا مطلب ایک ہی ہے۔ اس مفہوم کے بغیر روایت ابن ادریس کی ہے جو کہ صحیح ہے۔

چار پائی پر جس طرح سے بھی لیٹیں "لک وِچکار" ہی آتا ہے۔

۱۹۰) **حلیق:** "وگرنہ امام بزارؒ کا نام جارحین میں نہ شمار کریں۔" (ص ۱۴۳)

ج: یہ اعتراض حافظ ابن عبدالبر پر ہے۔ دوسرے یہ کہ مسند البزار میں سفیان ثوری کی روایت نہیں ملی، لہٰذا جب تک اصل کتاب کا مکمل مخطوطہ دستیاب نہ ہو حتمی فیصلہ ناممکن ہے۔

تیسرے یہ کہ البحر الزخار (۵/۴۶۔۴۷ ح ۱۶۰۸) میں بزار نے عبداللہ بن ادریس والی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ترکِ رفع یدین نہیں بلکہ " أنه رفع يديه في أول تكبيرة " کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

پہلی تکبیر میں رفع یدین تو اہلِ حدیث بھی کرتے ہیں، لہٰذا اضطراب کا دعویٰ محلِ نظر ہے اور صحیح یہ ہے کہ ثوری والی روایت ضعیف ہے اور ابن ادریس والی روایت ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے۔

۱۹۱) حلیق: ''ابن وضاح کی جرح مضر ہی نہیں کیونکہ ان کی جرح ثم لا یعود کے الفاظ پر ہے۔'' (ص۱۴۳)

ج: ثم لا یعود کا مطلب ہے کہ پھر دوبارہ نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ جس روایت میں دوبارہ رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے وہ ابن وضاح کے نزدیک ضعیف ہے، چاہے ثم لا یعود کے الفاظ ہوں یا اس مفہوم کے کوئی الفاظ (مثلاً الا فی اول مرۃ) ہوں۔

۱۹۲) حلیق: ''دوم کچھ محدثین کرام کو جمہور کہنا ہی غلط ہے۔'' (ص۱۴۶)

ج: دو تین کے مقابلے میں ابن المبارک، شافعی، احمد، ابو حاتم، دارقطنی، ابن حبان اور ابوداود وغیرہم جمہور نہیں تو پھر کیا ہیں؟

۱۹۳) حلیق: ''اس لیے امام بخاریؒ نے اس حدیث پر کسی ایک راوی پر بھی جرح نہیں کی بلکہ دیگر محدثین سے ثم لا یعود کی زیادتی پر اعتراض کیا۔'' (ص۱۴۶)

ج: امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے حجاز عراق کے جتنے محقق علماء کو پایا ہے (مثلاً) ان میں عبداللہ بن الزبیر (الحمیدی) علی بن عبداللہ بن جعفر (المدینی) یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ہیں، یہ اپنے زمانے کے (بڑے) علماء تھے۔ ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترک رفع یدین کا علم نہ تو نبی ﷺ سے (ثابت) ہے اور نہ نبی ﷺ کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔ (جزء رفع الیدین: ۴۰)

امام بخاری نے مزید فرمایا: اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ ثابت

نہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے..الخ (جزءرفع الیدین:۷۶)

اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ امام بخاری حدیثِ ثوری کو غیر ثابت یعنی ضعیف سمجھتے تھے۔

۱۹۴) حلیق: ''ثم لا یعود کے بغیر کیا فائدہ پہنچتا ہے اس کا نتیجہ ہم پر رہنے دیں۔'' (ص ۱۴۷)

ج: ثم لا یعود، الافی اول مرہ اور اِلا مرۃ واحدہ یا اس مفہوم کی تمام روایات ایک ہی ہیں اور یہ سب ضعیف ہیں۔ اس مفہوم کے بغیر (جیسے ابن ادریس کی روایت ہے) کا نتیجہ ہم آپ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ شاباش! جلدی فیصلہ کریں مگر یاد رکھیں کہ اس سے ترک ثابت نہیں ہوگا۔ جب دوبارہ نہ کرنے کی صراحت نہیں تو پھر بریلوی مذہب کہاں سے ثابت ہوگا؟!

صحیحین کی متفق علیہ احادیث کو چھوڑ کر ضعیف روایات کے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہیں؟!

۱۹۵) حلیق: ''لہٰذا عبدالحق الاشبیلی کی جرح قابل قبول نہیں ہے۔'' (ص ۱۴۹)

ج: ثقہ مدلس کی عن والی ضعیف روایت کے بارے میں عبدالحق اشبیلی کی جرح قابلِ قبول بلکہ بالکل صحیح ہے۔

۱۹۶) حلیق: ''میں یہاں پر یہ بھی عرض کردوں کہ فوقیت ہمیشہ اصول کی ہوتی ہے۔'' (ص ۱۴۹)

ج: بالکل تسلیم ہے اور اصولِ حدیث کا مشہور مسئلہ ہے (جسے عباس رضوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے) کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے (نیز دیکھئے فقرہ:۶۷) لہٰذا سفیان ثوری کی روایت معنعن ضعیف ہے۔

دوسرے یہ کہ جمہور محدثین نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ہم اسے بطورِ تائید اور ترجیح سلف صالحین پیش کرتے ہیں۔

۱۹۷) حلیق: ''لہٰذا ابن قیم کی مبہم جرح قابل رد جبکہ ان کی مفسر تعدیل قابل قبول

ہوگی۔'' (ص۱۵۱)

ج: مرضی کی روایت کومفسر اور مخالف کی روایت کومبہم کہہ کر رد کرنے والے اصل میں میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو پر گامزن ہیں۔

۱۹۸) **حلیق:** ''...لکھا تھا کہ امام نووی کا دعویٰ اجماع صحیح نہیں جبکہ جمہور محدثین کرام اس حدیث کے قائل ہیں۔'' (ص۱۵۱)

ج: ''جمہور محدثین حدیثِ ترک کوصحیح سمجھتے ہیں'' یہ بالکل جھوٹ ہے۔

نووی کے دعوئ اجماع کا مطلب جمہور کی تضعیف ہے جیسا کہ قرائن سے ثابت ہے۔

۱۹۹) **حلیق:** ''میں نے اپنی کتاب میں تقریباً ۷۵ محدثین کرام سے اس حدیث کی تصحیح بھی ثابت کی ہے۔'' (ص۱۵۲)

ج: سب جھوٹ اور فراڈ ہے۔

اس کے تفصیلی رد کے لئے اس مضمون کا آخری حصہ دیکھیں۔

۲۰۰) **حلیق:** ''الحمد اللہ فقہ حنفی روایتاً ودرایتاً دونوں طریق سے ثابت ومدون ہے۔'' (ص۱۵۳)

ج: بالکل جھوٹ ہے۔قدوری اور ہدایہ وغیرہما بے سند کتابیں ہیں، لہٰذا مردود ہیں اور ابن فرقد ویعقوب بن ابراہیم دونوں ضعیف ہیں، لہٰذا اُن کے حوالے بھی مردود وباطل ہیں، باقی جو کچھ بچا وہ بے سند یا نادر کے حکم میں ہے۔

۲۰۱) **حلیق:** ''لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام مروزیؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔'' (ص۱۵۴)

ج: جھوٹ ہے۔ورنہ حوالہ پیش کریں!

۲۰۲) **حلیق:** ''عرض ہے کہ جب تک جرح مفسر پیش نہ کی جائے گی تب تک جرح قابل قبول نہ ہوگی۔'' (ص۱۵۵)

ج: جرح مفسر (تدلیس ثوری) بھی ہے، جیسا کہ اصولِ حدیث کا مسئلہ ہے اور جمہور کی تضعیف بھی ہے۔ معترض کے اس قول سے یہ ظاہر ہے کہ ابن قدامہ نے حدیث مذکور کو ضعیف کہا ہے۔

۲۰۳) حلیق: ''اور دوسرا جمہور محدثین ثم لا یعود کے بغیر بھی اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔'' (ص۱۵۵)

ج: اگر بغیر سے مراد ابن ادریس کی حدیث ہے تو صحیح ہے اور اگر اس سے مراد ترکِ رفع یدین ہے تو بالکل جھوٹ ہے۔

معترض سے درخواست ہے کہ اپنے جھوٹ گن لیں۔

۲۰۴) حلیق: ''کیونکہ الحمد اللہ ہمارا دعویٰ بغیر ثم لا یعود کے الفاظ بھی ثابت ہے۔'' (ص۱۵۶)

ج: ہرگز ثابت نہیں، لہٰذا بار بار طوطے کی طرح رٹ لگا کر دھوکا نہ دیں۔

۲۰۵) حلیق: ''کہ اس حدیث کو صحیح ماننا امام ترمذیؒ اور ابن حزم کے قول پر نہیں بلکہ اصول حدیث و جرح و تعدیل کی بنیاد پر ہے۔'' (ص۱۵۶)

ج: اصولِ حدیث اور جرح و تعدیل کی رُو سے روایتِ مذکورہ مردود ہے، کیونکہ ثوری مشہور مدلس ہیں اور تصریحِ سماع ثابت نہیں۔

نیز دیکھئے میرا مضمون: اصولِ حدیث اور مدلس کی عن والی روایت کا حکم

اگر ترمذی اور ابن حزم کی تصحیح سے آپ لوگ دست بردار ہوتے ہیں تو پھر نووی کا دعویٰ اجماع صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ کیا خیال ہے؟!

۲۰۶) حلیق: ''کیونکہ اس میں کوئی مفسر علت یا کوئی ضعیف راوی موجود نہیں ہے۔'' (ص۱۵۶)

ج: اس میں علتِ قادحہ موجود ہے اور وہ سفیان ثوری امام کا عنعنہ ہے۔

آپ اپنی ساری کتاب میں صفحہ نمبر ا سے صفحہ نمبر ۱۵۷ (اختتام) تک ان کے سماع کی تصریح

ثابت نہیں کر سکے اور پھر بھی ایسی باتیں لکھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

۲۰۷) **حلیق:** ''محققانہ جائزہ ص ۱۲۲ سے ص ۱۲۷ تک ۵۷ محدثین کرام وعلماء سے اس حدیث کی تصحیح ثابت کی ہے۔'' (ص ۱۵۶)

ج: چودھویں پندرھویں صدی کے آلِ دیوبند وغیرہ کو ملا کر ۵۷ کے اس عدد کا جائزہ آئندہ صفحات پر آرہا ہے۔ ان شاء اللہ

لطیفہ: فیصل خان صاحب کو اپنی کتاب کا نام بھی بھول گیا ہے۔ ''محققانہ تجزیہ'' کو ''محققانہ جائزہ'' لکھ دیا ہے۔!

انھیں چاہئے کہ اپنے باب التاویلات سے کوئی باطل تاویل نکال کر یہاں بھی اپنے عمل کی کوئی توجیح پیش کریں۔!

۲۰۸) **حلیق:** ''امام بخاری سے منسوب جزء رفع یدین'' (ص ۱۵۶)

ج: یہ منسوب نہیں بلکہ ثابت شدہ کتاب ہے جیسا کہ نور العینین اور جزء رفع الیدین (مترجم) کے شروع میں ثبوت پیش کر دیا گیا ہے۔

۲۰۹) **حلیق:** ''اگر اس کے بعد بھی کوئی تحقیقی اعتراض سامنے آئے گا تو انشاء اللہ اصول کی روشنی میں حتی الامکان صحیح جواب دینے کی کوشش جاری رہیں گیں۔'' (ص ۱۵۶)

ج: ﴿ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَ لَنْ تُغْنِیَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَیْـًٔا وَّ لَوْ كَثُرَتْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ . ﴾

''اور اگر تم پھر شرارت کرو گے تو ہم پھر سزا دینگے اور نہ فائدہ پہنچائے گی تمھیں تمھاری جماعت کچھ بھی چاہے اس کی تعداد بہت زیادہ ہو اور یقیناً اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے ساتھ ہے۔'' (الانفال: ۱۹، ضیاء القرآن ج ۲ ص ۱۳۸)

وما علینا إلا البلاغ (۲۶/ اگست ۲۰۱۰ء)

❀❀❀

اکاذیب الحلیق

فیصل خان حلیق بریلوی رضاخانی نے محمد خان قادری بریلوی اور غلام مصطفیٰ نوری بریلوی وغیرہما کی چھتری کے نیچے ''جمہور محدثین کرام اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تصحیح'' کے عنوان سے ستاون (۵۷) نام اور گول مول حوالے لکھے ہیں۔ دیکھئے... محققانہ تجزیہ (ص۱۲۲۔۱۲۷)

ان میں سے پچیس (۲۵) حوالے تیرھویں چودھویں صدی کے ہیں:

۱: عابد سندھی (۲۵)

۲: ہاشم سندھی (۲۶)

۳: عبداللطیف سندھی (۲۷)

۴: وصی احمد سورتی (۲۸)

۵: نذیر حسین دھلوی (۳۰)

۶: احمد شاکر (۳۱)

۷: نیموی (۳۳)

۸: انور شاہ کشمیری دیوبندی (۳۴)

۹: شعیب ارناووط (۳۵)

۱۰: زہیر شاویش (۳۶)

۱۱: عطاء اللہ حنیف (۳۷) حوالہ غلط ہے۔

۱۲: عبداللہ پنجابی (۳۸)

۱۳: شبیر احمد عثمانی دیوبندی (۳۹)

۱۴: البانی (۴۰)

۱۵: سندھی (۴۱)

۱۶: لکھنوی (۴۲)

۱۷: ابراہیم سیالکوٹی (۴۳)

۱۸: ڈاکٹر ابن عون (۴۴)

۱۹: عبدالمعطی قلعجی (۴۷)

قلت : أخبرني أبو أيوب البرقوي قبل أن يختلط، قال قال عبد اللّٰه بن يوسف الجديع العراقي :عبدالمعطي قلعجي ليس بثقة .

و أخبرني عبد الأول بن حماد بن محمد الأنصاري عن أبيه أنه كان ينكر أشد الإنكار علٰى عمل القلعجي فى الإستذكار و التمهيد والسنن والآثار و يقول : " ان القلعجي خرب هذه الكتب "

و أخبرني عبد الأول عن أبيه قال : " كل الكتب التي يطبعها القلعجي وهو العربجي لا تصلح ، لا بدّ أن يعاد تحقيقها و تعاد و طباعتها . "

(وانظر المجموع فی ترجمۃ حماد الانصاری ۲/ ۵۶۷، ۵۹۴)

خلاصہ یہ کہ عبدالمعطی قلعجی ثقہ نہیں بلکہ ضعیف ہے۔

۲۰: ہاشم عبداللہ یمانی (۴۸)

۲۱: عبدالقادر ارناووط (۴۹)

۲۲: طاہر محمد دریری (۵۰)

۲۳: حسین سلیم اسد (۵۱)

۲۴: محمد حسن سنبھلی (۵۳)

۲۵: محمد صدیق نجیب آبادی (۵۷)

ستاون میں سے پچیس (۲۵) باہر نکلے تو باقی رہ گئے: ۳۲

ان بتیس (۳۲) میں سے اٹھارہ حوالے غلط اور جھوٹ ہیں، کیونکہ محولہ کتابوں میں تصحیح

موجود نہیں:

۱: طحاوی (۱)

۲: ابوداود (۳)

۳: نسائی (۴)

۴: ابوبکر بن ابی شیبہ (۵)

۵: احمد بن حنبل (۶)

۶: ابویعلی موصلی (۱۰)

۷: سحنون بن سعید (۱۲)

۸: زیلعی حنفی! (۱۷)

۹: ابن حجر (۱۸)

۱۰: بوصیری (۱۹)

۱۱: سیوطی (۲۱)

۱۲: ابن دقیق العید (۲۲)

۱۳: ابن قیم (۲۳)

۱۴: منذری (۲۴)

۱۵: ابن کثیر (۴۶)

۱۶: ذہبی (۵۴)

۱۷: ابن رشد (۵۵)

۱۸: ابن عبدالہادی (۵۶)

۳۲ میں سے ۱۸ باہر نکلے تو باقی رہ گئے: ۱۴

ان میں سے دارقطنی (۸) ابن القطان (۹) نے ترکِ رفع یدین والی روایت کو صحیح نہیں کہا، لہٰذا باقی رہ گئے: ۱۲

ابن الترکمانی (۱۳) مغلطائی: ضعیف غیر ثقہ (۱۴) عینی (۱۵) قاسم بن قطلو بغا: مجروح (۱۶) ابن ہمام (۲۹) ملا علی قاری (۳۲) اور مرتضی زبیدی (۴۵) حنفی یعنی فریقِ مخالف تھے، لہٰذا اگر ان سے تصحیح ثابت بھی ہوتو امام عبداللہ بن المبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری وغیرہم کے مقابلے میں مردود ہے۔

باقی بچے ۵

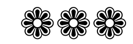
اصل کتاب میں گیارہ (۱۱) نمبر اور بیس (۲۰) نمبر موجود ہی نہیں ہیں، جبکہ فیصل خان صاحب ۷۵ کی رٹ لگا رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

باقی بچے ۳

طوسی کے حوالے کی تحقیق باقی ہے۔

تین یا چار حوالوں کو لے کر فیصل خان حلیق نور العینین میں مذکورہ جمہور محدثین مثلاً: (۱) عبداللہ بن المبارک (۲) شافعی (۳) احمد بن حنبل (۴) ابوحاتم الرازی (۵) دارقطنی (۶) ابن حبان (۷) ابوداود (۸) یحییٰ بن آدم اور امام بخاری وغیرہم کی مخالفت کرتے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ جمہور اُن کے ساتھ ہیں۔ **سبحانك هذا بهتان عظیم** .

(۲۶/ اگست ۲۰۱۰ء)



امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلۂ تدلیس

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

روایتِ حدیث میں تدلیس یعنی تدلیس فی الاسناد کے بارے میں محدثین کرام کا مشہور مسلک و مذہب یہ ہے کہ جس راوی سے سند میں تدلیس کرنا ثابت ہو تو اُس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، مثلاً شیخ ارشاد الحق اثری صاحب نے لکھا ہے:

''اور محدّثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قتادہؒ مدلس ہے جیسا کہ آیندہ اس کی تفصیل آرہی ہے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ مدلس کا عنعنہ موجب ضعف ہے۔ لہٰذا اس کی سند کو صحیح کہنا محل نظر ہے۔'' (توضیح الکلام ج۱ص۱۳۰، دوسرا نسخہ ص۱۳۷)

اثری صاحب نے مزید فرمایا: ''اور یہ طے شدہ اصول ہے کہ مدلس کی معنعن روایت قبول نہیں۔'' (توضیح الکلام ج۲ص۷۶۵، دوسرا نسخہ ۱۰۳۰)

محترم اثری صاحب نے کئی مدلس راویوں کی معنعن (عن والی) روایات پر جرح کی اور ان روایات کو غیر صحیح قرار دیا۔ مثلاً:

۱: ابوالزبیر المکی (توضیح الکلام ج۲ص۵۵۸، دوسرا نسخہ ص۸۸۹)

۲: قتادہ بن دعامہ (توضیح الکلام ج۲ص۲۸۳، دوسرا نسخہ ص۶۸۸)

۳: سلیمان بن مہران الاعمش (توضیح الکلام ج۲ص۷۶۵، دوسرا نسخہ ص۱۰۳۰)

۴: ابراہیم بن یزید النخعی (توضیح الکلام ج۲ص۷۵۸۔۷۵۹، دوسرا نسخہ ص۱۰۲۶)

۵: محمد بن عجلان (توضیح الکلام ج۲ص۳۳۱، دوسرا نسخہ ص۷۲۵)

ان میں سے ابراہیم نخعی اور سلیمان الاعمش دونوں حافظ ابن حجر العسقلانی کی طبقاتی تقسیم کے مطابق طبقۂ ثانیہ میں سے تھے۔ دیکھئے الفتح المبین (۲/۳۵، ۲/۵۵)

حافظ ابن حجر کی یہ طبقاتی تقسیم صحیح نہیں ہے اور نہ اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ نیز دیکھئے

الحدیث حضرو: ۷۶ ص ۲۱۔۲۳

تدلیس کے بارے میں مفصل تحقیق کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (ج ۱ ص ۲۵۱۔۲۹۰، ج ۳ ص ۲۱۸۔۲۲۳، ۶۱۲۔۶۱۴)

مدلس راوی کثیر التدلیس ہو یا قلیل التدلیس، ساری زندگی میں اُس نے صرف ایک دفعہ تدلیس الاسناد کی ہو اور اُس کا اس سے رجوع و تخصیص ثابت نہ ہو یا معتبر محدثین کرام نے اسے مدلس قرار دیا ہو تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں ایسے مدلس کی غیر مصرح بالسماع اور معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے اِلا یہ کہ اس کی معتبر متابعت، تخصیصِ روایت یا شاہد ثابت ہو۔ تخصیصِ روایت کا مطلب یہ ہے کہ بعض شیوخ سے مدلس کی معنعن روایت صحیح ہو یا اس کے بعض تلامذہ کی روایات سماع پر محمول ہوں۔

یہی وہ اصول ہے جس پر اہلِ حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، دیوبندی، بریلوی اور دیگر لوگ فریقِ مخالف کی روایات پر جرح کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں، لیکن عصرِ حاضر میں بعض جدید علماء مثلاً حاتم الشریف العونی وغیرہ نے بعض شاذ اقوال لے کر کثیر التدلیس اور قلیل التدلیس کا شوشہ چھوڑ دیا ہے، جس سے انھوں نے اُصولِ حدیث کے اس مشہور مسئلے کو تارپیڈو مار کر غرق کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے اس مضمون میں ان بعض الناس کا ردپیشِ خدمت ہے:

۱) امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) نے فرمایا:

"و من عرفناه دلّس مرة فقد أبان لنا عورته فی روایته"

جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہو گیا کہ اُس نے ایک دفعہ تدلیس کی ہے تو اُس نے اپنی پوشیدہ بات ہمارے سامنے ظاہر کر دی۔ (الرسالہ: ۱۰۳۳)

اس کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: **"فقلنا: لا نقبل من مدلّس حدیثاً حتی یقول فیه: حدثني أو سمعت"** پس ہم نے کہا: ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے، حتیٰ کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے۔ (الرسالہ: ۱۰۳۵)

امام شافعی کے بیان کردہ اس اُصول سے معلوم ہوا کہ جس راوی سے ساری زندگی میں ایک دفعہ تدلیس کرنا ثابت ہو جائے تو اُس کی عن والی روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

ایک غالی حنبلی ابن رجب (متوفی ۷۹۵ھ) نے لکھا ہے:

" ولم یعتبر الشافعي أن یتکرر التدلیس من الراوي ولا أن یغلب علیٰ حدیثه، بل اعتبر ثبوت تدلیسه ولو بمرة واحدة ." اور شافعی نے اس کا اعتبار نہیں کیا کہ راوی بار بار تدلیس کرے اور نہ انھوں نے اس کا اعتبار کیا ہے کہ اس کی روایات پر تدلیس غالب ہو، بلکہ انھوں نے راوی سے ثبوتِ تدلیس کا اعتبار کیا ہے اور اگرچہ (ساری زندگی میں) صرف ایک مرتبہ ہی ہو۔ (شرح علل الترمذی ج ۱ ص ۳۵۳ طبع: دار الملاح للطبع والنشر)

امام شافعی اس اصول میں اکیلے نہیں بلکہ جمہور علماء ان کے ساتھ ہیں، لہٰذا زرکشی کا "وهو نص غریب لم یحکمه الجمهور" (النکت ص ۱۸۸) کہنا غلط ہے۔

اگر کوئی شخص اس پر بضد ہے کہ اس منہج اور اصول میں امام شافعی رحمہ اللہ اکیلے تھے یا جمہور کے خلاف تھے (!) تو وہ درج ذیل حوالوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرے:

۲) امام ابو قدید عبید اللہ بن فضالہ النسائی (ثقہ مامون) سے روایت ہے کہ (امام) اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: میں نے احمد بن حنبل کی طرف لکھ کر بھیجا اور درخواست کی کہ وہ میری ضرورت کے مطابق (امام) شافعی کی کتابوں میں سے (کچھ) بھیجیں تو انھوں نے میرے پاس کتاب الرسالہ بھیجی۔ (کتاب الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۲۰۴ وسندہ صحیح، تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵۴ ص ۲۹۱۔۲۹۲، نیز دیکھئے مناقب الشافعی للبیہقی ۱/۲۳۴ وسندہ صحیح)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کتاب الرسالہ سے راضی (متفق) تھے اور تدلیس کے اس مسئلے میں اُن کی طرف سے امام شافعی پر رد ثابت نہیں، لہٰذا اُن کے نزدیک بھی مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہے، چاہے قلیل التدلیس ہو یا کثیر التدلیس۔

امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ نے کہا: احمد بن حنبل نے شافعی کی کتابوں میں نظر فرمائی تھی/ یعنی انھیں بغور پڑھا تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۷/۲۰۴ وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل نے اپنے شاگرد عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی سے کہا:

" انظر في كتاب الرسالة فإنه من أحسن كتبه " کتاب الرسالہ دیکھو! کیونکہ یہ اُن کی سب سے اچھی کتابوں میں سے ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۴/۲۹۱ وسندہ صحیح)

تنبیہ: اس تصریح کے مقابلے میں امام احمد کا قول (مجھے معلوم نہیں) سوالاتِ ابی داود (ص ۱۹۹) سے پیش کرنا بے فائدہ اور مرجوح ہے۔

فائدہ: امام اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ (امام) احمد بن حنبل نے کتاب الرسالہ کے بارے میں فرمایا:" هذا كتاب أعجب به عبد الرحمٰن بن مهدي "

یہ کتاب عبدالرحمٰن بن مہدی کو پسند تھی۔ (الطیوریات ۲/۶۱۷ ح ۶۸۱ وسندہ صحیح)

۳) امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے پاس امام شافعی کی کتاب الرسالہ پہنچی، لیکن انھوں نے تدلیس کے اس مسئلے پر کوئی رد نہیں فرمایا، جیسا کہ کسی روایت سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ تدلیس کے مسئلے میں امام شافعی رحمہ اللہ سے موافق تھے۔

٤) امام اسماعیل بن یحییٰ المزنی رحمہ اللہ نے فرمایا:" كتبتُ كتاب الرسالة منذ زيادة علىٰ أربعين سنة و أنا أقرأه و أنظر فيه و يقرأ عليّ فما من مرة قرأت أو قرئ عليّ إلا استفدت منه شيئًا لم أكن أحسنه ." میں نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ پہلے کتاب الرسالہ (نقل کر کے) لکھی اور میں اسے پڑھتا ہوں، اس میں (غور وفکر کے ساتھ) دیکھتا ہوں اور میرے سامنے پڑھی جاتی ہے، پھر ہر بار پڑھنے یا پڑھے جانے سے مجھے ایسا فائدہ ملتا ہے جسے میں پہلے اچھی طرح نہیں سمجھتا تھا۔ (مقدمۃ الرسالہ ص ۳۷ روایۃ ابن الاکفانی: ۵۴ وسندہ حسن، تاریخ دمشق ۵۴/۲۹۲، مناقب الشافعی للبیہقی ۱/۲۳۶ بحوالہ مناقب الآبری العاصمی)

چالیس سال پڑھنے پڑھانے کے باوجود امام مزنی کو تدلیس کے مذکورہ مسئلے کا غلط ہونا معلوم نہیں ہوا جیسا کہ کسی صحیح روایت میں اُن سے ثابت نہیں، لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ وہ بھی ایک مرتبہ تدلیس کرنے والے راوی کی معنعن روایت کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

۵) امام شافعی کی کتاب الرسالہ میں تدلیس والے مذکورہ قول کو مشہور محدث بیہقی نے نقل

کر کے کوئی جرح نہیں کی بلکہ خاموشی کے ذریعے سے تائید فرمائی۔ (معرفۃ السنن والآثار ۱/۶۷)

معلوم ہوا کہ امام بیہقی کا بھی یہی مسلک ہے۔

محمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) نے کہا:

" و قد حکم البیهقی بعدم قبول قول من دلّس مرة ." إلخ جو شخص ایک دفعہ تدلیس کرے تو اس کے بارے میں بیہقی نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی روایت (معنعن) غیر مقبول ہے۔ (النکت علیٰ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۹۱)

۶) خطیب بغدادی نے امام شافعی کے قولِ مذکور کو روایت کیا اور کوئی رد نہیں کیا۔

(دیکھئے الکفایہ فی علم الروایہ ص ۲۹۲)

بلکہ تدلیس کے بارے میں "الغالب علیٰ حدیثه لم تقبل روایاته" والاقول نقل کر کے خطیب نے فرمایا: " و قال آخرون : خبر المدلس لا یقبل إلا أن یورده علیٰ وجه مبین غیر محتمل لإیهام فإن أورده علیٰ ذلك قبل ، و هذا هو الصحیح عندنا " اور دوسروں نے کہا: مدلس کی خبر (روایت) مقبول نہیں ہوتی اِلا یہ کہ وہ وہم کے احتمال کے بغیر صریح طور پر تصریح بالسماع کے ساتھ بیان کرے، اگر وہ ایسا کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور ہمارے نزدیک یہی بات صحیح ہے۔ (الکفایہ ص ۳۶۱)

۷) غالی شافعی حافظ ابن الصلاح الشہر زوری (متوفی ۶۴۳ھ) نے کہا:

" والحکم بأنه لا یقبل من المدلّس حتی یبین ، قد أجراه الشافعي رضي الله عنه فیمن عرفناه دلّس مرة . والله أعلم " اور حکم (فیصلہ) یہ ہے کہ مدلس کی روایت تصریحِ سماع کے بغیر قبول نہ کی جائے، اسے شافعی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جاری فرمایا ہے جس نے ہماری معلومات کے مطابق صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہے۔ واللہ اعلم

(مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح ص ۹۹، دوسرا نسخہ ص ۱۶۱)

معلوم ہوا کہ امام شافعی کی طرح ابن الصلاح بھی ایک دفعہ تدلیس کرنے والے مدلس کی معنعن روایت کو صحتِ حدیث کے منافی سمجھتے تھے۔

ابن الصلاح کے اس قول کو اصولِ حدیث کی بعد والی کتابوں میں بھی نقل کیا گیا ہے اور تردید نہیں کی گئی، لہٰذا اسے جمہور کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔

۸) علامہ یحییٰ بن شرف النووی (متوفی ۶۷۷ھ) نے مدلس کے بارے میں فرمایا:

"**فما رواه بلفظ محتمل لم يبين فيه السماع فمرسل ... و هذا الحكم جار فيمن دلّس مرة**" پس وہ (مدلس راوی) ایسے لفظ سے روایت بیان کرے جس میں احتمال ہو، سماع کی تصریح نہ ہو تو وہ مرسل (یعنی غیر مقبول/ضعیف) ہے...اور یہ حکم اس کے بارے میں جاری ہے جو (صرف) ایک دفعہ تدلیس کرے۔

(التقریب للنووی فی اصول الحدیث ص ۹ نوع ۱۲، مع تدریب الراوی للسیوطی ۱/ ۲۲۹۔۲۳۰، دوسرا نسخہ ص ۲۰۱)

معلوم ہوا کہ امام شافعی کی طرح نووی بھی مدلس کی عن والی روایت کو ضعیف و مردود سمجھتے تھے، چاہے اُس نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ ہی تدلیس کی ہو۔

۹) مشہور صوفی حافظ سراج الدین عمر بن علی بن احمد الانصاری: ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) نے ابن الصلاح کا قول: "**والحكم بأنه لا يقبل من المدلّس حتى يبين، أجراه الشافعي فيمن عرفناه دلّس مرة**" نقل کیا اور کوئی رد نہیں کیا، لہٰذا یہ ان کی طرف سے امام شافعی اور ابن الصلاح دونوں کی موافقت ہے۔

دیکھئے المقنع فی علوم الحدیث (۱/ ۱۵۸، تحقیق عبداللہ بن یوسف الجدیع)

۱۰) مشہور ثقہ محدث و مفسر حافظ ابن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے تدلیس کے بارے میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی جرح یا مخالفت نہیں کی۔

دیکھئے اختصار علوم الحدیث (۱/ ۱۷۴، نوع ۱۲)

۱۱) حافظ ابو الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی الاثری رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) نے فرمایا: "**والشافعي أثبته بمرة**" اور شافعی نے (تدلیس کو) اس کے لئے ثابت قرار دیا ہے جو ایک دفعہ (تدلیس) کرے۔ (الفیۃ العراقی مع تعلیقات الشیخ محمد رفیق الاثری ص ۳۲ شعر ۱۶۰)

معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں عراقی بھی امام شافعی کے موافق تھے۔

۱۲) مشہور صوفی سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) نے عراقی کے قول " أثبته بمرة " کی تشریح میں کہا: " و بيان ذلك أنه بثبوت تدليسه مرة صار ذلك هو الظاهر من حاله في معنعناته كما إنه ثبوت اللقاء مرة صار الظاهر من حاله السماع، و كذا من عرف بالكذب في حديث واحد صار الكذب هو الظاهر من حاله و سقط العمل بجميع حديثه مع جواز كونه صادقاً في بعضه " اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اس کی ایک دفعہ تدلیس کے ثبوت سے اُس کی (تمام) معنعن روایات میں اس کا ظاہر حال یہی بن گیا (کہ وہ مدلس ہے) جیسا کہ ایک دفعہ ملاقات کے ثبوت سے (غیر مدلس کا) ظاہر حال یہ ہوتا ہے کہ اُس نے (اپنے استاد سے) سنا ہے، اور اسی طرح اگر کسی آدمی کا (صرف) ایک حدیث میں جھوٹ معلوم ہو جائے تو اس کا ظاہر حال یہی بن جاتا ہے (کہ وہ جھوٹا ہے) اور اس کی تمام احادیث پر عمل ساقط ہو جاتا ہے، اس جواز کے ساتھ کہ وہ اپنی بعض روایات میں سچا ہو سکتا ہے۔ (فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث ج۱ ص۱۹۳)

دو اہم دلیلیں بیان کر کے سخاوی نے امام شافعی کی تائید کر دی اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو مدلس کی عن والی روایت نہیں مانتے، چاہے اُس نے ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہو۔

۱۳) زکریا بن محمد الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ) نے بھی عراقی کے مذکورہ قول (دیکھئے فقرہ: ۱۱) کو نقل کر کے اس کی دلیل بیان کی اور کوئی مخالفت نہیں کی۔

دیکھئے فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی (تحقیق حافظ ثناء اللہ الزاہدی ص ۱۶۹۔۱۷۰)

معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں وہ بھی امام شافعی رحمہ اللہ سے متفق تھے۔

۱۴) جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی امام شافعی کا قول نقل کر کے کوئی مخالفت نہیں کی لہٰذا یہ ان کی طرف سے تائید ہے۔ دیکھئے تدریب الراوی (۱/۲۳۰)

بلکہ سیوطی نے " و لو بمرة وضح " کہہ کر تدلیس کو صراحتاً جرح قرار دیا ہے۔

دیکھئے الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث (ص ۳۱ بتحقیق احمد محمد شاکر)

۱۵) حافظ ابن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) نے فرمایا:

"الجنس الثالث : الثقات المدلسون الذين كانوا يدلسون فى الأخبار مثل قتادة و يحيى بن أبي كثير والأعمش و أبو إسحاق و ابن جريج و ابن إسحاق والثوري و هشيم و من أشبههم ممن يكثر عددهم من الأئمة المرضيين و أهل الورع فى الدين كانوا يكتبون عن الكل و يروون عمن سمعوا منه فربما دلّسوا عن الشيخ بعد سماعهم عنه عن أقوام ضعفاء لا يجوز الإحتجاج بأخبارهم ، فما لم يقل المدلّس و إن كان ثقة : حدثني أو سمعت فلا يجوز الإحتجاج بخبره ، وهذا أصل أبي عبد الله محمد بن إدريس الشافعي ـ رحمه الله ـ و من تبعه من شيوخنا "

تیسری قسم: وہ ثقہ مدلسین جو روایات میں تدلیس کرتے تھے مثلاً قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابواسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری، ہشیم اور جو اُن کے مشابہ تھے جن کی تعداد زیادہ ہے، وہ پسندیدہ اماموں اور دین میں پرہیز گاروں میں سے تھے، وہ سب سے (روایات) لکھتے اور جن سے سنتے تو اُن سے روایتیں بھی بیان کرتے تھے، بعض اوقات وہ شیخ یعنی استاذ سے سننے کے بعد ضعیف لوگوں سے سنی ہوئی روایات اس (شیخ) سے بطورِ تدلیس بیان کرتے تھے، ان کی (معنعن) روایات سے استدلال جائز نہیں ہے۔ پس جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہو حدثنی یا سمعت نہ کہے (یعنی سماع کی تصریح نہ کرے) تو اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں ہے اور یہ ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کی اصل (یعنی اصول) ہے اور ہمارے اساتذہ نے اس میں اُن کی اتباع (یعنی موافقت) کی ہے۔

(کتاب المجروحین ج ۱ ص ۹۲، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۸۶)

اس عظیم الشان بیان میں حافظ ابن حبان نے تدلیس کے مسئلے میں امام شافعی کی مکمل موافقت فرمائی بلکہ "منہج المتقدمین" کے نام سے "کثیر التدلیس" اور "قلیل التدلیس" کی عجیب وغریب، شاذ اور ناقابلِ عمل اصطلاحات کے رواج کے ذریعے سے مسئلہ تدلیس کو

تارپیڈو کرنے والوں کے شبہات کے پرخچے اُڑا دیئے ہیں۔

حافظ ابن حبان نے دوسری جگہ فرمایا:

" و أما المدلّسون الذين هم ثقات و عدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري والأعمش و أبي إسحاق و أضرابهم من الأئمة المتقين (المتقنين) و أهل الورع فى الدين لأنا متى قبلنا خبر مدلّس لم يبين السماع فيه ـ و إن كان ثقة لزمنا قبول المقاطيع والمراسيل كلها لأنه لا يدرى لعل هذا المدلس دلّس هذا الخبر عن ضعيف يهي الخبر بذكره إذا عرف ، اللهم إلا أن يكون المدلّس يعلم أنه مادلّس قط إلا عن ثقة فإذا كان كذلك قبلت روايته و إن لم يبين السماع و هذا ليس فى الدنيا إلا سفيان بن عيينة وحده فإنه كان يدلّس و لا يدلّس إلا عن ثقة متقن و لا يكاد يوجد لسفيان بن عيينة خبر دلّس فيه إلا وجد ذلك الخبر بعينه قد بيّن سماعه عن ثقة مثل نفسه والحكم في قبول روايته لهذه العلة ـ و إن لم يبين السماع فيها ـ كالحكم في رواية ابن عباس إذا روى عن النبي ﷺ ما لم يسمع منه " اورمگروہ مدلسین جوثقہ اور عادل ہیں تو ہم ان کی بیان کردہ روایات میں سے صرف ان روایات سے ہی استدلال کرتے ہیں جن میں انھوں نے سماع کی تصریح کی ہے، مثلاً ثوری، اعمش، ابواسحاق اوران جیسے دوسرے ائمہ متقین (ائمہ متقنین) اوردین میں پرہیزگاری والے امام، کیونکہ اگر ہم مدلس کی وہ روایت قبول کریں جس میں اُس نے سماع کی تصریح نہیں کی۔ اگرچہ وہ ثقہ تھا، تو ہم پر یہ لازم آتا ہے کہ ہم تمام منقطع اور مرسل روایات قبول کریں، **کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ ہوسکتا ہے اس مدلس نے اس روایت میں ضعیف سے تدلیس کی ہو، اگراس کے بارے میں معلوم ہوتا تو روایت ضعیف ہوجاتی،** سوائے اس کے کہ اللہ جانتا ہے، اگر مدلس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس نے صرف ثقہ سے ہی تدلیس کی ہے، پھر اگر اس طرح ہے تو اس کی روایت مقبول ہے اور اگرچہ وہ سماع کی

تصریح نہ کرے، اور یہ بات (ساری) دنیا میں سوائے سفیان بن عیینہ اکیلے کے کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے، کیونکہ وہ تدلیس کرتے تھے اور صرف ثقہ متقن سے ہی تدلیس کرتے تھے، سفیان بن عیینہ کی ایسی کوئی روایت نہیں پائی جاتی جس میں انھوں نے تدلیس کی ہو مگر اسی روایت میں انھوں نے اپنے جیسے ثقہ سے تصریح سماع کر دی تھی، اس وجہ سے ان کی روایت کے مقبول ہونے کا حکم ــــ اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ کریں ــــ اسی طرح ہے جیسے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت بیان کریں جو انھوں نے آپ سے سنی نہیں تھی، کا حکم ہے۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان ج ا ص ۱۶۱، دوسرا نسخہ ج ا ص ۹۰)

اس حوالے میں بھی حافظ ابن حبان نے مدلس راوی کی اس روایت کو غیر مقبول قرار دیا ہے جس میں سماع کی تصریح نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کی معناً تائید فرمائی ہے۔

حافظ ابن حبان کے اس بیان سے درج ذیل اہم نکات واضح ہیں:

۱: جس راوی کا مدلس ہونا ثابت ہو، اس کی عدمِ تصریحِ سماع والی روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔

۲: امام شافعی کا بیان کردہ اصول صحیح ہے۔

۳: امام شافعی اپنے اصول میں منفرد نہیں بلکہ ابن حبان اور اُن کے شیوخ (نیز [عبدالرحمٰن بن مہدی] احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، مزنی، بیہقی اور خطیب بغدادی وغیرہم جیسا کہ ہمارے اس مضمون سے ثابت ہے) نے امام شافعی کی تائید فرمائی ہے۔

۴: کثیر اور قلیل تدلیس میں فرق کرنے والا منہج صحیح نہیں بلکہ مرجوح ہے۔

۵: اگر مدلس کی عن والی روایت مقبول ہے تو پھر منقطع اور مرسل روایات کیوں غیر مقبول ہیں؟

۶: مدلسین مثلاً امام سفیان ثوری رحمہ اللہ وغیرہ کی معنعن اور سماع کی صراحت کے بغیر والی روایات غیر مقبول ہیں، اگرچہ بعض متاخر علماء نے انھیں طبقہ ثانیہ یا طبقۂ اولیٰ میں ذکر کر رکھا ہو۔

۷: حافظ ابن حبان کے نزدیک امام سفیان بن عیینہ صرف ثقہ سے ہی تدلیس کرتے تھے۔ ہمیں اس آخری شق سے دو دلیلوں کے ساتھ اختلاف ہے:

۱: بعض اوقات سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ غیر ثقہ سے بھی تدلیس کر لیتے تھے۔ مثلاً دیکھئے تاریخ یحییٰ بن معین (روایۃ الدوری: ۹۷۹) کتاب الجرح والتعدیل (۱۹۱/۷) اور میری کتاب: توضیح الاحکام (ج۲ص ۱۴۹)

لہٰذا یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ اَغلبیہ ہے۔

۲: امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بعض اوقات ثقہ مدلس (مثلاً ابن جریج) سے بھی تدلیس کرتے تھے۔

دیکھئے الکفایہ (ص ۳۵۹۔۳۶۰ وسندہ صحیح) اور توضیح الاحکام (ج۲ص ۱۴۸)

میں نے یہ کہیں بھی نہیں پڑھا کہ سفیان بن عیینہ ثقہ مدلس راویوں سے بطورِ تدلیس صرف وہی روایات بیان کرتے تھے جن میں انھوں نے سفیان کے سامنے سماع کی تصریح کر رکھی ہوتی تھی، لہٰذا کیا بعید ہے کہ ثقہ مدلس نے ایک روایت تدلیس کرتے ہوئے بیان کی ہو اور سفیان بن عیینہ نے اس ثقہ مدلس کو سند سے گرا کر روایت بیان کر دی ہو، لہٰذا اس وجہ سے بھی ان کی معنعن روایت نا قابلِ اعتماد ہے۔ واللہ اعلم

۱۶) حسین بن عبداللہ الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) نے اپنے اصولِ حدیث والے رسالے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے اصول کو درج فرمایا ہے اور کوئی تردید نہیں کی، لہٰذا اس مسئلے میں وہ بھی شافعی سے متفق تھے۔

دیکھئے الخلاصۃ فی اصول الحدیث (ص۷۲ تحقیق صبحی سامرائی)

۱۷) ابوبکر الصیرفی (متوفی ۳۳۰ھ) نے (کتاب الرسالہ کی شرح) کتاب الدلائل والاعلام میں فرمایا: ”**کل من ظھر تدلیسه عن غیر الثقات لم یقبل خبره حتی یقول : حدثني أو سمعت**“ ہر وہ شخص جس کی تدلیس غیر ثقہ راویوں سے ظاہر ہو جائے تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی، اِلا یہ کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے/ یعنی سماع کی

تصریح کرے۔(النکت علیٰ مقدمۃ ابن الصلاح للزرکشی ص ۱۸۴)

تنبیہ: چونکہ کتاب الدلائل والاعلام میرے پاس موجود نہیں اور نہ مجھے اس کے وجود کا کوئی علم ہے، لہٰذا یہ حوالہ مجبوراً زرکشی سے لیا ہے اور دوسرے کئی علماء نے بھی صیرفی سے اس حوالے کو نقل کیا ہے (مثلاً دیکھئے شرح الفیۃ العراقی بالتبصرۃ والتذکرۃ ج ا ص ۱۸۳۔ ۱۸۴) نیز یہ کہ کتاب سے روایت جائز ہے اِلا یہ کہ اصل کتاب میں ہی طعن ثابت ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضعیف راوی سے ایک دفعہ بھی تدلیس کرنے والے ثقہ راوی کے بارے میں صیرفی کا یہ موقف تھا کہ اس کی صرف وہی روایت مقبول ہوتی ہے جس میں سماع کی تصریح ہو، لہٰذا امام شافعی کے اصول سے صیرفی بھی متفق تھے۔

۱۸) حافظ ابن حجر العسقلانی نے تدلیس الاسناد کے بارے میں کہا:

"**وحکم من ثبت عنه التدلیس إذا کان عدلاً ، أن لا یقبل منه إلا ما صرّح فیه بالتحدیث علی الأصح**" صحیح ترین بات یہ ہے کہ جس راوی سے تدلیس ثابت ہو جائے، اگرچہ وہ عادل ہو تو اُس کی صرف وہی روایت مقبول ہوتی ہے جس میں وہ سماع کی تصریح کرے۔ (نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر ص ٦٦، ومع شرح الملا علی القاری ص ۴۱۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ تدلیس ثابت ہو جانے پر بھی حافظ ابن حجر مدلس کا عنعنہ صحت کے منافی سمجھتے تھے۔

حافظ ابن حجر نے اپنے نزدیک طبقۂ ثانیہ کے ایک مدلس اعمش کے بارے میں کہا:

کیونکہ کسی سند کے راویوں کا ثقہ ہونا صحیح ہونے کو لازم نہیں ہے، چونکہ اعمش مدلس ہیں اور انھوں نے عطاء سے (اس حدیث میں) اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(التلخیص الحبیر ۳/۱۹ ح ۱۱۸۱، السلسلۃ الصحیحۃ ۱/۱٦۵ ح ۱۰۴)

۱۹) محمد بن اسماعیل الیمانی (متوفی ۱۱۸۲ھ) نے بھی حافظ ابن حجر کے مذکورہ قول (فقرہ: ۱۸) کو بطورِ جزم اور بغیر کسی تردید کے نقل کیا ہے۔ دیکھئے اسبال المطر علیٰ قصب

السکر (بتحقیق الشیخ محمد رفیق الاثری ص ۱۱۶۔۱۱۷)

۲۰) شیخ الاسلام سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی (متوفی ۸۰۵ھ) نے مقدمہ ابن الصلاح کی شرح میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی تردید نہیں کی، لہٰذا یہ ان کی طرف سے اصولِ مذکور کی موافقت ہے۔

دیکھئے محاسن الاصطلاح (ص ۲۳۵، تحقیق عائشہ عبدالرحمٰن بنت شاتی)

۲۱) برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب الابناسی (متوفی ۸۰۲ھ) نے بھی امام شافعی کے مذکورہ اصول کو نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی، لہٰذا یہ ان کی طرف سے اصولِ مذکور کی تائید ہے۔ دیکھئے الشذیٰ الفیاح (ج ۱ ص ۱۷۷)

ان کے علاوہ اور بھی کئی حوالے ہیں۔ مثلاً دیکھئے النکت علیٰ ابن الصلاح لابن حجر (۶۳۴/۲) وغیرہ

اصولِ حدیث کے اس بنیادی مسئلے کے خلاف عرب ممالک میں حاتم شریف العونی، ناصر بن حمد الفہد اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد وغیرہم نے منہج المتقدمین (والمتاخرین) کے نام سے ایک نیا اصول متعارف کرانے کی کوشش شروع کر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ مدلسین کی دو قسمیں ہیں:

۱: کثیر التدلیس مثلاً بقیہ بن الولید، حجاج بن ارطاۃ اور ابو جناب الکلبی وغیرہم

۲: قلیل التدلیس مثلاً قتادہ، اعمش، ہشیم، ثوری، ابن جریج اور ولید بن مسلم وغیرہم۔

دیکھئے منہج المتقدمین فی التدلیس لناصر بن حمد الفہد (ص ۱۵۵۔۱۵۶)

ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ قلیل التدلیس راوی کی صرف وہی روایت ضعیف ہوتی ہے جس میں اُس کا تدلیس کرنا ثابت ہو، ورنہ صحیح اور مقبول ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے منہج کی تائید میں درج ذیل دلیل پیش کرتے ہیں:

☆ یعقوب بن شیبہ نے کہا: میں نے علی بن المدینی سے پوچھا: جو شخص تدلیس کرتا ہے کیا وہ حدثنا نہ کہے تو حجت ہوتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: " **إذا كان الغالب عليه التدليس فلا**

حتی یقول : حدثنا " اگراس پر تدلیس غالب ہوتو جب تک حدثنا نہ کہے حجت نہیں ہوتا۔ (الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح ، منہج المتقد مین ص ۲۳ مقدمہ بقلم الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد)

عرض ہے کہ یہ قول آٹھ (۸) وجہ سے مرجوح اور نا قابلِ حجت ہے:

ا: یہ جمہور کے خلاف یعنی شاذ ہے جیسا کہ ہم نے بیس سے زیادہ علمائے کرام کے حوالوں سے ثابت کر دیا ہے اور باقی حوالے آگے آ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ

یاد رہے کہ اس قول یعنی الغالب علیہ التدلیس کو جمہور کا موقف قرار دینا غلط ہے۔

۲: اس قول کے راوی خطیب بغدادی نے روایت کے باوجود خود اس قول کی عملاً مخالفت کی۔ دیکھئے یہی مضمون فقرہ نمبر ۶

۳: محدثین متقدمین مثلاً تیسری صدی ہجری (۳۰۰ھ) تک تدلیس کرنے والے عام راویوں کے بارے میں محدثین کرام سے قلیل التدلیس اور کثیر التدلیس کی صراحتیں ثابت نہیں ہیں۔

۴: یہ مفہوم مخالف ہے اور نصِ صریح کے مقابلے میں مفہومِ مخالف حجت نہیں ہوتا۔

۵: یہ قول منسوخ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خود امام ابن المدینی نے سفیان ثوری کے بارے میں فرمایا: " **والناس یحتاجون في حدیث سفیان إلٰی یحیی القطان لحال الإخبار یعنی عليّ أن سفیان کان یدلس و أن یحیی القطان کان یوقفه علٰی ما سمع مما لم یسمع** " لوگ سفیان کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ علی بن المدینی کا خیال ہے کہ سفیان تدلیس کرتے تھے اور یحییٰ القطان ان کی صرف مصرح بالسماع روایتیں ہی بیان کرتے تھے۔ (الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

یاد رہے کہ منہج المتقد مین والے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو کثیر التدلیس نہیں سمجھتے بلکہ بہت سے علماء انھیں قلیل التدلیس سمجھتے ہیں، لہٰذا اگر سفیان ثوری کی عن والی اور غیر مصرح بالسماع روایتیں (جن میں صراحتاً تدلیس ثابت نہیں ہے) صحیح و مقبول ہوتیں تو پھر لوگ ان

کی روایات میں امام یحییٰ بن سعید القطان کے محتاج کیوں تھے؟

جب قلیل التدلیس راوی کی معنعن روایت میں سماع کی تصریح ضروری نہیں تو پھر یہاں لوگوں کا محتاج ہو کر یحییٰ القطان کی طرف رجوع کرنا نا قابلِ فہم ہے۔

یہاں پر بطورِ فائدہ عرض ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا:

" ما كتبت عن سفيان شيئاً إلا ما قال : حدثني أو حدثنا إلا حديثين..."

میں نے سفیان (ثوری) سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں وہ حدثنی یا حدثنا کہتے تھے، سوائے دو حدیثوں کے۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد ۲۰۷/۱ ت ۱۱۳۰، وسندہ صحیح، یاد رہے کہ ان دو روایتوں کو یحییٰ القطان نے بیان کر دیا تھا۔)

معلوم ہوا کہ یحییٰ القطان اس جدید منہج المتقدمین کے قائل نہیں تھے بلکہ اپنے استاذ امام سفیان ثوری کے عنعنے اور عدمِ تصریحِ سماع کو صحت کے لئے منافی سمجھتے تھے، ورنہ اتنی تکلیف کی ضرورت کیا تھی؟

۶: ابن المدینی کے اس قول کو نہ اہلِ حدیث نے قبول کیا ہے (مثلاً شیخ ارشاد الحق اثری صاحب نے ابوالزبیر، قتادہ، اعمش، ابراہیم نخعی اور محمد بن عجلان وغیرہم کی روایات پر تدلیس کی وجہ سے جرح کی ہے، اور نہ حنفیہ، شافعیہ، دیوبندیہ، بریلویہ اور دیگر لوگ اسے تسلیم کرتے ہیں، مثلاً سرفراز خان صفدر دیوبندی اور احمد رضا خان بریلوی وغیرہم نے کئی مدلس یا تدلیس کی طرف منسوب راویوں کی روایات پر تدلیس کی جرح کی ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

نیز دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج ۳ ص ۲۲۱، ۶۱۲)

عام کتبِ اصولِ حدیث میں بھی اس قول کو بطورِ حجت نقل نہیں کیا گیا بلکہ اس سے اغماض اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول غلط اور مرجوح ہے۔

۷: کون کثیر التدلیس تھا اور کون قلیل التدلیس تھا، اس مسئلے کو متقدمین سے ثابت کرنا اور عام مسلمانوں کو اس پر متفق کرنے کی کوشش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

۸: اختلافی مسائل کی کتابوں اور مناظراتِ علمیہ میں یہ اصول غیر مقبول ہے بلکہ اس کے

برعکس ثابت ہے۔

☆ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے مدلس راوی کے بارے میں فرمایا: "**لا یکون حجة فیما دلّس**" وہ جس میں تدلیس کرے تو حجت نہیں ہوتا۔ (الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

اس قول کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جو روایت عن سے بیان کرے تو حجت نہیں ہوتا۔ فی الحال اس مطلب کی تائید میں چار حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۱: امام ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی (متوفی ۲۱۸ھ) نے سفیان ثوری کے بارے میں فرمایا: "**إذا دلّس عنه یقول : قال عمرو بن مرة**" اور جب آپ اُن (عمرو بن مرہ) سے تدلیس کرتے تو فرماتے: عمرو بن مرہ نے کہا۔

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۱۱۹۳، وسندہ صحیح، علمی مقالات ج ا ص ۲۸۷)

معلوم ہوا کہ امام ابونعیم غیر مصرح بالسماع روایت کو دلس کہتے تھے۔

۲: طحاوی نے کہا: اور اس حدیث کو زہری نے عروہ سے نہیں سنا، انھوں نے تو اس کے ساتھ تدلیس کی ہے۔ (شرح معانی الآثار ۲/۱۷، علمی مقالات ج ا ص ۲۸۸)

یہاں زہری کی عن عروہ والی روایت کو "**دلس به**" قرار دیا گیا ہے۔

۳: محمد بن اسحاق بن یسار امام المغازی نے ایک حدیث امام زہری سے "**فذکر**" کہہ کر سماع کی تصریح کے بغیر بیان کی تو امام ابن خزیمہ نے "**إن صح الخبر**" کی صراحت کے ساتھ روایت کی صحت میں شک کیا اور فرمایا: "**أنا استثنیت صحة هذا الخبر لأني خائف أن یکون محمد بن إسحاق لم یسمع من محمد بن مسلم و إنما دلّسه عنه**" میں نے اس روایت کی صحت کا استثنا اس لئے کیا کہ مجھے ڈر ہے کہ محمد بن اسحاق نے محمد بن مسلم (الزہری) سے (اس روایت کو) نہیں سنا اور اُنھوں نے تو اس میں تدلیس کی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ ج ا ص ۷۱ ح ۱۳۷)

اس قول میں عدمِ تصریح سماع والی روایت پر تدلیس کا اطلاق کیا گیا ہے۔

۴: جریر بن حازم نے ابن ابی نجیح سے ایک روایت عن کے ساتھ بیان کی تو بیہقی نے

فرمایا:" **و هذا إسناد صحيح إلا أنهم يرون أن جرير بن حازم أخذه من محمد بن إسحاق ثم دلسه فإنه بين فيه سماع جرير من ابن أبي نجيح صار الحديث صحيحًا . و الله أعلم** "

اور یہ سند (بظاہر) صحیح ہے اِلا یہ کہ وہ لوگ (علماء) سمجھتے ہیں کہ جریر نے اسے محمد بن اسحاق سے لیا اور پھر اس میں تدلیس کر دی (یعنی بطورِ عن بیان کر دیا) پس اگر اس میں جریر کا ابن ابی نجیح سے سماع واضح ہو جائے تو حدیث صحیح ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

(السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۳۰، کتاب الحج باب جواز الذکر والانثی فی الھدایا)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ دلّس کا لفظ غیر مصرح بالسماع روایت بیان کرنے پر بھی بولا جا سکتا ہے، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ امام ابن معین کے مذکورہ قول کا وہی مفہوم لیا جائے جو جمہور محدثین وعلماء کی تحقیق کے مطابق ہے۔

یعقوب بن سفیان الفارسی رحمہ اللہ کے قول" **و حديث سفيان و أبي إسحاق و الأعمش ما لم يعلم أنه مدلس يقوم مقام الحجة** " [اور سفیان، ابو اسحاق اور اعمش کی حدیث، جب معلوم نہ ہو کہ اس میں تدلیس کی گئی ہے تو حجت کے مقام پر قائم یعنی حجت ہے۔] کا بھی یہی مطلب ہے جو امام ابن معین رحمہ اللہ کے قول کا بیان کیا گیا ہے۔

یہ کیسے معلوم ہو گا کہ سفیان ثوری، ابو اسحاق السبیعی اور اعمش نے فلاں حدیث میں تدلیس کی ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب آسان ہے کہ اگر ان کے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے تو قطعی فیصلہ ہو گیا کہ انھوں نے تدلیس نہیں کی اور اگر تصریح ثابت نہ ہو تو پھر اس بات کا قوی خوف اور ڈر ہے کہ ہو سکتا ہے انھوں نے اس روایت میں تدلیس کی ہو، کسی غیر ثقہ سے روایتِ مذکورہ کو سن کر اسے گرا دیا ہو جیسا کہ سفیان ثوری نے ایک حدیث اپنے نزدیک غیر ثقہ سے سنی تھی جس نے اسے عاصم سے بیان کیا تھا، پھر اسی روایت کو ثوری نے بغیر تصریح سماع کے عاصم سے بیان کر دیا تو اُن کے شاگرد ابو عاصم نے کہا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں .... سے تدلیس کی ہے۔

دیکھئے سنن الدارقطنی (۳/۲۰۱ ح ۳۴۲۳) اور علمی مقالات (ج ا ص ۲۵۲۔۲۵۳)

☆ منہج المتقدمین کے شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد حفظہ اللہ نے امام شافعی کے اصولِ تدلیس کو ''کلام نظری'' کہہ کر یہ عجیب و غریب دعویٰ کیا: بلکہ ہوسکتا ہے کہ شافعی نے اس (اصول) پر خود عمل نہیں کیا، کیونکہ انھوں نے اپنی کتابوں میں بعض جگہ ابن جریج کی معنعن روایات سے حجت پکڑی اور شافعی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ابن جریج نے یہ روایات اپنے اساتذہ سے سنی ہیں۔

دیکھئے کتاب الرسالہ (۴۹۸، ۸۹۰، ۹۰۳) اور برائے ابوالزبیر (الرسالہ: ۴۹۸، ۸۸۹)!!

عرض ہے کہ یہ کلام کئی وجہ سے باطل ہے:

۱: امام شافعی کا ''إسناده صحيح'' وغیرہ کہنے کے بغیر مجرد روایت بیان کرنا حجت پکڑنا نہیں ہے۔

۲: یہ ضروری نہیں ہے کہ مدلس کے سماع کی تصریح خود امام شافعی سے صراحتاً ثابت ہو بلکہ دوسری کتاب میں اس کی صراحت کافی ہے جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے مدلسین کی مرویات کے بارے میں علمائے کرام کا عمل جاری و ساری ہے۔

۳: روایاتِ مذکورہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

○ (الرسالہ: ۴۹۸) اس میں سماع کی تصریح کتاب الام (۱/۸۴) میں موجود ہے۔
دیکھئے الرسالہ کا حاشیہ ص ۱۷۸ نمبر ۹

○ (الرسالہ: ۸۹۰) ابن جریج کی عطاء سے روایت قوی ہوتی ہے، لہٰذا سماع کی یہاں ضرورت نہیں، دوسرے یہ کہ یہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ صحیح حدیث (السنن الصغریٰ للنسائی ۱/۲۸۴ ح ۵۸۶ ترقیم تعلیقات سلفیہ) کی تائید میں ہے۔

○ (الرسالہ: ۹۰۳) روایتِ مذکورہ موقوف ہے اور اس میں ابن جریج کے ابن ابی ملیکہ سے سماع کی تصریح اخبار مکہ للفاکہی (ج ۱ ص ۲۵۷ ح ۴۹۶ وسندہ حسن لذاتہ) میں موجود ہے۔

○ (الرسالہ: ۴۹۸) ابو الزبیر کے سماع کی تصریح سنن النسائی (۱/۲۸۴ ح ۵۸۶) میں موجود ہے۔

○ (الرسالہ: ۸۸۹) اس میں ابو الزبیر کے سماع کی تصریح سنن النسائی (۵۸۶) میں موجود ہے۔

○ ایک شخص نے کتاب الرسالہ کے فقرہ: ۱۲۲۰، کا حوالہ بھی امام شافعی کے اصول کے خلاف بطورِ رد پیش کیا ہے، حالانکہ اسی حوالے میں " أخبـــره " کے ساتھ سماع کی تصریح موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ شیخ عبداللہ السعد کا امام شافعی پر معارضہ پیش کرنا باطل ہے۔

منہج المتقدمین کے نام سے بعض جدید علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ثقہ مدلس کی غیر مصرح بالسماع (عن والی) ہر روایت صحیح و مقبول ہوتی ہے اِلا یہ کہ کسی خاص روایت میں صراحتاً تدلیس ثابت ہو تو وہ ضعیف ہو جاتی ہے۔!!

اس مرجوح اور غلط منہج کی تردید کے لئے ہمارے ذکر کردہ اکیس (۲۱) حوالے کافی ہیں، تاہم مزید حوالے بھی پیشِ خدمت ہیں:

۲۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے قتادہ عن ابی نضرہ والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا:

" ولم يذكر قتادة سماعًا من أبي نضرة في هذا "

اور قتادہ نے ابو نضرہ سے اس روایت میں اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ (جزء القراءۃ: ۱۰۴)

معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک مدلس کا سماع کی تصریح نہ کرنا صحتِ حدیث کے منافی ہے۔

۲۳) اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عطاء بن ابی رباح عن (ابن) عمر والی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے امام ابن خزیمہ نے فرمایا: دوسری بات یہ ہے کہ اعمش مدلس ہیں، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ الخ

(کتاب التوحید ص ۳۸، علمی مقالات ج ۳ ص ۲۲۰)

۲۴) امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) نے فرمایا: میں قتادہ کے منہ کو دیکھتا

رہتا، جب آپ کہتے: میں نے سنا ہے یا فلاں نے ہمیں حدیث بیان کی، تو میں اسے یاد کر لیتا اور جب آپ کہتے: فلاں نے حدیث بیان کی، تو میں اسے چھوڑ دیتا تھا۔

(تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶۹، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام شعبہ بھی مدلس کی عدمِ تصریحِ سماع والی روایت کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔ نیز دیکھئے علمی مقالات (ج ۱ ص ۲۶۱۔۲۶۲)

۲۵) حافظ ابن عبدالبر نے کہا: اور انھوں (محدثین) نے فرمایا: اعمش کی تدلیس (یعنی عن والی روایت) غیر مقبول ہے، کیونکہ انھیں جب (معنعن روایت کے بارے) پوچھا جاتا تو غیر ثقہ کا حوالہ دیتے تھے۔ الخ (التمہید ج ۱ ص ۳۰، علمی مقالات ج ۱ ص ۲۷۰)

ابن عبدالبر سے اس کے علاوہ تاسف والا ایک گول مول قول بھی موجود ہے۔

(دیکھئے التمہید ۱۹/ ۲۸۷)

لیکن وہ قول جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے۔

۲۶) محمد بن فضیل بن غزوان (متوفی ۱۹۵ھ) نے کہا: مغیرہ (بن مقسم) تدلیس کرتے تھے، پس ہم اُن سے صرف وہی روایت لکھتے جس میں وہ حدثنا ابراہیم کہتے تھے۔

(مسند علی بن الجعد ۱/ ۴۳۰ ح ۶۶۳ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ: ۶۴۴، علمی مقالات ج ۱ ص ۲۸۷)

معلوم ہوا کہ محمد بن فضیل بھی مدلس کی وہ روایت، جس میں سماع کی تصریح نہ ہو ضعیف و مردود سمجھتے تھے۔

۲۷) ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ) نے کہا: " **و معنعن الأعمش عرضة لتبين الإنقطاع فإنه مدلس** " اور اعمش کی معنعن (عن والی) روایت انقطاع بیان کرنے کا نشانہ اور ہدف ہے کیونکہ وہ مدلس ہیں۔ (بیان الوہم والایہام ۲/ ۴۳۵ ح ۴۴۱)

اگر مدلس کی عن والی روایت مطلقاً صحیح ہوتی ہے تو پھر انقطاع کے ہدف اور نشانہ ہونے کا کیا مطلب؟!

۲۸) زہری عن عروہ والی ایک روایت کے بارے میں امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا:

”الزهری لم یسمع من عروة هذا الحدیث فلعله دلّسه“

زہری نے عروہ سے یہ حدیث نہیں سنی، لہٰذا ہوسکتا ہے کہ انھوں نے اس میں تدلیس کی ہو۔

(علل الحدیث ۱/۳۲۴ ح ۹۶۸)

۲۹) امام یحییٰ بن سعید القطان بھی مدلس کی تصریحِ سماع نہ ہونے کو صحتِ حدیث کے منافی سمجھتے تھے، جیسا کہ اُن کے عمل سے ثابت ہے۔

مثلاً دیکھئے یہی مضمون (فقرہ:۲۱) ابن المدینی رحمہ اللہ کے قول کا رد نمبر۴

۳۰) ابن الترکمانی حنفی نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:

اس میں تین علتیں (وجۂ ضعف) ہیں: ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے... (الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲، الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۷)

معلوم ہوا کہ ابن الترکمانی کے نزدیک بھی ہر روایت میں مدلس راوی کے سماع کی تصریح کا ثبوت ضروری ہے اور مطلقاً عدمِ تصریحِ سماع والی روایت معلول یعنی ضعیف ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں، مثلاً عینی حنفی نے کہا: اور سفیان (ثوری) مدلسین میں سے تھے اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اُس کی تصریحِ سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔ (عمدۃ القاری ۳/۱۱۲، الحدیث حضرو: ۶۶ ص ۲۷، عدد ۶۷ ص ۱۶)

اب عصرِ حاضر کے بعض اہلِ حدیث علماء کے دس حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۳۱) مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے حافظ ابن حجر کے نزدیک طبقۂ ثالثہ وطبقۂ ثانیہ کے مدلسین کی معنعن اور غیر مصرح بالسماع روایات کو غیر صحیح اور ضعیف قرار دیا ہے، جیسا کہ اس مضمون کے بالکل شروع میں باحوالہ بیان کر دیا گیا ہے۔

۳۲) مولانا محمد داود ارشد صاحب نے امام سفیان ثوری کو مدلس قرار دینے کے بعد لکھا:

”جب یہ بات متحقق ہوگئی کہ سفیان ثوری مدلس ہیں، تو اب سنئے کہ زیر بحث احادیث میں امام سفیان ثوری نے تحدیث کی صراحت نہیں کی بلکہ معنعن مروی ہے، اور مدلس راوی کی روایت سماع کی صراحت کے بغیر ضعیف ہوتی ہے۔“ الخ (حدیث اور اہلِ تقلید ج ۱ ص ۲۲۳)

۳۳) ذہبیٔ عصر حقاً شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی المکی رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی ایک معنعن روایت کو معلول قرار دیتے ہوئے پہلی علت یہ بیان کی کہ سفیان تدلیس کرتے تھے اور کسی سند میں اُن کے سماع کی تصریح نہیں ہے۔ دیکھئے التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل (ج ۲ ص ۲۰) اور الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۸

۳۴) محترم مبشر احمد ربانی صاحب نے اعمش کی ایک روایت پر دوسری جرح درج ذیل الفاظ میں لکھی:

''اعمش مدلس ہیں اور ضعفاء و مجاہیل سے تدلیس کر جاتے ہیں اور اس روایت میں انھوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔'' (احکام و مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں ج ۱ ص ۱۷۶، طبع اول ۲۰۰۸ء)

نیز دیکھئے آپ کے مسائل اور ان کا حل (ج ۳ ص ۵۳، ج ۳ ص ۵۷۔ ۵۸)

معلوم ہوا کہ ربانی صاحب کے نزدیک مدلس کی معنعن روایت (غیر صحیحین میں) ضعیف ہوتی ہے اور اس سلسلے میں اُن سے رابطہ کر کے مزید معلومات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

۳۵) مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب جرابوں پر مسح والی ایک روایت کو ضعیف قرار دیا اور فرمایا: '' **في سنده الأول الأعمش وهو مدلس و رواه عن الحكم بالعنعنة ولم يذكر سماعه منه ...** ''

اس کی پہلی سند میں اعمش ہیں اور وہ مدلس ہیں، انھوں نے اسے حکم (بن عتیبہ) سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور اُن سے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ الخ

(تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۰۱ تحت ح ۹۹ باب فی المسح علی الجوربین والنعلین)

۳۶) حافظ ابن حجر کی طبقات المدلسین کے نزدیک طبقۂ ثانیہ کے مدلس یحییٰ بن ابی کثیر کے بارے میں سعودی عرب کے مشہور شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

'' **و يحيى مدلس و المدلس إذا لم يصرح بالسماع لم يحتج به إلا ما كان في الصحيحين** '' اور یحییٰ مدلس ہیں اور مدلس اگر سماع کی تصریح نہ کرے تو اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی اِلا یہ کہ جو کچھ صحیحین میں ہے/ تو وہ حجت ہے۔

(مجموع فتاویٰ ابن باز ج ۲۶ ص ۲۳۶ بحوالہ مکتبہ شاملہ)

نیز دیکھئے حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب کی کتاب: احکام ومسائل (ج ۱ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

۳۷) مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ نے مدلس کی عن والی روایت کے بارے میں عام اصول بیان فرمایا کہ ''مدلس کی معنعن روایت ناقابل قبول ہے۔''

(ضعیف اور موضوع روایات ص ۶۸، کتاب الایمان سے تھوڑا پہلے، دوسرا نسخہ ص ۶۶)

گوندلوی صاحب نے سفیان ثوری کی تدلیس (عنعنے) کو روایت کی علت (وجۂ ضعف) قرار دیا ہے۔ دیکھئے صحیح سنن الترمذی مترجم (ج ۱ ص ۱۹۲)

اور فرمایا: ''اس روایت کے ضعف کی وجہ سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔ سفیان مدلس ہیں اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ روایت بھی عن سے ہے، جس وجہ سے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا۔'' (صحیح سنن الترمذی مترجم ج ۱ ص ۱۹۳)

گوندلوی صاحب نے اپنی ایک سابقہ بات سے رجوع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''راقم نے خیر البراہین میں لکھا تھا کہ سفیان کی تدلیس مضر نہیں مگر (صح وفی الاصل: بگر) بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ مضر ہے۔'' (ضعیف اور موضوع روایات ص ۲۵۹ کا حاشیہ، طبع ثانی ستمبر ۲۰۰۶ء)

۳۸) ملک عبدالعزیز مناظر ملتانی رحمہ اللہ ([سابق] مہتمم مدرسہ عربیہ دارالحدیث محمدیہ ملتان) نے قتادہ کی ایک روایت کے بارے میں فرمایا:

''قتادہ چونکہ مدلس اور عنعن سے روایت کرتا ہے، ایسی حدیث قابلِ حجت نہیں ہوتی''

(فیصلہ رفع الیدین، تبرید العینین فی اثبات رفع الیدین ص ۳۴، استیصال التقلید و دیگر رسائل ص ۹۰)

۳۹) مولانا محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید البنارسی رحمہ اللہ نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا:

''...خود معلوم اور قابل حجت وتسلیم نہیں کیونکہ اس کا ایک راوی سفیان ثوری مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے...'' الخ (تذکرۃ المناظرین از قلم محمد مقتدی اثری عمری ص ۳۳۵)

۴۰) حافظ ابن حجر کے نزدیک طبقۂ ثانیہ کے مدلس زکریا بن ابی زائدہ کے بارے میں

مولانا خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''گذارش ہے کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ والی سند میں زکریا بن ابی زائدہ مدلس ہے جو عن سے روایت کرتا ہے۔''

(حدیث اور غیر اہلِ حدیث بجواب حدیث اور اہلحدیث ص ۷۲)

منہج المتقدمین والے نہ تو امام شافعی رحمہ اللہ کے بیان کردہ اُصول کو مانتے ہیں اور نہ حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم پر یقین رکھتے ہیں، لہٰذا عرض ہے کہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ (سابق) مہتمم جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس حدیث کی سند میں امام قتادہ ہیں۔ جو تیسرے طبقے کے مدلسین سے ہیں۔ اور وہ عن کے ساتھ روائت کرتے ہیں۔ یعنی یہ نہیں کہتے کہ میں نے یہ حدیث سنی۔ اور ایسی حدیث حجت نہیں ہوتی۔'' الخ (خیر الکلام ص ۱۵۹، دوسرا نسخہ ص ۱۲۳)

نیز دیکھئے توضیح الکلام (ج ۲ ص ۲۹۵، دوسرا نسخہ ص ۷۰۰ بلفظ مختلف)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں اور عصرِ حاضر میں مسلک حق کا دفاع کرنے والے مناظرین مثلاً محترم ابو الاسجد محمد صدیق رضا وغیرہ اسی منہج پر قائم ہیں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اور یہی مفتیٰ بہ قول ہے اور اسی پر عمل ہے۔

ان چالیس حوالوں کے بعد بریلویوں اور دیوبندیوں کے دس حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۴۱) احمد رضا خان بریلوی نے عبدالرحمٰن بن ابی نجیح المکی المفسر (طبقہ ثالثہ عند ابن حجر) کی ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے: ''اس کا مدار ابن ابی نجیح پر ہے وہ مدلس تھا اور یہاں روایت میں عنعنہ کیا اور عنعنۂ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نا مستند ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات ج ۵ ص ۲۴۵)

شریک القاضی (طبقہ ثانیہ عند ابن حجر) پر بھی احمد رضا خان نے تدلیس والی جرح بطورِ رضامندی نقل کی ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ (ج ۲۴ ص ۲۳۹)

۴۲) بریلویوں کے مناظر محمد عباس رضوی بریلوی رضا خانی نے سفیان ثوری کی ایک

روایت کے بارے میں لکھا ہے:

''یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا۔''

(مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹)

عباس رضوی نے سلیمان الاعمش کی ایک معنعن روایت کے بارے میں کہا:

''اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن: سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔''

(واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۵۱)

۴۳) غلام مصطفیٰ نوری بریلوی نے سعید بن ابی عروبہ (طبقۂ ثانیہ عند ابن حجر) کی روایت کے بارے میں لکھا ہے: ''لیکن اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں لیکن مدلس ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے قتادہ سے لفظ عن کے ساتھ کی ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی۔''

(ترکِ رفع یدین ص ۴۲۵ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے۔فیصل آباد)

۴۴) محمد شریف کوٹلوی بریلوی نے سفیان ثوری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا: ''اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔'' (فقہ الفقیہ ص ۱۳۴)

۴۵) محمود احمد رضوی بریلوی نے کہا: ''اور یہ بھی مسلم ہے کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو روایت متصل نہیں قرار پائے گی ... لہٰذا یہ روایت منقطع ہوگی اور قابل حجت نہ رہے گی۔'' (فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری حصہ سوم ص ۴۰۶، دیکھئے علمی مقالات ج ۳ ص ۶۱۳۔۶۱۴)

۴۶) حسین احمد مدنی ٹانڈوی دیوبندی نے امام سفیان ثوری کی روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا: ''اور سفیان تدلیس کرتا ہے۔'' (تقریر ترمذی ص ۳۹۱ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

۴۷) سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:

''مُدلِّس راوی عَنْ سے روایت کرے تو وہ حجّت نہیں اِلّا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی

ثقہ متابع ہو مگر یہ یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔ (مقدمہ نووی ص ۱۸، فتح المغیث ص ۷۷ وتدریب الراوی ص ۱۴۴)''

(خزائن السنن ج ۱ ص ۱)

۴۸) فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا ہے:

''حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حكم من ثبت عنه التدليس اذا كان عدلاً ان لا يقبل منه الا ما صرح فيه بالتحديث على الاصح (نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر ص ۴۵)	عادل راوی سے جب ایک مرتبہ تدلیس ثابت ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی وہی روایت مقبول کی جائے گی جس میں تحدیث کی تصریح ہوگی

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا بیان کردہ یہ حکم تمام علماء اصول کے ہاں متفق علیہ ہے علامہ عراقی رحمہ اللہ، علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کے مقدمہ تمہید سے مدلس کا یہی حکم نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فهذا ما لا اعلم فيه ايضًا خلافًا (التقیید والایضاح ص)	اس حکم میں علماء اصول کا کوئی اختلاف میرے علم میں نہیں ہے۔''

(خاتمۃ الکلام ص ۴۷۶)

۴۹) ایک غالی دیوبندی امداد اللہ انور تقلیدی نے ایک روایت کے بارے میں کہا:

''اس کی سند میں اعمش راوی مدلس ہیں۔ اس نے عنعن سے روایت کی ہے اور اس کا سماع حکم سے ثابت ثابت نہیں ہے۔'' (مستند نماز حنفی ص ۳۵)

۵۰) محمد الیاس فیصل دیوبندی نے لکھا ہے:

''اس کی سند میں اعمش راوی مدلّس ہے۔ اس نے عَنعَن سے روایت کی ہے اور اس کا سماع حکم سے ثابت نہیں ہے۔'' (نمازِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۵)

ان حوالوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ جمہور محدثین کرام اور علمائے حق کے نزدیک مدلس

راوی کی عن والی روایت (غیر صحیحین میں) حجت نہیں ہے، اور اسے ''سرتا سر حقیقت کے منافی'' قرار دینا غلط ہے نیز اہلِ حق کے علاوہ دوسرے فرقوں سے بھی یہی اصول ومنہج ثابت ہے، لہٰذا منہج المتقدمین والوں کا بعض شاذ اقوال لے کر کثیر التدلیس اور قلیل التدلیس کا شوشہ چھوڑ کر مسئلۂ تدلیس کا انکار باطل ومردود ہے۔

اس تحقیقی مضمون میں بیان کردہ پچاس حوالوں کے مذکورین کے نام علی الترتیب الھجائی درج ذیل ہیں:

ابن الترکمانی حنفی (۳۰)	ابن الصلاح (۷)
ابن القطان الفاسی (۲۷)	ابن الملقن (۹)
ابن باز (۳۶)	ابن حبان (۱۵)
ابن حجر العسقلانی (۱۸)	ابن خزیمہ (۲۳)
ابن عبدالبر (۲۵)	ابن کثیر (۱۰)
ابناسی (۲۱)	ابوالقاسم بنارسی (۳۹)
ابوبکر الصیرفی (۱۷)	ابوحاتم الرازی (۲۸)
احمد بن حنبل (۲)	احمد رضا خان بریلوی (۴۱)
ارشاد الحق اثری (۳۱)	اسحاق بن راہویہ (۳)
اسماعیل بن یحییٰ المزنی (۴)	امداد اللہ انور (۴۹)
بخاری (۲۲)	بلقینی (۲۰)
بیہقی (۵)	حسین احمد مدنی (۴۶)
حسین الطیبی (۱۶)	خطیب بغدادی (۶)
خواجہ محمد قاسم (۴۰)	داود ارشد (۳۲)
زکریا الانصاری (۱۳)	سخاوی (۱۲)
سرفراز خان صفدر (۴۷)	سیوطی (۱۴)

شافعی (۱)	شعبہ (۲۴)
عباس رضوی (۴۲)	عبدالرحمٰن بن مہدی (۲)
عبدالرحمٰن مبارکپوری (۳۵)	عبدالعزیز ملتانی (۳۸)
عراقی (۱۱)	غلام مصطفیٰ نوری (۴۳)
فقیراللہ دیوبندی (۴۸)	مبشر ربانی (۳۴)
محمد الیاس فیصل (۵۰)	محمد بن امیر الصنعانی (۱۹)
محمد بن فضیل بن غزوان (۲۶)	محمد شریف کوٹلوی (۴۴)
محمد یحییٰ گوندلوی (۳۷)	محمود احمد رضوی (۴۵)
معلّمی (۳۳)	نووی (۸)
یحییٰ القطان (۲۹)	

☆ امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''و إنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث ممن روى عنهم - إذا كان الراوي ممن عرف بالتدليس فى الحديث و شهر به فحينئذ يبحثون عن سماعه في روايته و يتفقدون ذلك منه، كي تنزاح عنهم علة التدليس ''

جس نے بھی راویانِ حدیث کا سماع تلاش کیا ہے تو اس نے اس وقت تلاش کیا ہے جب راوی حدیث میں تدلیس کے ساتھ معروف (معلوم) ہو اور اس کے ساتھ مشہور ہو تو اس وقت روایت میں اس کا سماع دیکھتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں تا کہ راویوں سے تدلیس کا ضعف دور ہو جائے۔ (مقدمہ صحیح مسلم طبع دارالسلام ص۲۲ ب)

اس عبارت کی تشریح میں ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے:

'' و هذا يحتمل أن يريد به كثرة التدليس في حديثه ويحتمل أن يريد [به] ثبوت ذلك عنه و صحته فيكون كقول الشافعي '' اور اس میں احتمال ہے کہ اس سے حدیث میں کثرتِ تدلیس مراد ہو، اور (یہ بھی) احتمال ہے کہ اس سے تدلیس کا ثبوت

مراد ہو، تو یہ شافعی کے قول کی طرح ہے۔ (شرح علل الترمذی ج ۱ ص ۳۵۴)
عرض ہے کہ اس سے دونوں مراد ہیں یعنی اگر راوی کثیر التدلیس ہو تو بھی اس کی معنعن روایت (اپنی شروط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے، اور اگر راوی سے (ایک دفعہ ہی) تدلیس ثابت ہو جائے تو پھر بھی اس کی معنعن روایت (اپنی شروط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے۔

☆ بعض الناس نے الکفایہ (ص ۴۷۴، دوسرا نسخہ ۲/ ۴۰۹ رقم ۱۱۹۰) سے معنعن روایت کے بارے میں امام حمیدی کا ایک قول پیش کیا ہے۔

عرض ہے کہ اس عبارت میں تدلیس کا لفظ یا معنی موجود نہیں بلکہ عمرو بن دینار عن عبید بن عمیر میں یہ اشارہ ہے کہ اس سے غیر مدلس کی معنعن روایات مراد ہیں۔

☆ بطورِ لطیفہ عرض ہے کہ ہمارے علاقے میں ایک مشہور قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھا ہوا آری کے ساتھ اُسے کاٹ رہا تھا، جس حصے کو وہ کاٹ رہا تھا وہ درخت کی طرف تھا اور یہ خود دوسری طرف بیٹھا ہوا تھا، پھر نتیجہ کیا ہوا؟

دھڑام سے نیچے آ رہا اور ایسی ''پھکی'' ملی کہ دن میں بھی تارے نظر آ گئے۔

بالکل یہی معاملہ اُس شخص کا ہے جو ایک طرف منہج المتقدمین کے نام سے تدلیس کے دو حصے (کثیر و قلیل) بنا کر مدلسین کی معنعن روایات کو صحیح سمجھتا ہے اور دوسری طرف اعمش وغیرہ مدلسین (جن کا کثیر التدلیس ہونا متقدمین سے صراحتاً ثابت نہیں) کی معنعن روایات کو ضعیف سمجھتا ہے۔ یہ شخص اگر نیچے نہ گرے تو کیا آسمان میں اُڑے گا؟!

آخر میں عرض ہے کہ تدلیس کے مسئلے میں دو باتوں کی تحقیق انتہائی ضروری ہے:

۱: کیا راوی واقعی مدلس تھا یا نہیں؟ اگر مدلس نہیں تھا تو بری من التدلیس ہے، مثلاً ابو قلابہ الجرمی اور بخاری وغیرہما، لہٰذا اُن کی معنعن روایت (اپنی شروط کے ساتھ) مقبول ہے۔

۲: ارسالِ خفی اور ارسالِ جلی کی تحقیق کر کے مسئلہ واضح کر دیا جائے۔

کاش کہ اپنے قلم کو تناقضات کی وادیوں میں دوڑانے والے صحیح تحقیق کا راستہ اختیار کر کے اس طرف بھی اپنی توجہ مبذول فرمائیں۔ (۲/ اگست ۲۰۱۰ء)

تدلیس اور محدثین کرام

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علٰی رسوله الأمین، أما بعد:

محدثینِ کرام اور علمائے حدیث کے دس (۱۰) حوالے پیشِ خدمت ہیں، جن میں انھوں نے تدلیس والی (معنعن اور غیر مصرح بالسماع) روایات پر جرح اور کلام کیا ہے:

۱) امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے قتادہ عن ابی نضرہ والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا: ''**ولم یذکر قتادة سماعًا من أبي نضرة في هذا**'' اور قتادہ نے ابونضرہ سے اس روایت میں اپنے سماع کا تذکرہ نہیں کیا۔ (جزء القراءۃ ص ۳۰ حدیث: ۷۰)

۲) ایک روایت ''**الثوري عن الأعمش عن إبراهیم التیمي عن أبیه عن أبي ذر**'' کی سند سے مروی ہے۔ اس کے بارے میں امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا:

''**هذا حدیث باطل، یروون أن الأعمش أخذه من حکیم بن جبیر عن إبراهیم عن أبیه عن أبي ذر**'' یہ حدیث باطل ہے، ان (محدثین) کا خیال ہے کہ اسے اعمش نے حکیم بن جبیر ''**عن إبراهیم عن أبیه عن أبي ذر**'' سے لیا ہے۔

(علل الحدیث ج ۲ ص ۴۰۶ ح ۲۷۲۴)

ایک روایت میں امام سفیان بن عیینہ نے سماع کی تصریح نہیں کی تو امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا: ''**ولم یذکر ابن عیینة في هذا الحدیث الخبر، وهذا أیضًا مما یوهّنه**'' اور ابن عیینہ نے اس حدیث میں سماع کی تصریح نہیں کی، اور یہ بھی اسے ضعیف قرار دیتا ہے۔ (علل الحدیث ج ۱ ص ۲۳۲ فقرہ: ۶۰)

۳) امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم مدلس کی کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک وہ **حدثني** یا **سمعت** نہ کہے۔ (الرسالہ ص ۵۳، دوسرا نسخہ ص ۳۸۰)

نیز دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج ۱ ص ۲۸۳)

۴) حافظ ابن حبان نے فرمایا: وہ ثقہ راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے مثلاً: قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابواسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ہشیم۔
بعض اوقات یہ اپنے اس شیخ سے، جس سے سُنا تھا وہ روایت بطورِ تدلیس بیان کردیتے جسے انھوں نے ضعیف نا قابلِ حجت لوگوں سے سنا تھا۔ پس مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو، جب تک **حدثني یاسمعت** نہ کہے تو اس کی حدیث سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔

(کتاب المجروحین ج ا ص ۹۲، علمی مقالات ج ا ص ۲۶۷)

حافظ ابن حبان نے مزید فرمایا: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں، ہم اُن کی صرف اُن مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں۔ مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابواسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے... الخ

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ا ص ۹۰، علمی مقالات ج ا ص ۲۶۶)

۵) حافظ ابن الجوزی نے امام اعمش کی عن والی ایک روایت کے بارے میں کہا:
یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا: اس حدیث کی اصل نہیں ہے۔ اس میں کوئی (ثقہ غیر مدلس) اعمش سے یہ نہیں کہتا کہ ہمیں ابوصالح نے حدیث بیان کی ہے۔ اور اعمش ضعیف راویوں سے حدیث بیان کرتے (یعنی تدلیس کرتے) تھے۔

(العلل المتناہیہ ج ا ص ۴۳۷)

٦) حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: کیونکہ کسی سند کے راویوں کا ثقہ ہونا صحیح ہونے کو لازم نہیں ہے، چونکہ اعمش مدلس ہیں اور اس نے عطاء سے اپنا سماع (اس حدیث میں) ذکر نہیں کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر ج ۳ ص ۱۹، السلسلۃ الصحیحۃ ج ا ص ۱۶۵)

۷) حافظ ذہبی نے اعمش کی ایک غیر مصرح بالسماع روایت کے بارے میں فرمایا:
اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اعمش مدلس ہیں... الخ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۳۶۲)

۸) ابن القطان الفاسی المغربی نے فرمایا: ''**و معنعن الأعمش عرضۃ لتبیّن الإنقطاع فإنہ مدلس**'' اعمش کی عن والی روایت انقطاع کے بیان کا نشانہ ہے، کیونکہ

وہ مدلس تھے۔ (بیان الوہم والا یہام ج ۲ ص ۴۳۵ ح ۴۴۱)

۹) حافظ ابن الصلاح نے کہا: "**والحكم بأنه لا يقبل من المدلس حتى يبين ، قد أجراه الشافعي رضي الله عنه فيمن عرفناه دلس مرة والله أعلم**"

اور فیصلہ اس پر ہے کہ مدلس جب تک (سماع کا) بیان نہ کرے تو اُس سے (کسی روایت کو) قبول نہ کیا جائے، اسے (امام) شافعی رضی اللہ عنہ (!) نے اُس کے بارے میں جاری فرمایا، جس کا صرف ایک دفعہ تدلیس کرنا ہمیں معلوم ہو جائے۔ واللہ اعلم

(مقدمہ ابن الصلاح مع شرح العراقی ص ۹۹)

۱۰) اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عطاء بن ابی رباح عن (ابن) عمر والی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے امام ابن خزیمہ نے فرمایا: دوسری بات یہ ہے کہ اعمش مدلس ہیں، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا اور تیسری بات یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت بھی مدلس ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ انھوں نے اسے عطاء سے سنا ہے۔

(کتاب التوحید ص ۳۸)

اس طرح کی دوسری مثالوں کے لئے دیکھئے علمی مقالات (ج ۱ ص ۲۵۱ تا ۲۹۰)

تدلیس اور حنفیہ

۱: طحاوی حنفی نے امام زہری رحمہ اللہ کے بارے میں کہا: انھوں نے تدلیس کی ہے۔

(شرح معانی الآثار ۱/۵۵، باب مس الفرج)

اور انھوں نے قتادہ کو مدلس قرار دیا۔ دیکھئے مشکل الآثار (طبع جدید ج ۱۰ ص ۴۳۲)

۲: ابن الترکمانی حنفی نے امام سفیان ثوری کو مدلس کہا۔

دیکھئے الجوہر النقی (ج ۸ ص ۲۶۲)

اور قتادہ کو مدلس کہا۔ (الجوہر النقی ج ۲ ص ۲۹۸، نیز دیکھئے ج ۷ ص ۱۲۶)

۳: عینی حنفی نے سفیان ثوری کے بارے میں کہا:

اور سفیان مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی اِلا یہ

کہ اس کا سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔ (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۱۲)

٤: کرمانی حنفی نے بھی سفیان ثوری کو مدلس قرار دیا۔

دیکھئے شرح صحیح البخاری (ج ۳ ص ٦۲ ح ۲۱۳)

٥: ملا علی قاری نے بتایا کہ اعمش اور سفیان ثوری وغیرہما تدلیس کرتے تھے۔

دیکھئے شرح شرح نخبۃ الفکر للقاری (ص ٤۲۰)

٦: عبدالحق دہلوی نے بتایا کہ جو شخص ضعیف راویوں وغیرہم سے تدلیس کرتا تھا تو جمہور کے نزدیک اُس کی روایت مردود ہے اِلا یہ کہ سماع کی تدلیس کرے۔

(مقدمہ فی اصول الحدیث ص ٤۷، ٤۸ مفہوماً)

۷: شریف جرجانی حنفی نے اعمش اور ثوری وغیرہما کی تدلیس کا ذکر کیا اور ان کی غیر مصرح بالسماع روایت کو مرسل کے حکم میں قرار دیا۔

دیکھئے رسالۃ فی اصول الحدیث للجرجانی (ص ۹۰، ۹۱)

۸: زیلعی حنفی نے شیخ تقی الدین سے قتادہ کے بارے میں نقل کیا کہ " **وهو إمام في التدليس** " اور وہ تدلیس میں امام ہیں۔ (نصب الرایہ ج ۳ ص ۱۵۵)

۹: کوثری حنفی (وجہمی) نے کہا: " **وقتادة مدلس و قد عنعن** "

اور قتادہ مدلس ہیں اور انھوں نے عن سے روایت کی ہے۔ (النکت الطریفہ ص ۱۵۰، العقیقہ)

۱۰: احمد علی سہارنپوری نے قتادہ کے بارے میں کہا:

" **لأنه مدلس** " کیونکہ وہ مدلس ہیں۔ (صحیح بخاری، درسی نسخے کا حاشیہ ج ۲ ص ٦٤۷ ح ۱۱ کے بعد)

اس طرح کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔

تدلیس اور آلِ دیوبند

۱: سرفراز خان صفدر نے سفیان ثوری کا مدلس ہونا تسلیم کیا ہے۔

دیکھئے خزائن السنن (ج ۲ ص ۷۷)

۲: ماسٹر امین اوکاڑوی نے سفیان ثوری کو مدلس قرار دیا۔

دیکھئے مجموعہ رسائل (ج ۳ ص ۳۳۱)

۳: شیر محمد مماتی دیوبندی نے سفیان ثوری کو مدلس کہا۔

دیکھئے آئینۂ تسکین الصدور (ص ۹۰، ۹۲)

٤: عمرو نے کہا: ''اس وجہ سے قتادہ کا سماع ابو غلاب سے ثابت نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ مدلس ہیں۔'' اس کے جواب میں اشرفعلی تھانوی نے کہا:

''ظاہراً تو قول عمرو کا صحیح بلکہ متعین معلوم ہوتا ہے'' (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۸۴)

۵: حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے امام سفیان ثوری کے بارے میں کہا:

''اور سفیان تدلیس کرتا ہے۔'' (تقریر ترمذی ص ۳۹۱)

٦: محمد تقی عثمانی نے کہا:

''سفیان ثوریؒ اپنی جلالتِ قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے ہیں''

(درس ترمذی ج ۱ ص ۵۲۱)

۷: سرفراز صفدر کے استاذ عبدالقدیر دیوبندی نے امام بیہقی پر رد کرتے ہوئے کہا:

''علامہ بیہقیؒ پر تعجب ہے کہ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ قتادہ مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے اس کو استدلال میں لے کر اپنا مطلب نکال گئے ہیں...'' (تدقیق الکلام ج ۱ ص ۱۰۶)

۸: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

عادل راوی سے جب ایک مرتبہ تدلیس ثابت ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں تحدیث کی تصریح ہوگی۔ (نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر ص ۶۵)

یہ عبارت نقل کر کے فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا: ''حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا بیان کردہ یہ حکم تمام علماء اصول کے ہاں متفق علیہ ہے علامہ عراقی رحمہ اللہ، علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کے مقدمۂ تمہید سے مدلس کا یہی حکم نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

....اس حکم میں علماء اصول کا کوئی اختلاف میرے علم میں نہیں ہے۔

(التقید والایضاح ص ___) ''

(خاتمۃ الکلام ص ۴۷۶)

۹: غالی دیوبندی امداداللہ انور نے کہا:

''اس کی سند میں اعمش راوی مدلِس ہیں۔اس نے عنعن سے روایت کی ہے اور اس کا سماع حکم سے ثابت نہیں ہے۔'' (مستند نماز حنفی ص ۳۵)

۱۰: محمد الیاس فیصل (دیوبندی) نے لکھا:

''اس کی سند میں اعمش راوی مدلّس ہے۔اس نے عَنعَنَ سے روایت کی ہے اور اس کا سماع حکم سے ثابت نہیں ہے۔'' (نمازِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۵)

اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں، مثلاً دیوبندیوں کے منظورِ نظر محمد عبیداللہ الاسعدی نے لکھا ہے:

''مدلَّس کا حکم:۔ ''حدیث مدلس'' کو قبول کرنے کی بابت علماء کا اختلاف ہے صحیح اور معتمد قول یہ ہے کہ

(الف) اگر سماع کی تصریح کر دیجائے تو حدیث مقبول ہوگی یعنی راوی صاف صاف اپنے سننے یا شیخ کے اس سے بیان کرنے کو ذکر کرے، اور

(ب) اگر سننے کی تصریح نہ کرے بلکہ محض محتمل الفاظ ذکر کرے تو نہیں مقبول کی جائے گی۔''

(علوم الحدیث ص ۱۴۶)

معلوم ہوا کہ آلِ دیوبند کے نزدیک تدلیس کا علم ایک حقیقت ہے اور مدلس راوی کی عن والی روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی، لہٰذا قتادہ، مدلس کی عن والی روایت سے دیوبندیوں کا استدلال مردود ہے۔

تدلیس اور بریلویہ

۱) حافظ ابن حجر کے نزدیک طبقۂ ثالثہ کے مدلس عبداللہ بن ابی نجیح المکی المفسر رحمہ اللہ کی ایک روایت کے بارے میں احمد رضا خان بریلوی نے کہا:

''اس کا مدار ابن ابی نجیح پر ہے وہ مدلس تھا اور یہاں روایت میں عنعنہ کیا اور عنعنۂ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ عربی عبارات ج ۵ ص ۲۴۵)

شریک بن عبداللہ القاضی رحمہ اللہ (مدلس طبقۂ ثانیہ عند الحافظ ابن حجر ۲/۵۶) کے بارے میں احمد رضا خان بریلوی نے (بطورِ رضامندی) لکھا:

''تہذیب التہذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا: وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ اور ابن القطان نے فرمایا: وہ تدلیس میں مشہور تھا'' (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۲۳۹)

۲) محمد شریف کوٹلوی بریلوی نے سفیان ثوری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا:

''اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔'' (فقہ الفقیہ ص ۱۳۴)

۳) محمد عباس رضوی بریلوی نے سفیان ثوری کے بارے میں لکھا:

''یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا۔

(مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹)

عباس رضوی نے سلیمان الاعمش کی روایت کے بارے میں کہا:

''اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن: سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔''

(واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۵۱)

۴) غلام مصطفیٰ نوری بریلوی نے سعید بن ابی عروبہ (مدلس طبقۂ ثانیہ عند الحافظ ابن حجر

۲/۵۰) کے بارے میں لکھا:

"لیکن اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں لیکن مدلس ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے قتادہ سے لفظ عن کے ساتھ کی ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی۔"

(ترکِ رفع یدین ص ۴۲۵ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے۔ فیصل آباد)

۵) محمد محبت علی قادری بریلوی نے فاتحہ خلف الامام کی ایک حدیث پر جرح کرتے ہوئے بطورِ رضامندی لکھا:

"علامہ محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں مکحول ہیں جو کہ تدلیس کرتے ہیں اور اس نے اس روایت میں عنعن کیا ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے...."

(نصرت الحق ص ۲۲۴ مطبوعہ مکتبہ قادریہ سکندریہ حزب الاحناف، گنج بخش روڈ لاہور)

۶) حافظ عبدالرزاق چشتی بھترالوی حطاروی بریلوی نے فاتحہ خلف الامام کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

"یہ حدیث قابل حجت نہیں، اس لئے کہ ایک تو یہ حدیث مضطرب ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مدلس ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث معنعن ہے لہذا یہ حدیث دلیل بنانے کے لائق نہیں۔ اس حدیث کے متعلق علامہ نیموی نے بیان کیا۔" **قال النیموی فیہ مکحول و ھو یدلس، رواہ معنعنا....**" (نماز حبیب کبریاء علیہ التحیۃ والثناء ص ۲۱۷)

۷) غلام رسول سعیدی بریلوی نے بقیہ (مدلس راوی) کی ایک روایت پر جرح کی:

"اور امام طبرانی کی سند میں بقیہ بن ولید معنعن ہے" (تبیان القرآن ج ۲ ص ۵۳۳)

نیز دیکھئے شرح صحیح مسلم للسعیدی (ج ۲ ص ۳۶۴)

۸) سید محمود احمد رضوی بریلوی نے کہا:

"اور مدلس ہونا ایک خاص قسم کا عیب ہے....

اور یہ بھی مسلم ہے کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو روایت متصل نہیں قرار پائے گی

....لہذا یہ روایت منقطع ہوگی اور قابل حجت نہ رہے گی۔"

(فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری حصہ سوم ص ۴۰۶، مکتبہ رضوان داتا دربار لاہور، من فوائد محمد زبیر صادق آبادی)

۹) محمد حنیف خان رضوی بریلوی نے مدلس وغیرہ روایات کے بارے میں کہا:

" ایسی احادیث ضعیف کی اہم اقسام سے ہیں "

(جامع الاحادیث جزء اول ص ۵۲۶، از فوائد محترم ابوصہیب محمد داود ارشد حفظہ اللہ)

۱۰) محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے امام بیہقی کی بیان کردہ ایک روایت کے راوی ابن جریج کے بارے میں میزان الاعتدال سے نقل کیا کہ " وہ مشہور ثقات میں سے ہیں مگر تدلیس کرتے تھے" (مسئلہ وضع الیدین ص ۲۸ مطبوعہ انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ نمبر ۳ کراچی)

سیالوی مذکور نے امام ہشیم کے بارے میں حافظ ذہبی سے بطورِ تائید نقل کیا کہ " وہ بے شک ثقہ حفاظ سے تو ہیں مگر کثرت سے تدلیس کرتے ہیں..." (مسئلہ وضع الیدین ص ۳۲)



التأسيس في مسئلة التدليس

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الأمين ، أما بعد :

تدلیس کی تعریف

نور اور ظلمت کے اختلاط کو عربی لغت میں ''الدلس'' کہتے ہیں۔(دیکھئے نخبۃ الفکر ص ۱۷)
اور اس سے دلّس کا لفظ نکلا ہے جس کا مطلب ہے:
''کتم عیب السلعة عن المشتري'' اس نے اپنے مال کا عیب گاہک سے چھپایا۔
(المعجم الوسیط ج ۱ ص ۲۹۴ و عام کتبِ لغت)

اسی سے ''تدلیس'' کا لفظ مشتق ہے جس کا معنی ہے ''اپنے سامان کے عیب کو گاہک سے چھپانا'' دیکھئے القاموس المحیط (ص ۷۰۳) المختار من صحاح اللغۃ للجوہری (ص ۱۶۴) اور لسان العرب (ج ۶ ص ۸۶)

تدلیس فی المتن کو ''توریہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ حالتِ اضطرار میں عزت و جان وغیرہ بچانے کے لئے ''توریہ'' جائز ہے مثلاً سلیمان بن مہران الاعمش فرماتے ہیں:

''رأيت عبد الرحمٰن بن أبي ليلىٰ وقد أوقفه الحجاج وقال له :اِلعن الكذابين عليّ بن أبي طالب وعبد الله بن الزبير و المختار بن أبي عبيد، قال:فقال عبد الرحمٰن :لعن اللّٰهُ الكذابين ، ثم ابتدأ فقال :عليُّ بن أبي طالب و عبدُ الله بن الزبير والمختارُ بن أبي عبيد ، قال الأعمش : فعلمتُ أنه حين ابتدأ فرفعهم لم يعنهم.''

میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا۔ آپ کو حجاج (بن یوسف) نے کھڑا کر کے کہا: جھوٹوں پر لعنت کرو، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن الزبیر اور مختار بن ابی عبید (پر) تو عبدالرحمٰن نے کہا: جھوٹوں پر اللہ لعنت کرے، پھر انھوں نے ابتدا کی :

(اور) علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن زبیر اور مختار بن ابی عبید، اعمش کہتے ہیں کہ انھوں (عبدالرحمٰن) نے جب (علی رضی اللہ عنہ) وغیرہ کے ناموں سے ابتدا کی تو انھیں (منصوب کے بجائے) مرفوع بیان کیا تو میں جان گیا کہ ان (عبدالرحمٰن) کی مراد یہ اشخاص نہیں تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۱۲، ۱۱۳ و اسنادہ صحیح)

تدلیس کی اصطلاحی تعریف

''**تدلیس فی الإسناد**'' کا مفہوم اہل حدیث کی اصطلاح میں درج ذیل ہے:

اگر راوی اپنے اس استاد سے (جس سے اس کا سماع، ملاقات اور معاصرت ثابت ہے) وہ روایت (عن یا قال وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ) بیان کرے جسے اس نے (اپنے استاد کے علاوہ) کسی دوسرے شخص سے سنا ہے۔ اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہو گی تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ دیکھئے علوم الحدیث لابن الصلاح (ص ۹۵) اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (ص ۵۱) وعام کتب اُصولِ حدیث

تدلیس کی اقسام

تدلیس فی الاسناد کی سات اقسام زیادہ مشہور ہیں:

۱) **تدلیس الاسناد:** اس میں راوی اپنے استاد کو گراتا ہے مثلاً:

العباس بن محمد الدوری نے کہا:

''**نا أبو عاصم عن سفيان عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس في المرتدة ترتد قال: تستحيا...... وقال أبو عاصم: نرى أن سفيان الثوري إنما دلّسه عن أبي حنيفة فكتبتهما جميعًا.**''

ہمیں ابوعاصم نے عن سفیان عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس کی (سند سے) ایک حدیث مرتدہ کے بارے میں بیان کی کہ وہ زندہ رکھی جائے گی...... ابوعاصم نے کہا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ابوحنیفہ سے تدلیس کی

ہے لہٰذا میں نے دونوں سندیں لکھ دی ہیں۔

(سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۰۱ ح ۳۴۲۳ اِسنادہ صحیح اِلی الدوری)

مصنف عبدالرزاق (ج ۱۰ ص ۱۷۷ ح ۱۸۷۳۱) سنن دارقطنی (ج ۳ ص ۲۰۱) وغیرہما میں " الثوري عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس " کی سند کے ساتھ یہ روایت مطولاً موجود ہے۔

ابوعاصم کہتے ہیں: "بلغني أن سفيان سمعه من أبي حنيفة أو بلغه عن أبي حنيفة " مجھے پتا چلا ہے کہ اسے سفیان نے ابوحنیفہ سے سنا ہے یا انھیں یہ (روایت) ابوحنیفہ سے پہنچی ہے۔ (کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۳ ص ۱۴ وسندہ صحیح)

ابوعاصم کے قول کی تصدیق امام سفیان ثوری کے دوسرے شاگرد عبدالرحمٰن بن مہدی کے قول سے بھی ہوتی ہے، انھوں نے فرمایا:

" سألت سفيان عن حديث عاصم فى المرتدة؟ فقال: أما من ثقة فلا "
میں نے سفیان سے عاصم کی مرتدہ کے بارے میں حدیث کا سوال کیا (کہ کس سے سنی ہے) تو انھوں نے کہا: یہ روایت ثقہ سے نہیں ہے۔

اس سند کے ایک راوی امام ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں:

" وكان أبو حنيفة يروي حديث المرتدة عن عاصم الأحول "
مرتدہ والی حدیث کو (امام) ابوحنیفہ عاصم الاحول (!) سے بیان کرتے تھے۔

(الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۴۸، ۱۴۹ و اِسنادہ صحیح)

یہ روایت مختلف طرق کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی مروی ہے:

المعرفۃ والتاریخ للفارسی (ج ۳ ص ۱۴) الضعفاء للعقیلی (ج ۴ ص ۲۸۴) الکامل لابن عدی (ج ۷ ص ۲۴۷۲) السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۸ ص ۲۰۳) تاریخ بغداد للخطیب (ج ۱۳ ص ۴۴۶) معرفۃ العلل والرجال لعبداللہ بن احمد بن حنبل عن أبیہ (ج ۲ ص ۱۴۳)

اہل الحدیث اور فن حدیث کے امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

''كان الثوري يعيب علىٰ أبي حنيفة حديثًا كان يرويه ، ولم يروه غير أبي حنيفة، عن عاصم عن أبي رزين'' (سفیان) ثوری (امام) ابوحنیفہ پر ان کی بیان کردہ ایک حدیث (عن عاصم عن ابی رزین) کی وجہ سے نکتہ چینی کرتے تھے جسے ابوحنیفہ کے سوا کسی شخص نے بیان نہیں کیا۔

(سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۰۰ واسنادہ صحیح الیٰ یحییٰ بن معین)

تنبیہ: امام یحییٰ بن معین کی امام سفیان ثوری سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کی عاصم سے یہ روایت سنن دارقطنی (ج ۳ ص ۲۰۱) کامل ابن عدی (ج ۷ ص ۲۴۷۲) السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۸ ص ۲۰۳) میں موجود ہے اور اس کی طرف امام شافعی نے بھی کتاب الام (ج ۶ ص ۱۶۷) میں اشارہ کیا ہے۔

مختصر یہ کہ اس روایت میں سفیان ثوری کا تدلیس کرنا بالکل صحیح ثابت ہے۔ اسے اور اس جیسی تمام مثالوں کو تدلیس الاسناد کہا جاتا ہے۔

۲) تدلیس القطع: اس میں صیغہ کو حذف کر دیا جاتا ہے، مثلاً راوی کہتا ہے:

''الزهري ...''

تنبیہ: الکفایۃ للخطیب (ص ۳۵۹) والی روایت ابراہیم بن محمد المروزی السکری المسکوتی کے حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۳) تدلیس العطف: اس میں راوی دو یا زیادہ استادوں سے روایت بیان کرتا ہے اور سنا صرف ایک سے ہوتا ہے۔ مثلاً:

ہشیم بن بشیر سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: '' حدثنا حصين و مغيرة ...''

جب آپ حدیث بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو کہا: ''هل دلّست لكم اليوم ؟''

کیا میں نے آج آپ (کی روایت) کے لیے کوئی تدلیس کی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں! تو ہشیم نے کہا: میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں مغیرہ سے ایک حرف بھی نہیں سنا ہے۔

(دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۱۰۵، یہ بغیر سند کے ہے۔)

تنبیہ: اس روایت کی سند معلوم نہیں ہو سکی لہذا یہ قصہ ہی ثابت نہیں ہے۔ اس کے باوجود حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسے بطور استدلال ذکر کیا ہے۔! (النکت علی ابن الصلاح ج ۲ ص ۶۱۷)

۴) تدلیس السکوت: اس میں راوی "حدثنا" وغیرہ الفاظ کہہ کر سکوت کرتا ہے اور دل میں اپنے شیخ کا نام لیتا ہے پھر آگے روایت بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

تنبیہ: ایسا فعل عمر بن عبید الطنافسی سے مروی ہے لیکن بلحاظِ سند ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر اسے النکت میں تدلیس القطع کہتے ہیں۔ (النکت ج ۲ ص ۶۱۷)

۵) تدلیس التسویہ: اس میں راوی اپنے شیخ سے اوپر کے کسی ضعیف وغیرہ راوی کو گرا دیتا ہے۔

۶) تدلیس الشیوخ: اس میں راوی اپنے شیخ کا وہ نام، لقب یا کنیت ذکر کرتا ہے جس سے عام لوگ ناواقف ہوتے ہیں مثلاً بقیہ بن الولید نے کہا: " حدثني أبو وهب الأسدي "

(الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۴، علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۱۵۴ ح ۱۹۵۷، وسندہ صحیح)

ابو وہب الاسدی سے مراد عبید اللہ بن عمرو ہے۔

۷) تدلیس القوم: اس میں راوی ایسا واقعہ بطور سماع بیان کرتا ہے جس واقعہ میں اس کی شمولیت قطعاً ناممکن ہے۔ مثلاً مروی ہے کہ الحسن البصری نے کہا:

" خطبنا ابن عباس با لبصرة " ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں خطبہ دیا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۶۸/۴)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ہماری قوم یا شہر کے لوگوں کو بصرہ میں خطبہ دیا تھا۔

تنبیہ: یہ روایت حسن بصری سے ثابت نہیں ہے۔ اس میں حمید الطّویل مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔ نیز دیکھئے المراسیل لابن ابی حاتم (ص ۳۳، ۳۴) والعلل الکبیر للترمذی (۳۲۶/۱)

یہی روایت سنن الدارقطنی میں "خطب ابن عباس الناس" کے الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۵۲/۲ ح ۲۱۱۲ وسندہ ضعیف)

کتبِ تدلیس اور فنِ تدلیس

تدلیس اور فن تدلیس کا ذکر تمام کتب اصول حدیث میں ہے۔ بہت سے علماء نے اس فن میں متعدد کتابیں، رسالے اور منظوم قصائد تصنیف کئے ہیں۔ مثلاً:

① حسین بن علی الکرابیسی کی کتاب ''اسماء المدلسین'' (یہ کتاب مفقود ہے۔)
② امام نسائی (ذکر المدلسین، ابو عبدالرحمٰن السلمی [کذاب] عن الدار قطنی عن ابی بکر الحداد عن النسائی کی سند سے مطبوع ہے۔)
③ ابو زرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین مطبوع ہے)
④ حافظ الذہبی کا ارجوزۃ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۳۱۸/۵)
⑤ ابو محمد المقدسی کا قصیدہ (شیخ عاصم القریوتی کی تحقیق سے مطبوع ہے۔)
⑥ حافظ العلائی کی کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل (ص ۹۷ تا ۱۲۴)
⑦ حافظ ابن حجر کی طبقات المدلسین (راقم الحروف نے الفتح المبین کے نام سے اس کی تحقیق لکھی ہے)
⑧ حافظ سیوطی کی اسماء المدلسین (مخطوط بخط شیخنا ابی الفضل فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ)
⑨ السبط ابن العجمی کی التبیین لاسماء المدلسین (مطبوع)
⑩ معاصر شیخ حماد بن محمد الانصاری رحمہ اللہ کا رسالہ

''اتحاف ذوی الرسوخ بمن رمي با لتدلیس من الشیوخ''

مسئلۂ تدلیس اور فرقۂ مسعودیہ

کراچی میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جس کا نام ''مسعود احمد بی ایس سی'' ہے۔ یہ شخص ۱۳۹۵ھ میں اپنی بنائی ہوئی ''جماعت المسلمین'' کا امیر ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ

''محدثین تو گزر گئے، اب تو وہ لوگ رہ گئے ہیں جو ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔''

(الجماعۃ القدیمہ بجواب الفرقۃ الجدیدہ ص ۲۹)

اس پر تعاقب کرتے ہوئے ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب لکھتے ہیں:

''گویا موصوف (مسعود صاحب) کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اسی طرح محدثین کا سلسلہ بھی کسی خاص محدث پر ختم ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کوئی محدث پیدا نہیں ہوگا، اور اب جو بھی آئے گا وہ صرف ناقل ہی ہوگا، جس طرح یار لوگوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا۔ کسی نے بارہ کے بعد ائمہ کا سلسلہ ختم کر دیا۔ موصوف کا خیال ہوگا کہ اسی طرح محدثین کی آمد کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا ہے لیکن اس سلسلہ میں انھوں نے کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا۔ ''اقوال الرجال'' تو ویسے ہی موصوف کی نگاہ میں قابلِ التفات نہیں ہیں۔ البتہ اپنے ہی قول کو انھوں نے اس سلسلہ میں حجت مانا ہے۔ حالانکہ جو لوگ بھی فن حدیث کے ساتھ شغف رکھتے ہیں ان کا شمار محدثین ہی کے زمرے میں ہوتا ہے۔'' (الجماعۃ الجدیدۃ بجواب الجماعۃ القدیمۃ ص ۵۵)

اس شخص نے نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ، تفسیر اور تاریخ وغیرہ میں عام مسلمین سے علیحدہ ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد ''اصولِ حدیث'' پر بھی ایک رسالہ چھاپ دیا ہے تاکہ فرقۂ مسعودیہ (عرف جماعت المسلمین رجسٹرڈ) کا لٹریچر ہر لحاظ سے مسلمانوں سے الگ رہے۔ اس رسالے کے ص ۱۳ پر ''تدلیس'' کی بحث چھیڑی ہے اور مدلس راوی کو اپنی ''جماعت المسلمین'' سے خارج کر دیا ہے۔ یہاں پر یہ بات قابلِ غور ہے کہ کتب رِجال وطبقات المدلسین میں جتنے مدلس راویوں کا ذکر ہے وہ مسعود صاحب کی (۱۳۹۵ھ میں) بنائی ہوئی ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'' سے صدیوں پہلے اس فانی دنیا کو خیر باد کہہ چکے ہیں لہٰذا وہ اب مسعود صاحب کے رجسٹروں میں خروج یا دخول کے محتاج نہیں ہیں۔

مسعود صاحب لکھتے ہیں:

''مدلس راوی نے خواہ وہ امام ہو یا محدث ہی کیوں نہ کہلاتا ہو اپنے استاد کا نام چھپا کر اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ الامان الحفیظ ...اُس نام نہاد امام یا محدث کو دھوکے باز کذاب کہا جائے گا۔ علماء اب تک اس راوی کی وجہ سے جس کا نام چھپا دیا

گیا مدلس کی روایت کو ضعیف سمجھتے رہے لیکن اس دھوکے باز کذاب کو امام یا محدث ہی کہتے رہے۔ انھوں نے کبھی یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں یا ان سے کیا کہلوایا جا رہا ہے۔ افسوس تقلید نے انھیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا''

(اصول حدیث ص ۱۳، ۱۴)

یعنی مدلس راویوں کی معنعن روایات کو صرف ضعیف سمجھنے والے اور مصرح بالسماع روایات کو صحیح سمجھنے والے تمام امام مقلد تھے مثلاً یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور ابوحاتم رازی وغیرہم۔

مسعود صاحب لکھتے ہیں: ''تلاشِ حق میں اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ تقلید شرک ہے''

(التحقیق فی جواب التقلید ص ۴، ۵ ط ۱۴۰۶ھ)

اور اسی کتاب میں مقلد پر (فاران ص ۱۱ کے) الفاظ فٹ کرتے ہیں:

''وہ یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج ہے'' (التحقیق ص ۲۳)

لہٰذا اس ''مسعودی اصول'' سے ثابت ہوا کہ یہ تمام محدثین مشرک تھے۔ **(معاذاللہ)**

مسعود صاحب مدلسین کو مشرک قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علماء پر تعجب ہے کہ ایسے دھوکے باز مشرک کو امام مانتے ہیں ... ایسا ہونا تو نہیں چاہیے تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے'' (اصولِ حدیث ص ۱۴)

امیر ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'' صاحب مزید فرماتے ہیں:

''مندرجہ بالا مباحث سے ثابت ہوا کہ فنِّ تدلیس بے حقیقت فن ہے ......
لہٰذا تدلیس کا فن کچھ نہیں بالکل بے حقیقت ہے'' (ص ۱۵، ۱۶)

اس رسالے کے ص ۱۶، ۱۷ پر ''امام حسن بصری، امام الولید بن مسلم، امام سلیمان الاعمش، امام سفیان ثوری، امام سفیان بن عیینہ، امام قتادہ، امام محمد بن اسحاق بن یسار اور امام عبدالملک بن جریج وغیرہم کا ذکر کر کے مسعود صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک ان میں سے کوئی امام مدلّس نہیں'' (ص ۱۷)

اور فرماتے ہیں:

''کسی مدلّس کے متعلق یہ کہنا کہ اگر وہ حَدَّثَنَا کہہ کر حدیث روایت کرے تو اس کی بیان کردہ حدیث صحیح ہوگی ۔ یہ اصول صحیح نہیں اس لئے کہ مدلّس راوی کذّاب ہوتا ہے لہٰذا وہ عَنْ سے روایت کرے یا حَدَّثَنَا سے روایت کرے وہ کذّاب ہی رہے گا۔ اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہوگی ۔ یعنی مدلس راوی کا نہ عنعنہ صحیح ہے اور نہ تحدیث'' (اصولِ حدیث ص ۱۸)

مسعود احمد بی ایس سی کے اس قول کہ ''ہمارے نزدیک ان میں سے کوئی امام مدلّس نہیں'' کا مختصر رد پیشِ خدمت ہے:

بعض مدلسین کا تذکرہ

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''روى همام عن قتادة عن أبي نضرة عن أبي سعيد رضي الله عنه .... ولم يذكر قتادة سماعًامن أبي نضرة في هٰذا''

ہمام نے قتادہ عن ابی نضرہ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ایک روایت بیان کی ......اور قتادہ نے ابونضرہ سے اس روایت میں اپنے سماع کا تذکرہ نہیں کیا۔

(جزء القراءت ص ۳۰ ح ۷۰ باب هل يقرأ بأكثر من فاتحة الكتاب خلف الامام)

امیر المومنین اپنی الجامع الصحیح میں قتادہ کی مصرح بالسماع یا ''شعبة عن قتادة'' والی روایات کو لاتے ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱)

ان کی اس عادت کی طرف حافظ ابن حجر نے کئی مقامات پر اشارہ کیا ہے، مثلاً دیکھئے فتح الباری (ج ۱ ص ۱۰۴، ۱۰۵ ح ۴۴ باب زیادة الایمان ونقصانہ)

قتادہ کی تصریحِ سماع کی ضرورت کیوں ہے؟

قتادہ بن دعامہ البصری

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور ثقہ امام تھے۔

حافظ ابن حبان انھیں اپنی کتاب الثقات میں ذکر کر کے لکھتے ہیں:

''وکان مدلسًا'' اور آپ مدلس تھے۔ (ج۵ص۳۲۲)

حاکم نے کہا: ''قتادة علٰی علو قدره یدلس'' (المستدرک ج۱ص۲۳۳)

ذہبی نے کہا:''حافظ ثقة ثبت لکنه مدلس''(میزان الاعتدال ج۳ص۳۸۵ نیز دیکھئے السیر ۵/۲۷۱)

دارقطنی نے بھی قتادہ کو مدلس قرار دیا ہے۔ (دیکھئے الالزامات والتتبع ص۲۶۳)

ان کے علاوہ درج ذیل علماء نے بھی قتادہ کو مدلس قرار دیا ہے:

حافظ ابن حجر (طبقات المدلسین ۳/۹۲) علامہ الحلبی (التبیین :۴۶) ابو محمود المقدسی (القصیدہ :۲) حافظ العلائی (جامع التحصیل ص۱۰۸) الخزرجی (الخلاصہ للخزرجی ص۳۱۵) ابن الصلاح الشہر زوری (مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح ص ۹۹ نوع ۱۲) ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین : ۴۹) السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس : ۴۳) خطیب بغدادی (الکفایہ ص۳۶۳) حاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۰۳) ماردینی (الجوہر النقی ۲/۹۸، ۷/۱۲۶) العینی (عمدۃ القاری ۱/۲۶۱) نووی (شرح صحیح مسلم ۱/۲۰۹، ۱۷۲) اور ابن عبدالبر (التمہید ۳/۳۰۷) رحمهم الله

اس سلسلے میں حافظ ابن حزم نے جمہور کے خلاف جو کچھ لکھا ہے (الاحکام ج ۲ ص۱۴۱، ۱۴۲، توجیہ النظر للجزائری ص۲۵۱) وہ مردود ہے۔ حافظ ابن حزم کا اپنا یہ مسلک ہے کہ ثقہ مدلس کی عَن والی روایت کورد اور تصریح سماع والی روایت کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ آگے ابوالزبیر کے تذکرہ میں آرہا ہے۔

یحییٰ بن کثیر العنبری کہتے ہیں:

''ناشعبة عن قتادة عن سعید بن جبیر عن ابن عمر أن النبي ﷺ

نهٰی عن نبیذالجر ،قال شعبة:فقلت لقتادة :ممن سمعته؟ قال :
حدثنیه أیوب السختیاني ،قال شعبة:فأتیت أیوب فسألته فقال:
حدثنیه أبوبشر،قال شعبة :فأتیت أبا بشر فسألته فقال أنا سمعت
سعید بن جبیر عن ابن عمر عن النبي ﷺ أنه نهٰی عن نبیذالجر''

ہمیں شعبہ نے قتادہ سے عن سعید بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے سبز ٹھلیا کی نبیذ سے منع کیا ہے۔شعبہ نے کہا: میں نے قتادہ سے پوچھا: آپ نے اسے کس سے سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا: مجھے ایوب سختیانی نے بتایا ہے، شعبہ نے کہا: پس میں ایوب کے پاس آیا اور پوچھا تو انھوں نے کہا: مجھے ابوبشر نے بتایا ہے،شعبہ نے کہا: میں ابوبشر کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انھوں کہا: میں نے سعید بن جبیر سے سنا ہے، وہ ابن عمر سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ نے سبز ٹھلیا کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

(تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶۹ واسنادہ صحیح)

اس حکایت سے صاف معلوم ہوا کہ قتادہ مدلس تھے،انھوں نے سند سے دوراوی گرائے ہیں۔

شعبہ فرماتے ہیں: ''کنت أ تفقدفم قتادة فإذا قال :سمعت و حدثنا تحفظته فإذا قال :حدث فلان ترکته'' میں قتادہ کے منہ کو دیکھا رہتا، جب آپ کہتے کہ میں نے سنا ہے یا فلاں نے ہمیں حدیث بیان کی تو میں اسے یاد کر لیتا اور جب کہتے فلاں نے حدیث بیان کی تو میں اسے چھوڑ دیتا تھا۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶۹ واسنادہ صحیح)

یہ قول درج ذیل کتابوں میں بھی باسند موجود ہے:

صحیح ابی عوانہ (ج ۲ ص ۳۸) کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد (ج ۲ ص ۲۲۸ ت ۱۶۴۶) المحدث الفاصل بین الراوی والواعی (ص ۵۲۲، ۵۲۳) التمہید لابن عبدالبر (ج ۱ ص ۳۵) الکفایۃ للخطیب (ص ۳۶۳) تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن ابن معین (ص ۱۹۲ ت ۷۰۳) بیہقی (معرفۃ السنن والآثار ج ۱ ص ۷۱ قلمی ومطبوع)

قتادہ کے شاگرد امام شعبہ بن الحجاج نے کہا:

"**كفيتكم تدليس ثلاثة :الأعمش و أبي إسحاق وقتادة**"

میں تمھیں تین (اشخاص) کی تدلیس کے لئے کافی ہوں۔ اعمش، ابواسحاق اور قتادہ۔

(مسألۃ التسمیہ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۴۷ وسندہ صحیح)

اس جیسی بے شمار مثالوں کی بنیاد پر محدثین نے امام قتادہ کو مدلس قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "**ورجاله رجال الصحيح إلا أن قتادة مدلس**"

اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں سوائے قتادہ کے، وہ مدلس ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۰۹)

حافظ سیوطی گواہی دیتے ہیں کہ "**قتادة مشهور بالتدليس**" (اسماء المدلسین ص ۱۰۲)

قتادہ کو درج ذیل علماء نے مدلس قرار دیا ہے:

1. شعبہ (مسئلۃ التسمیہ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۴۷ وسندہ صحیح)
2. ابن حبان (الثقات ۵/۳۲۲)
3. حاکم (المستدرک ۱/۲۳۳)
4. ذہبی (میزان الاعتدال ۳/۳۸۵)
5. دارقطنی (الالزامات والتتبع ص ۲۶۳)
6. حافظ ابن حجر (طبقات المدلسین: ۳/۹۲)
7. العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۸)
8. ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۴۹)
9. الحلبی (التبیین لاسماء المدلسین: ۴۶)
10. السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس: ۵۵)
11. ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ)
12. الخطیب البغدادی (الکفایہ ص ۳۶۳) وغیرہم۔

حمید الطّویل

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام شعبہ فرماتے ہیں: ''لم یسمع حمید من أنس إلا أربعة وعشرين حديثاً والباقي سمعها (من ثابت) أو ثبته فيها ثابت''

حمید نے انس (رضی اللہ عنہ) سے صرف چوبیس احادیث سنی ہیں اور باقی ثابت سے سنی ہیں یا ثابت نے انھیں یاد کرائی ہیں۔ (تاریخ یحییٰ بن معین روایۃ الدوری ج ۲ ص ۱۳۵ ت ۴۵۸۲ واسنادہ صحیح)

امام بخاری فرماتے ہیں: ''وكان حميد الطويل يدلس'' (العلل الکبیر للترمذی ۲/۹۶۶)

ابن عدی نے الکامل میں ان کے مدلس ہونے کی صراحت کی ہے۔ (ج ۲ ص ۶۸۴)

ابن سعد نے کہا: '' ثقة كثير الحديث إلا أنه ربما دلس عن أنس بن مالك ''

آپ ثقہ کثیر الحدیث تھے مگر آپ کبھی کبھار انس بن مالک سے تدلیس کرتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۷ ص ۲۵۲)

حافظ ابن حبان نے لکھا ہے: ''وكان يدلس ، سمع من أنس بن مالك ثمانية عشر حديثاً وسمع الباقي من ثابت فدلس عنه''

آپ تدلیس کرتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اٹھارہ احادیث سنیں اور باقی تمام روایات ثابت سے سنیں پھر آپ نے یہ روایات ثابت سے تدلیس کرتے ہوئے بیان کیں۔

(الثقات ج ۴ ص ۱۴۸)

حافظ ذہبی نے کہا: ''ثقة جليل، يدلس '' (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۶۱۰)

حافظ ابن حجر فیصلہ کرتے ہیں کہ ''ثقة مدلس'' (تقریب التہذیب ص ۸۴)

اور لکھتے ہیں: ''صاحب أنس ، مشهور كثير التدليس عنه ، حتى قيل : أن معظم حديثه عنه بواسطة ثابت وقتادة ''

(سیدنا) انس رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں آپ ان سے بہت زیادہ تدلیس کرتے تھے حتیٰ کہ

یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی اکثر روایات ان سے ثابت اور قتادہ کے واسطہ سے ہیں۔

(تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس ص ۸۶، المعروف بطبقات المدلسین)

تنبیہ: قتادہ رحمہ اللہ بھی مشہور مدلس تھے جیسا کہ سابقہ صفحات پر گزر چکا ہے۔

سفیان الثوری

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور زبردست ثقہ امام ہیں۔ آپ کا مدلس ہونا بہت زیادہ مشہور رہے حتیٰ کہ آپ کے شاگرد بھی آپ کی اس عادت سے واقف تھے۔ مثلاً: ابو عاصم کما تقدم

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

''قال یحیی بن سعید :ما کتبت عن سفیان شیئاً إلا ماقال :حدثني أوحدثنا إلا حدیثین ...''

یحییٰ بن سعید نے کہا: میں نے سفیان سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں وہ ''حدثني'' اور ''حدثنا'' کہتے ہیں سوائے دو حدیثوں کے (اور ان دونوں کو یحییٰ نے بیان کر دیا ہے۔) (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ج ۱ ص ۲۰۷ ت ۱۱۳۰، وسندہ صحیح)

امام علی بن عبداللہ المدینی گواہی دیتے ہیں:

''والناس یحتاجون في حدیث سفیان إلیٰ یحیی القطان لحال الإخبار یعني عليّ أن سفیان کان یدلس وأن یحیی القطان کان یوقفه علیٰ ما سمع ممالم یسمع''

لوگ سفیان کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ علی بن المدینی کا خیال ہے کہ سفیان تدلیس کرتے تھے یحییٰ القطان ان کی معنعن اور مصرح بالسماع روایتیں ہی بیان کرتے تھے۔

(الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۲ واسنادہ صحیح)

اس جیسی متعدد مثالوں کی وجہ سے ائمۂ حدیث نے امام سفیان بن سعید الثوری کو مدلس قرار دیا ہے مثلاً:

1. یحییٰ بن سعید القطان (دیکھئے الکفایۃ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)
2. البخاری (العلل الکبیر للترمذی ج ۲ ص ۹۶۶، التمہید لابن عبدالبر ج ۱ ص ۱۸)
3. یحییٰ بن معین (الکفایۃ ص ۳۶۱ وسندہ صحیح، الجرح والتعدیل ۲۲۵/۴ وسندہ صحیح)
4. ابومحمود المقدسی (قصیدۃ فی المدلسین ص ۴۷ الشعر الثانی)
5. السبط ابن الحلبی (التبیین لاسماء المدلسین ص ۹ رقم: ۲۵)
6. ابن الترکمانی الحنفی (الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲)
7. الذہبی (میزان الاعتدال ۱۶۹/۲)
8. صلاح الدین العلائی (جامع التحصیل ص ۹۹، ۱۰۶)
9. ابن حجر (تقریب التہذیب: ۲۴۴۵ وطبقات المدلسین: ۲/۵۱)
10. ابن رجب (شرح علل الترمذی ج ۱ ص ۳۵۸)
11. السیوطی (اسماء المدلسین: ۱۸)
12. ابوعاصم النبیل الضحاک بن مخلد (سنن الدارقطنی ۲۰۱/۳ وسندہ صحیح)
13. النووی (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳)
14. حافظ ابن حبان (کتاب المجروحین ج ۱ ص ۹۲، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۸۵)
15. یعقوب بن سفیان الفارسی (کتاب المعرفۃ والتاریخ ج ۲ ص ۶۳۳، ۶۳۷)
16. ابوحاتم الرازی (علل الحدیث ج ۲ ص ۲۵۴ ح ۲۲۵۵)
17. الحاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۷)
18. علی بن المدینی (الکفایۃ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)
19. ہشیم بن بشیر الواسطی (الکامل لابن عدی ۲۵۹۶/۷ وسندہ صحیح)
20. ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۲۰)

21 قسطلانی (ارشادالساری ۱/۲۸۶)

22 عینی (عمدۃ القاری ۳/۱۱۲)

23 کرمانی (شرح صحیح البخاری ۳/۶۲ ح ۲۱۳)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

''وكان يدلس في روايته ، وربما دلس عن الضعفاء'' آپ اپنی روایت میں تدلیس کرتے تھے اور بعض اوقات ضعیف راویوں سے بھی تدلیس کرتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۲۴۲، ۲۷۴، نیز دیکھئے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۶۹)

حافظ العلائی لکھتے ہیں: ''من يدلس عن أقوام مجهولين لايدرى من هم كسفيان الثوري ...'' إلخ مثلاً وہ لوگ جو ایسے مجہول لوگوں سے تدلیس کریں جن کا کوئی اتا پتا نہ ہو، جیسے سفیان ثوری (کی تدلیس)......الخ

(جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۹۹)

حافظ ابن حبان البستی فرماتے ہیں:

''وأما المدلسون الذين هم ثقات و عدول ، فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري والأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقنين ...''

وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں ہم ان کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں۔ مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابو اسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے۔۔۔الخ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۹۰)

بلکہ مزید فرماتے ہیں:

''الثقات المدلسون الذين كانوا يدلسون فى الأخبار مثل قتادة ويحيى ابن أبي كثير و الأعمش و أبو إسحاق وابن جريج وابن إسحاق والثوري وهشيم ... فربما دلسوا عن الشيخ بعد سماعهم عنه عن

أقوام ضعفاء لايجوز الإحتجاج بأخبارهم ، فما لم يقل المدلس وإن كان ثقة :حدثني أوسمعت، فلا يجوز الإحتجاج بخبره''

وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے۔مثلاً قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش ،ابواسحاق،ابن جریج ،ابن اسحاق،ثوری اور ہشیم ،بعض اوقات آپ اپنے اس شیخ سے جس سے سنا تھا وہ روایت بطور تدلیس بیان کردیتے جنھیں انھوں نے ضعیف نا قابل حجت لوگوں سے سنا تھا۔تو جب تک مدلس اگر چہ ثقہ ہی ہو یہ نہ کہے ''حدثني'' یا ''سمعت'' اس نے مجھے حدیث بیان کی یا میں نے سنا تو اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ (المجروحین ج۱ص۹۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری کا مدلس ہونا ثابت شدہ حقیقت ہے۔نیز دیکھئے الکامل لابن عدی (ج۱ص۲۲۴ ترجمہ ابراہیم بن ابی یحییٰ الاسلمی)التمہید (ج۱ص۱۸)

سلیمان الاعمش

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور بالاتفاق ثقہ محدث ہیں۔

الاعمش ''عن أبي صالح عن أبي هريرة '' کی سند کے ساتھ نبی ﷺ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

''الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن '' إلخ امام ضامن اور مؤذن امین ہے۔

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں اسی سند کے ساتھ موجود ہے:

سنن الترمذی (ح۲۰۷) الام للشافعی (ج۱ص۱۵۹) شرح السنۃ للبغوی (ج۲ص۲۷۹) مسند احمد (ج ۲ ص ۴۲۴، ۴۶۱، ۴۷۲، ۲۸۴) مصنف عبد الرزاق (ح ۱۸۳۸) مسند طیالسی (ح۲۴۰۴) اخبار اصبہان لابی نعیم (ج۲ص۲۳۲) صحیح ابن خزیمہ (ج۳ص۱۵) مسند الحمیدی (نسخۂ ظاہریہ بتحقیقی ص۶۹۲ ح۱۰۰۵) مشکل الآثار للطحاوی (ج۳ص۵۲،۵۶) المعجم الصغیر للطبرانی (ج ۱ص ۱۰۷ج ۲ ص۱۳) تاریخ بغداد للخطیب (ج ۳ ص۲۴۲،

ج ۴ص ۳۸۷، ج ا ص ۳۰۶) حلیۃ الاولیاء (ج ۸ ص ۱۱۸) السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ا ص ۴۳۰) العلل المتناہیۃ لابن الجوزی (ج ا ص ۴۳۶)

اس روایت کی کسی ایک صحیح سند میں بھی الاعمش کی ابوصالح سے تصریحِ سماع ثابت نہیں ہے۔

مروی ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں:

"لم يسمع الأعمش هٰذا الحديث من أبي صالح"

اعمش نے یہ حدیث ابوصالح سے نہیں سنی۔

(تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ص ۲۳۶ ت ۲۴۳۰، وسندہ ضعیف، ابن معین لم یدرک سفیان الثوری)

ابن الجوزی لکھتے ہیں:

"هٰذا حديث لايصح ، قال أحمد بن حنبل :ليس لهٰذا الحديث أصل ، ليس يقول فيه أحد عن الأعمش أنه قال :نا أبو صالح والأعمش يحدث عن ضعاف..."

یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا: اس حدیث کی اصل نہیں ہے۔ اس میں کوئی (ثقہ غیر مدلس) اعمش سے یہ نہیں کہتا کہ "حدثنا أبو صالح" اور اعمش ضعیف راویوں سے حدیث بیان کرتے تھے۔ (العلل المتناہیۃ ج ا ص ۴۳۷)

یہاں بطور تنبیہ عرض ہے کہ مشکل الآثار للطحاوی کی ایک روایت میں ہے:

"هشيم عن الأعمش قال: ثنا أبو صالح..." إلخ (ج ۳ ص ۵۲)

لیکن یہ روایت ضعیف ہے:

ہشیم مدلس ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

یہی روایت سنن ابی داود (ح ۵۱۷) مسند احمد (ج ۲ ص ۲۲۳) السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ا ص ۴۳۰) اور التاریخ الکبیر للبخاری (ج ا ص ۷۸) میں "عن محمد بن فضيل عن الأعمش عن رجل عن أبي صالح" کی سند کے ساتھ موجود ہے۔

ابوداود کی ایک روایت میں ہے:

''عن ابن نمير عن الأعمش قال :نبئت عن أبي صالح ولاأرى إلا قد سمعته منه..''اعمش سے روایت ہے کہ مجھے ابوصالح سے یہ خبر پہنچی ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ میں نے اسے ان سے خود سنا ہے۔ ! (ح ۵۱۸)

طحاوی (ج ۲ ص ۵۳) کی ایک روایت میں ہے:

''عن شجاع بن الوليد عن الأعمش قال :حدثت عن أبي هريرة '' اعمش سے روایت ہے کہ مجھے یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

''رواه أسباط بن محمد عن الأعمش قال :حدثت عن أبي صالح '' إلخ اسباط نے اعمش سے روایت کیا کہ مجھے یہ خبر ابوصالح سے پہنچی ہے۔(ح ۲۰۷)

اس پر تفصیلی بحث راقم الحروف نے مسند الحمیدی کی تخریج میں کی ہے تاہم اس بحث کا خلاصہ یہی ہے کہ اعمش نے ابوصالح سے یہ حدیث ہرگز نہیں سنی ، یہ علیحدہ بات ہے کہ حدیث ''الإمام ضامن ''دوسری سندوں کی وجہ سے حسن ہے۔

امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں:

''كتبت عن الأعمش أحاديث عن مجاهد كلها ملزقة لم يسمعها '' میں نے اعمش سے ''عن مجاهد ''احادیث لکھیں ، یہ تمام روایات مجاہد کی طرف منسوب ہیں، اعمش نے انھیں نہیں سنا۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۲۴۱ واسنادہ صحیح)

امام یحییٰ القطان کے بیان کی تصدیق امام ابوحاتم رازی کے بیان سے بھی ہوتی ہے:

'' أن الأعمش قليل السماع من مجاهد وعامة مايروي عن مجاهد مدلّس'' اعمش کا مجاہد سے سماع بہت تھوڑا ہے اور آپ کی مجاہد سے عام مرویات تدلیس شدہ ہیں۔ (علل الحدیث ج ۲ ص ۲۱۰ ح ۲۱۱۹)

ایک روایت ''الثوري عن الأعمش عن إبراهيم التيمي عن أبيه عن أبي ذر '' پیش کرنے کے بعد امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں:''هذا حديث باطل ، يروون

أن الأعمش أخذه من حكيم بن جبير عن إبراهيم عن أبيه عن أبي ذر ''
یہ حدیث باطل ہے،ان (محدثین) کا خیال ہے کہ اسے اعمش نے حکیم بن جبیر ''عن إبراهيم عن أبيه عن أبي ذر '' سے لیا ہے۔ (علل الحدیث ج ۲ ص ۴۰۶ ح ۲۷۲۴)

اس قسم کی ایک مثال معرفۃ علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۰۵) میں بھی ہے مگر اس کی سند اسماعیل بن محمد الشعرانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

خطیب نے صحیح سند کے ساتھ (محمد بن عبداللہ) بن عمار (الموصلی) سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو معاویہ نے اعمش کو '' هشام عن سعيد العلاف عن مجاهد '' ایک روایت سنائی۔ جس کو سننے کے بعد اعمش نے ''عن مجاهد '' روایت کر دیا۔ اور بعد میں اعتراف کیا کہ میں نے اسے ابو معاویہ سے سنا ہے۔

(الکفایہ ص ۳۵۹ وسندہ صحیح)

ابو سعید عثمان بن سعید الدارمی کا خیال ہے کہ اعمش تدلیس التسویہ بھی کرتے تھے یعنی ضعیف (وغیرہ) راویوں کو سند کے درمیان سے گرا دیتے تھے۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۹۵۲)

حافظ ابن عبدالبر الاندلسی فرماتے ہیں:

''وقالوا: لا يقبل تدليس الأعمش ، لأنه إذا وقف أحال على غير مليءٍ يعنون علىٰ غير ثقة ، إذا سألته عمن هٰذا؟ قال: عن موسى بن طريف و عباية بن ربعي والحسن بن ذكوان ''

اور انھوں (محدثین) نے کہا: اعمش کی تدلیس غیر مقبول ہے کیونکہ انھیں جب (معنعن روایت میں) پوچھا جاتا تو غیر ثقہ کا حوالہ دیتے تھے۔ آپ پوچھتے یہ روایت کس سے ہے؟ تو کہتے موسیٰ بن طریف سے، عبایہ بن ربعی سے اور حسن بن ذکوان سے۔

(التمہید ج ۱ ص ۳۰ شرح علل الترمذی لابن رجب ج ۱ ص ۳۱۹ جامع التحصیل ص ۸۰، ۸۱، ۱۰۱)

ان جیسے بے شمار دلائل کی وجہ سے درج ذیل ائمۂ مسلمین نے امام اعمش کو مدلس قرار دیا ہے:

1. شعبہ بن الحجاج (مسئلۃ التسمیۃ لمحمد بن طاہر ص ۴۷ وسندہ صحیح)
2. دارقطنی (العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ ۱۰/۹۵ مسئلہ: ۱۸۸۸)
3. ابو حاتم رازی (علل الحدیث ج ۱ ص ۱۴ ح ۹)
4. ابن خزیمہ (کتاب التوحید واثبات صفات الرب ص ۳۸)
5. الذہبی فرماتے ہیں: ''**وهو يدلس وربما دلس عن ضعيف ولا يدرى به**''

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۴)

6. العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۱، ۱۰۲)
7. ابن حجر (التلخیص الحبیر ج ۳ ص ۱۹)
8. السیوطی (اسماء المدلسین: ۲۱)
9. ابن عبدالبر (التمہید ج ۱۰ ص ۲۲۸)
10. یعقوب بن سفیان الفارسی (المعرفۃ والتاریخ ج ۲ ص ۶۳۳)
11. ابن حبان (کتاب المجروحین ج ۱ ص ۹۲)
12. برہان الدین ابن العجمی (التبیین لاسماء المدلسین ص ۱۰ دوسرا نسخہ ص ۳۱)
13. ابو محمود المقدسی (قصیدۃ فی المدلسین ص ۳۳)
14. ابن الصلاح (علوم الحدیث ص ۹۹)
15. ابن کثیر (اختصار علوم الحدیث ص ۴۵)
16. العراقی (الفیۃ ج ۱ ص ۱۷۹)
17. ابو زرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۲۵)
18. نووی (شرح صحیح مسلم ۱/۷۲ تحت ح ۱۰۹) وغیرہم

تاریخ یعقوب بن سفیان الفارسی میں روایت ہے:

عن الأعمش عن شقيق قال: كنا مع حذيفة جلوسًا...... إلخ (ج ۲ ص ۷۷۱)

اس روایت میں صاحب سر النبی ﷺ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو

منافق قرار دیا ہے۔ یہ کوئی غصے کی بات نہیں ہے۔ سیدنا حذیفہ کا منافقین کو پہچاننا عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے اوراس پہچان کی بنیاد حدیثِ رسول ہے لہٰذا اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو مرفوع حکماً ہوتی، مگر اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے یہ روایت مردود ہے۔

اسی طرح مستدرک الحاکم (ج۴ص۱۳) میں "الأعمش عن أبي وائل عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها......" إلخ

اس روایت میں ام المومنین مشہور صحابی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تکذیب فرماتی ہیں۔ جو نا قابل تسلیم ہے لہٰذا حاکم اور ذہبی کا اسے صحیح قرار دینا غلط ہے جبکہ اعمش کے سماع کی تصریح بھی نہیں ہے۔خود حافظ ذہبی ایک روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"إسناده ثقات لكن الأعمش مدلس "إلخ

اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اعمش مدلس ہیں......الخ (سیر اعلام النبلاء ج۱۱ص۳۶۲)

حافظ ابن حجر ایک روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"لأنه لايلزم من كون رجاله ثقات أن يكون صحيحًا ، لأن الأعمش مدلس ولم يذكر سماعه من عطاء ..."

کیونکہ کسی سند کے راویوں کا ثقہ ہونا صحیح ہونے کو لازم نہیں ہے، چونکہ اعمش مدلس ہے اوراس نے عطاء سے اپنا سماع (اس حدیث میں) ذکر نہیں کیا ہے۔

(التلخیص الحبیر ج۳ص۱۹، السلسلۃ الصحیحۃ للشیخ الالبانی ج۱ص۱۶۵)

نیز دیکھئے التمہید (ج۱ص۳۲،۳۳)

محمد بن اسحاق بن یسار

آپ سنن وغیرہ کے راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

(دیکھئے عمدۃ القاری ج۷ص۲۷۰)

متعدد ائمۂ حدیث نے محمد بن اسحاق کو مدلس قرار دیا ہے۔ مثلاً:

① احمد بن حنبل (سؤالات المروزی :۱، جمع ابی عوانہ الاسفرائنی ص ۳۸ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۱/ ۲۳۰ وسندہ صحیح)

② الذہبی (فی ارجوزتہ)

③ ابو محمود المقدسی (فی قصیدتہ)

④ ابن حجر (التقریب:۵۷۲۵)

⑤ الہیثمی (مجمع الزوائد ۳/ ۲۶۲، ۶/ ۲۸۶)

⑥ السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس:۴۴)

⑦ ابن العجمی (التبیین ص ۴۷)

⑧ ابن خزیمہ (ج ا ص ۷۱ ح ۱۳۷)

⑨ ابن حبان (المجروحین ۱/ ۹۲)

⑩ العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۹)

⑪ ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین:۵۱) وغیرہم

میرے علم کے مطابق کسی نے بھی محمد بن اسحاق کی تدلیس کا انکار نہیں کیا، گویا اس کی تدلیس بالاجماع ثابت شدہ ہے۔

ابواسحاق السبیعی

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

مغیرہ (بن مقسم الضبی) کہتے ہیں: ''أهلك أهل الكوفة أبو إسحاق وأعيمشكم هذا'' کوفہ والوں کو ابواسحاق اور تمھارے اعمش نے ہلاک کر دیا ہے۔

(احوال الرجال للجوزجانی ص ۸۱ وسندہ صحیح)

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: '' يعني للتدليس '' یعنی تدلیس کی وجہ سے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۵۹، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۴)

آپ کی تدلیس کا ذکر سابقہ صفحات پر بھی گزر چکا ہے۔

ابواسحاق نے ایک دفعہ "عن أبي عبد الرحمٰن السلمي عن علي" کی سند سے ایک حدیث بیان کی تو کہا گیا کہ کیا آپ نے یہ حدیث ابوعبدالرحمٰن سے سنی ہے؟

تو ابواسحاق نے کہا: "ما أدري سمعته (منه) أم لا و لكن حدثنيه عطاء بن السائب عن أبي عبد الرحمٰن" مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں نے ان سے سنی ہے یا نہیں، لیکن مجھے عطاء بن السائب نے یہ حدیث ابوعبدالرحمٰن سے سنائی ہے۔

(تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶۷ واسنادہ صحیح، نیز دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۵۹ بحوالہ العلل لابن المدینی)

اس قسم کی متعدد مثالوں کی وجہ سے علمائے کرام نے ابواسحاق کو مدلس قرار دیا ہے مثلاً:

1. شعبہ (مسئلۃ التسمیۃ ص ۴۷ وسندہ صحیح)
2. ابن حبان (کتاب المجروحین ۱/۹۲، صحیح ابن حبان ۱/۶۱)
3. ابن العجمی الحلبی (التبیین ص ۴۴)
4. ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ)
5. الحاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۵)
6. الذہبی (فی ارجوزتہ)
7. العسقلانی (طبقات المدلسین: ۳/۹۱)
8. ابن خزیمہ (ج ۲ ص ۱۵۲ ح ۱۰۹۶)
9. العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۸)
10. السیوطی (اسماء المدلسین: ۴۱)
11. ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۴۷) وغیرہم

ہشیم بن بشیر الواسطی

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ محدث ہیں۔

امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں:

"قلت لهشيم: مالك تدلس وقد سمعت ؟ قال : كان كبيران يدلسان وذكر الأعمش و الثوري ..." إلخ

میں نے ہشیم سے کہا: آپ کیوں تدلیس کرتے ہیں حالانکہ آپ نے (بہت کچھ) سنا بھی ہے تو انھوں نے کہا: دو بڑے (بھی) تدلیس کرتے تھے یعنی اعمش اور (سفیان) ثوری۔ (العلل الکبیر للترمذی ج۲ص۹۶۶ واسنادہ صحیح، التمہید ج۱ص۳۵)

ہشیم بن بشیر کے بارے میں خطیب نے بتایا ہے کہ وہ جابر الجعفی (سخت ضعیف) سے بھی تدلیس کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج۱۴ص۸۶، ۸۷)

فضل بن موسیٰ فرماتے ہیں :

"قيل لهشيم: مايحملك على هذا ؟ يعني التدليس ، قال :أنه أشهى شي" میں نے ہشیم سے پوچھا کہ کس چیز نے آپ کو تدلیس پر آمادہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا: یہ بہت مزیدار چیز ہے۔ (الکفایۃ للخطیب ص۳۶۱ واسنادہ صحیح)

اس قسم کی متعدد مثالوں کی بنیاد پر اہل الحدیث کے بڑے بڑے اماموں اور علماء نے ہشیم کو مدلس قرار دیا مثلاً:

1. یحییٰ بن معین (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۴۸۸۱)
2. ابن عدی (الکامل ج۷ص۲۵۹۸)
3. خطیب بغدادی (تاریخ بغداد ۱۴/۸۶)
4. العجلی (کتاب الثقات: ۱۹۱۲، دوسرا نسخہ ۱۷۴۵)
5. ابن سعد (الطبقات الکبریٰ ج۷ص۳۱۳، ۳۲۵)
6. الخلیلی (الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث ۱/۱۹۶)
7. ابن حبان (الثقات ج۷ص۵۸۷)

⑧ احمد بن حنبل (العلل ۱/۹۲ فقرہ:۳۵۳، ۱/۳۳۳ فقرہ:۶۳۰)

⑨ النسائی (سنن نسائی ج ۸ ص ۳۲۱ ح ۵۶۶۸)

⑩ الذہبی (میزان الاعتدال ۴/۳۰۷)

⑪ السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس:۶۱)

⑫ بخاری (التاریخ الصغیر ۲/۲۱۱)

⑬ ابن المبارک (العلل الکبیر للترمذی ۲/۹۶۶ وسندہ صحیح)

⑭ ابو محمود المقدسی (فی قصیدتہ:۲)

⑮ ابن حجر العسقلانی (طبقات المدلسین:۳/۱۱۱، التقریب:۷۳۱۲)

⑯ العلائی (جامع التحصیل ص ۱۱۱)

⑰ الحاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۵)

⑱ ابن العجمی (التبیین:۸۲)

محدثین میں سے ہشیم کی تدلیس کا انکار کرنے والا ایک بھی نہیں ہے۔ فیما أعلم

ابو الزبیر مکی

آپ صحیح مسلم اور سنن وغیرہ کے ثقہ راوی ہیں۔

سعید بن ابی مریم امام لیث بن سعد سے روایت کرتے ہیں:

''قدمت مكة فجئت أبا الزبير فرفع إلي كتابين وانقلبت بهما ، ثم قلت في نفسي :لو عاودته فسألته:أسمع هٰذا كله من جابر ؟ فقال : منه ماسمعت ومنه ماحدثناه عنه ، فقلت:أعلم لي علىٰ ما سمعت ، فأعلم لي علىٰ هٰذا الذي عندي''

میں مکہ آیا تو ابو الزبیر کے پاس گیا۔انھوں نے مجھے دو کتابیں دیں جنھیں لے کر میں چلا۔پھر میں نے اپنے دل میں کہا: اگر میں واپس جا کر ان سے پوچھ لوں کہ کیا

آپ نے یہ ساری احادیث جابر سے سنی ہیں (تو کیا ہی اچھا ہو؟)[میں واپس گیا اور پوچھا] تو انھوں نے کہا: ان میں سے بعض میں نے سنی ہیں اور بعض ہم تک بذریعۂ تحدیث پہنچی ہیں، میں نے کہا: آپ نے جو سنی ہیں وہ مجھے بتادیں تو انھوں نے اپنی مسموع روایات بتادیں اور یہ میرے پاس وہی ہیں۔

(الضعفاء للعقیلی ج ۴ ص ۱۳۳، واللفظ لہ وسندہ صحیح، تہذیب الکمال للمزی مصور ج ۳ ص ۱۲۶۸، ومطبوع ۲۱۵/۱۷، سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۳۸۲ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۹۲)

حاکم کے علاوہ تمام محدثین نے ابوالزبیر کو مدلس قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں حاکم کے وہم کی تردید کر دی ہے۔ لیث بن سعد کی ابوالزبیر سے روایت مصرح بالسماع سمجھی جاتی ہے۔ اب جو محدثین ابوالزبیر کو مدلس قرار دیتے ہیں اُن میں سے بعض کے نام درج کئے جاتے ہیں:

1. امام نسائی (السنن الکبریٰ للنسائی ۶۴۰/۱ ح ۲۱۰۱)
2. ابن حزم اندلسی (المحلی ج ۷ ص ۴۱۹، ۳۶۴، الاحکام ج ۶ ص ۱۳۵)
3. الذہبی (الکاشف ۸۴/۳)
4. ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ)
5. ابن العجمی الحلبی (التبیین ص ۵۴)
6. ابن حجر (التقریب: ۶۲۹۱)
7. السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس: ۵۳)
8. العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۱)
9. الخزرجی (الخلاصۃ ص ۳۶۰)
10. ابن ناصر الدین (شذرات الذہب ج ۷ ص ۱۷۵)
11. ابن الترکمانی (الجوہر النقی ج ۷ ص ۲۳۷)
12. ابن القطان (نصب الرایۃ ج ۲ ص ۲۷۷، اشار الیہ)

⟨13⟩ ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین:۵۹) وغیرہم

ان ائمۂ مسلمین کے علاوہ بھی بہت سے ثقہ راویوں کا مدلس ہونا ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے کتبِ مدلسین اور کتب اصول الحدیث کی طرف مراجعت فرمائیں۔

محدثینِ کرام تدلیس کیوں کرتے تھے؟

اگر کوئی شخص یہ پوچھے کہ محدثینِ کرام کیوں تدلیس کرتے تھے؟ تو عرض ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً:

① تاکہ سند عالی اور مختصر ترین ہو۔

② جس راوی کو حذف کیا گیا ہے وہ تدلیس کرنے والے کے نزدیک ثقہ وصدوق یا غیر مجروح ہے۔

③ جس راوی کو سند سے گرایا گیا ہے وہ تدلیس کرنے والے سے کم تر درجے کا ہو۔

④ شاگردوں کا امتحان مقصود ہو۔

⑤ تدلیس کرنے والا اس عمل کو معمولی اور جائز سمجھتا ہو۔

⑥ یہ ظاہر ہو کہ تدلیس کرنے والے کے بہت سے استاد ہیں۔

⑦ جس طرح عام لوگ ایک بات سن کر بلا تحقیق و بلا سند اسے بیان کر دیتے ہیں، اسی طرح کا یہ عمل ہو۔

⑧ اسے بطورِ توریہ اختیار کیا جائے۔

⑨ راوی سے بعض اوقات عدمِ احتیاط اور سہو کی وجہ سے اس کے استاد کا نام رہ جائے۔

⑩ مجروح راوی کو گرایا جائے اور یہ شدید ترین تدلیس ہے۔

ان کے علاوہ دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں جنھیں تتبع سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

خاتمۂ بحث

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بات پر ائمۂ اہل الحدیث کا اجماع ہے کہ فن تدلیس

ایک ''حقیقت والا''فن ہے اور ثقہ راویوں نے تدلیس کی ہے جس کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوئی بلکہ وہ زبردست صادق اور ثقہ امام تھے۔تاہم ان کی غیر مصرح بالسماع روایات صحیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں ساقط الاعتبار ہیں۔

تدلیس اور فن تدلیس کو''بے حقیقت فن''قرار دینا صرف مسعود احمد بی ایس سی خارجی کا نرالا مذہب ہے۔ (دیکھئے اصول حدیث ص ۱۵)

یہ شخص اپنے خارجی بھائیوں کی طرح گناہ کبیرہ کے مرتکب کو جماعت المسلمین سے خارج سمجھتا ہے۔ (دیکھئے اصول حدیث ص ۱۳)

یعنی ایسا شخص اس کے نزدیک کافر ہے جو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں خوارج اور ان کے گمراہ کن عقائد سے بچائے۔ (آمین)

تدلیس اور اس کا حکم

تدلیس کے بارے میں علماء کے متعدد مسالک ہیں:

١ تدلیس انتہائی بری چیز ہے۔امام شعبہ نے کہا:

" لأن أزني أحب إلي من أن أدلّس " میرے نزدیک تدلیس کرنے سے زنا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (الجرح والتعدیل ۱/۱۷۳، وسندہ صحیح)

یعنی تدلیس زنا سے بڑا جرم ہے۔

اسی طرح ایک جماعت، مثلاً ابو اسامہ اور جریر بن حازم وغیرہما سے تدلیس کی سخت مذمت مروی ہے۔(الکفایہ ص ۳۵٦، بأسانید صحیحۃ)

اس لئے بعض علماء کا یہ مسلک تھا کہ مدلس مجروح ہوتا ہے لہٰذا اس کی ہر روایت مردود ہے چاہے مصرح بالسماع ہی کیوں نہ ہو۔(جامع التحصیل ص ۹۸)

لیکن جمہور علمائے مسلمین نے یہ مسلک رد کر دیا ہے۔

دیکھئے النکت علی ابن الصلاح (ج ۲ ص ٦۳۳ لابن حجر)

ابن الصلاح فرماتے ہیں:

"وهذا من شعبة اِفراط محمول على المبالغة فى الزجر منه و التنفير"

شعبہ کا یہ افراط، نفرت اور مخالفت کے مبالغہ پر محمول ہے۔

(مقدمہ ابن الصلاح مع شرح العراقی ص ۹۸)

خود امام شعبہ مدلسین کی مصرح بالسماع روایات کو مانتے تھے۔ چونکہ متعدد ثقہ علماء مثلاً قتادہ، ابواسحاق، الاعمش، الثوری اور ابوالزبیر وغیرہم سے بالتواتر تدلیس ثابت ہے۔ (کمامر) لہٰذا ان کو مجروح قرار دے کر ان کی احادیث کو رد کرنے سے صحیحین اور صحیح حدیث کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ پھر زنادقہ، باطنیہ اور ملاحدہ وغیرہم کے لئے تمام راستے کھلے ہیں۔ وہ قرآن مجید میں جو چاہیں تاویل و تحریف کریں۔ دین بازیچۂ شیاطین بن جائے گا۔ (معاذ اللہ)

لہٰذا یہ مسلک سرے سے ہی مردود ہے۔

۲ تدلیس اچھی چیز اور جائز ہے۔ یہ ہشیم کا مسلک ہے۔

یہ مسلک بھی مردود ہے۔

۳ تدلیس کرنے والا ''غـــش'' کا مرتکب ہے اور پوری امت کو دھوکا دیتا ہے لہٰذا وہ حدیث: ((**من غشنا فليس منا**)) (صحیح مسلم) کی رو سے جماعت المسلمین سے خارج ہو جاتا ہے۔ (اصول حدیث ص ۱۳)

یہ مذہب مسعود احمد بی ایس سی خارجی کا ہے جو قطعاً مردود ہے۔

دھوکا دینا اگرچہ سخت گناہ ہے مگر دھوکا دینے والے کو کافر قرار دینا اور جماعت المسلمین سے خارج کر دینا انتہائی غلط ہے۔ مسلمانوں کو گناہ کی وجہ سے کافر قرار دینا خارجیوں کا شعار ہے۔

(دیکھئے شرح عقیدۂ طحاویہ بتحقیق احمد شاکر ص ۲۶۸، بتحقیق الالبانی ص ۳۵۶، الغنیۃ للشیخ عبدالقادر جیلانی ج ۱ ص ۸۵، الفصل فی الملل والاہواء والنحل لابن حزم ج ۳ ص ۲۲۹)

اہل السنۃ کا یہ مسلک ہے کہ ہر کبیرہ گناہ کا مرتکب مثلاً شرابی، زانی، غاش اور چور وغیرہ کافر نہیں ہوتا، فاسق اور گنہگار رہتا ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلی دلائل کے لئے اہل السنۃ

کی کتبِ عقائد کی طرف مراجعت فرمائیں ۔رسول اللہ ﷺ نے ایک شرابی پر لعنت بھیجنے سے منع فرمایا اور کہا:"**فو اللّٰہ ما علمت (إلا) أنه یحب اللّٰہ و رسوله** " پس اللہ کی قسم ! مجھے اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے۔

(صحیح البخاری: ٦٧٨٠)

۴ جو شخص صرف ثقہ سے تدلیس کرے اس کا عنعنہ بھی مقبول ہے۔

اس سلسلے میں صرف ایک مثال سفیان بن عیینہ کی ہے۔

حافظ ابن حبان لکھتے ہیں:

"**وھٰذا لیس فی الدنیا إلا سفیان بن عیینة وحده ، فإنه کان یدلس ، ولا یدلس إلا عن ثقة متقن ...**" اس کی مثال صرف سفیان بن عیینہ ہی اکیلے ہیں ۔ کیونکہ آپ تدلیس کرتے تھے مگر ثقہ متقن کے علاوہ کسی دوسرے سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ا ص ٩٠)

امام دارقطنی وغیرہ کا بھی یہی خیال ہے۔ (سوالات الحاکم للدارقطنی ص ١٧٥)

سفیان کے اساتذہ میں محمد بن عجلان ، الاعمش اور سفیان ثوری وغیرہم ہیں اور یہ سب تدلیس کرتے تھے لہٰذا ایک محقق ، امام سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کو کس طرح آنکھیں بند کر کے قبول کر سکتا ہے؟

قارئین کی دلچسپی کے لئے سفیان کی ایک "عـــن" والی روایت پیشِ خدمت ہے جو کہ انتہائی "منکر" ہے۔

"**سفیان بن عیینة عن جامع بن أبي راشد عن أبي وائل قال قال حذیفة**" کی سند کے ساتھ ایک حدیث میں آیا ہے:

أن رسول اللّٰہ ﷺ قال:((لا إعتکاف إلا فی المساجد الثلاثة ...)) إلخ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مسجدوں کے سوا اعتکاف (جائز) نہیں ہے......الخ

(مشکل الآثار للطحاوی ج ۴ ص ٢٠، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ٣١٦، سیر اعلام النبلاء ج ١۵ ص ٨١ سنن سعید

بن منصور بحوالہ المحلی ج ۵ ص ۱۹۵، معجم الاسماعیلی بحوالہ الانصاف ص ۳۷)

ذہبی فرماتے ہیں : ''صحیح غریب عال''

''الإنصاف في أحكام الإعتكاف'' کے مصنف علی حسن عبدالحمید الحلبی الاثری لکھتے ہیں:

''وإسناده على شرط البخاري ''اس کی سند بخاری کی شرط پر ہے۔(الانصاف ص ۳۱)

تو عرض ہے کہ جب سفیان مدلس ہیں تو ان کی معنعن روایت کس طرح صحیح ہوسکتی ہے؟ اور وہ بھی امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری کی شرط پر! اس بات سے کون سی دلیل مانع ہے کہ ابن عیینہ نے ابوبکر الھذلی جیسے متروک یا ابن جریج جیسے ثقہ مدلس سے یہ روایت سن کر جامع بن ابی راشد کی طرف بدون تصریح سماع منسوب کردی ہو؟ لہٰذا حلبی اثری صاحب کا اس حدیث کے دفاع میں اوراق سیاہ کرنا چنداں مفید نہیں ہے وہ سفیان کا اس روایت میں سماع ثابت کردیں پھر سر تسلیم خم ہے۔ جب حدیث ہی صحیح نہیں تو پھر '' غریب''اور عالی ہونا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

۵ جو شخص کسی ضعیف یا مجہول وغیرہ سے تدلیس کرے (مثلاً سفیان ثوری اور سلیمان الاعمش وغیرہما) تو اس کی معنعن روایت مردود ہے۔

ابوبکر الصیرفی الدلائل میں کہتے ہیں:

''كل من ظهر تدليسه عن غير الثقات لم يقبل خبره حتى يقول حدثني أو سمعت ''ہر وہ شخص جس کی غیر ثقہ سے تدلیس ظاہر ہو اس کی صرف وہی خبر قبول کی جائے گی جس میں وہ حدثني یا سمعت کہے۔

(شرح الفیۃ العراقی بالتبصرۃ والتذکرۃ ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۴)

یہی مسلک بزار وغیرہ کا ہے۔ سفیان بن عیینہ کے استثنا کے علاوہ تمام مدلسین اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں اور سفیان کے بارے میں بھی مفصل تحقیق نے ثابت کردیا ہے کہ وہ بھی اسی طبقہ سے ہیں لہٰذا ان کا عنعنہ بھی مردود ہے۔

۶ جس شخص کی تدلیس زیادہ ہوگی اس کی معنعن روایت ضعیف ہوگی ورنہ نہیں، یہ مسلک

امام ابن المدینی (وغیرہ) کا ہے۔ (دیکھئے الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

عرض ہے کہ اگر کسی شخص کا مدلس ہونا ثابت ہو جائے تو وہ کون سی دلیل ہے جس کی رو سے اس کی معنعن روایت (جس کا شاہد یا متابع نہیں ہے) صحیح تسلیم کر لی جائے؟ لہٰذا یہ مسلک غلط ہے۔

۷ جو شخص ساری زندگی میں صرف ایک ہی مرتبہ تدلیس کرے اور یہ ثابت ہو جائے تو اس کی ہر معنعن روایت (جس کا شاہد یا متابع نہیں ہے) ضعیف ہو گی۔

امام محمد بن ادریس الشافعی فرماتے ہیں:

''ومن عرفناه دلس مرة فقد أبان لنا عورته في روايته وليست تلك العورة بكذب فنردّ بها حديثه ولا النصيحة فى الصدق فنقبل منه ماقبلنا من أهل النصيحة فى الصدق فقلنا :لا نقبل من مدلس حديثاً حتى يقول فيه حدثني أو سمعت''

جس شخص کے بارے میں ہمیں علم ہو جائے کہ اس نے صرف ایک ہی دفعہ تدلیس کی ہے تو اس کا باطن اس کی روایت پر ظاہر ہو گیا اور یہ اظہار جھوٹ نہیں ہے کہ ہم اس کی ہر حدیث رد کر دیں اور نہ خیر خواہی ہے کہ ہم اس کی ہر روایت قبول کر لیں جس طرح سچے خیر خواہوں (غیر مدلسوں) کی روایت ہم مانتے ہیں۔ پس ہم نے کہا: ہم مدلس کی کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک وہ حدثني یا سمعت نہ کہے۔

(الرسالہ ص ۵۳ طامیریہ ۱۳۲۱ھ وبتحقیق احمد شاکر ص ۳۷۹-۳۸۰)

میری تحقیق کے مطابق یہ مسلک سب سے زیادہ راجح ہے۔

صحیحین اور مدلسین

صحیحین میں متعدد مدلسین کی روایات اصول وشواہد میں موجود ہیں۔ ابو محمد عبدالکریم الحلبی

اپنی کتاب ''القدح المعلیٰ''میں فرماتے ہیں:

''قال أكثر العلماء أن المعنعنات التي فی الصحيحين منزلة بمنزلة السماع''اکثر علماء کہتے ہیں کہ صحیحین کی معنعن روایات سماع کے قائم مقام ہیں۔

(التبصرة والتذکرة للعراقی ج۱ص۱۸۶)

نووی لکھتے ہیں:

''وما كان فی الصحيحين وشبههما عن المدلسين بعن محمولة علیٰ ثبوت السماع من جهة أخریٰ''

جوکچھ صحیحین (ومثلهما) میں مدلسین سے معنعن مذکور ہے وہ دوسری اسانید میں مصرح بالسماع موجود ہے۔(تقریب النووی مع تدریب الراوی ج۱ص۲۳۰)

یعنی صحیحین کے مدلس راویوں کی عــــن والی روایات میں سماع کی تصریح یا متابعت صحیحین یا دوسری کتب حدیث میں ثابت ہے۔ نیز دیکھئے النکت علی ابن الصلاح للحافظ ابن حجر العسقلانی (ج۲ص۶۳۶)

طبقات المدلسین

حافظ ابن حجر نے مدلسین کے جو طبقات قائم کئے ہیں وہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔

مثلاً سفیان ثوری کو حافظ ابن حجر نے طبقۂ ثانیہ میں درج کیا ہے اور حاکم صاحب المستدرک نے الثالثہ میں (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۵، ۱۰۶ جامع التحصیل ص ۹۹) حسن بصری کو حافظ صاحب ثانیہ میں لاتے ہیں اور العلائی ثالثہ میں (جامع التحصیل ص۱۱۳) سلیمان الاعمش کو حافظ صاحب ثانیہ میں لائے ہیں (طبقات المدلسین ص ۶۷) اور پھر اس کی عــن والی روایت کے صحیح ہونے کا انکار بھی کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر ج۳ص۱۹)

بلکہ حق وہی ہے جو امام شافعی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

ہمارے نزدیک جن راویوں پر تدلیس کا الزام ہے ان کے دو طبقے ہیں:

① طبقۂ اولیٰ: ان پر تدلیس کا الزام باطل ہے۔ تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مدلس نہیں تھے۔ مثلاً ابوقلابہ وغیرہ (دیکھئے النکت للعسقلانی ج ۲ ص ۶۳۷)

لہٰذا ان کی عن والی روایت (معاصرت ولقاء کی صورت میں) مقبول ہے۔

② طبقۂ ثانیہ: وہ راوی جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے مثلاً قتادہ، سفیان ثوری، اعمش، ابوالزبیر، ابن جریج اور ابن عیینہ وغیرہم۔

ان کی غیر صحیحین میں ہر معنعن روایت (جس میں کہیں بھی تصریح سماع نہ ملے) عدمِ متابعت اور عدمِ شواہد کی صورت میں مردود ہے۔ هٰذا ما عندي و الله أعلم بالصواب

تدلیس اور محدثینِ کرام

اب آخر میں بطورِ اختصار ان محدثین کرام کے حوالے پیشِ خدمت ہیں جنھوں نے ثقہ وصدوق راویوں کو مدلس قرار دیا ہے:

① شعبہ بن الحجاج البصری (متوفی ۱۶۰ھ)

''كفيتكم تدليس ثلاثة :الأعمش و أبي إسحاق و قتادة''

(مسألۃ التسمیۃ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۴۷ وسندہ صحیح)

② ابوعاصم النبیل ضحاک بن مخلد (متوفی ۲۱۲ھ)

''نرى أن سفيان الثوري إنما دلسه عن أبي حنيفة''

(سنن الدارقطنی ۳/ ۲۰۱ ح ۳۴۲۳ وسندہ صحیح)

③ ہشیم بن بشیر الواسطی (متوفی ۱۸۳ھ)

''كان كبيران يدلسان و ذكر الأعمش و الثوري''

(العلل الکبیر للترمذی ۲/ ۹۶۶ وسندہ صحیح)

④ محمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

''و كان حميد الطويل يدلس'' (العلل الکبیر للترمذی ۱/ ۳۷۶)

۵ یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ)

"كان سليمان التيمي يدلس" (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۳۶۰۰)

۶ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی (متوفی ۲۳۰ھ)

"هشيم بن بشير ...وكان ثقة كثير الحديث ثبتًا يدلس كثيرًا "

(طبقات ابن سعد ۳۱۳/۷)

۷ ابوحاتم الرازی (متوفی ۲۷۷ھ)

" الأعمش ربما دلس" (علل الحدیث ۱۴/۱ ح ۹)

۸ احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

"قد دلس قوم ، وذكر الأعمش "(سوالات المروزی: ۱، تاریخ بغداد ۲۳۰/۱ وسندہ صحیح)

۹ محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری (متوفی ۳۱۱ھ)

"أن الأعمش مدلس" (کتاب التوحید لابن خزیمہ ص ۳۸)

۱۰ محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ)

"فإن قتادة ... والأعمش والثوري وهشيمًا كانوا يدلسون"

(صحیح ابن حبان، الاحسان ۸۵/۱ دوسرا نسخہ ۱۵۴/۱)

۱۱ یعقوب بن سفیان الفارسی (متوفی ۲۷۷ھ)

"إلا أنهما وسفيان يدلسون والتدليس من قديم" (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۶۳۳/۲)

" أنهما " أي أبا إسحاق السبيعي والأعمش .

۱۲ ابن عدی الجرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

"ويوجدفي بعض أحاديثه منكر إذا دلس في حديثه عن غير ثقة "

(الکامل ۲۵۹۸/۷، دوسرا نسخہ ۴۵۶/۸)

۱۳ احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی (متوفی ۲۶۱ھ)

"هشيم بن بشير ... واسطي ثقة وكان يدلس "(معرفۃ الثقات: ۱۹۱۲)

۱۴ احمد بن الفرات بن خالد، ابو مسعود الرازی (متوفی ۲۵۸ھ)

''كان ابن جريج يدلسها عن أبراهيم بن أبي يحيىٰ''

(سوالات البرذعی ص ۷۴۳)

۱۵ ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی (متوفی ۲۱۸ھ)

''وكان سفيان إذا تحدث عن عمرو بن مرة بما سمع يقول : حدثنا وأخبرنا ، وإذا دلس عنه يقول: قال عمرو بن مرة''

(تاریخ دمشق لابی زرعۃ الدمشقی: ۱۱۹۳ وسندہ صحیح)

۱۶ محمد بن فضیل بن غزوان (متوفی ۱۹۵ھ)

''كان المغيرة يدلس فكنا لا نكتب عنه إلاما قال حدثنا إبراهيم''

(مسند علی بن الجعد ۱/۴۳۰ ح ۶۲۳ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ: ۶۴۴)

۱۷ علی بن عمر الدارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)

''وقتادة مدلس'' (الالزامات والتتبع ص ۲۶۳)

۱۸ ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری (متوفی ۴۰۵ھ)

''... قتادة علىٰ علو قدره يدلس'' (المستدرک ۱/۲۳۳ ح ۸۵۱)

۱۹ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)

''وهشيم بن بشير كان يدلس'' (السنن المجتبیٰ ۸/۳۲۱ ح ۵۶۸۹)

۲۰ عبداللہ بن المبارک المروزی (متوفی ۱۸۱ھ)

قال:'' قلت لهشيم مالك تدلس وقد سمعت ؟ '' إلخ

آپ تدلیس کیوں کرتے ہیں اور آپ نے (بہت سی حدیثیں) سنی ہیں؟

(العلل الکبیر للترمذی ۲/۹۶۶ وسندہ صحیح)

۲۱ ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ)

'' لأن أبا الزبير مدلس'' (المحلیٰ ۷/۳۶۴ مسألۃ: ۹۷۵)

۲۲ ابویعلیٰ الخلیلی (متوفی ۴۴۶ھ)

''ھشیم ... وکان یدلس'' (الارشاد ج ۱ ص ۱۹۶)

۲۳ حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)

''قتادة بن دعامة السدوسي حافظ ثقة ثبت لكنه مدلس''

(میزان الاعتدال ۳/۳۸۵)

۲۴ احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ)

''وهٰذا الحديث أيضًا لم يسمعه الزهري من عروة ، إنما دلس به''

(شرح معانی الآثار ۱/۷۲)

۲۵ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)

''لم يثبت من أمر ابن الباغندي مايعاب به سوى التدلس ورأيت كافة شيوخنا يحتجون بحديثه ويخرجونه فى الصحيح''

(تاریخ بغداد ۳/۲۱۳ ت ۱۲۵۸)

۲۶ احمد بن الحسین البیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)

''وهٰذا الحديث أحد ما يخاف أن يكون من تدليسات محمد بن إسحاق بن يسار ...'' (السنن الکبریٰ ۱/۳۸)

۲۷ الضیاء المقدسی (متوفی ۶۴۳ھ)

''ولعل ابن عيينة ... أويكون دلسه'' (المختارۃ ۱۰/۱۷۲)

۲۸ ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک عرف ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ)

''و معنعن الأعمش عُرضة لتبين الإنقطاع فإنه مدلس''

(بیان الوہم والایہام ۲/۴۳۵ ح ۴۴۱)

۲۹ ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی (متوفی ۸۰۶ھ)

''تدليس الإسناد ... كالأعمش'' (الفیۃ العراقی ص ۳۱، فتح المغیث ۱/۱۷۹)

۳۰ ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم العراقی (متوفی ۸۲۶ھ)

''کتاب المدلسین'' مطبوع ہے۔

۳۱ اسماعیل بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)

''والتدلیس ... كالسفيانين والأعمش ...'' (اختصار علوم الحدیث ۱/۱۷۴ نوع ۱۲)

۳۲ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی (متوفی ۷۶۱ھ)

''فمن عرف بالتدليس عن الضعفاء كإبن إسحاق وبقية وأمثالهما لم يحتج من حديثه إلا بما قال فيه حدثنا وسمعت وهذا هو الراجح'' (جامع التحصیل ص ۸۰)

۳۳ السبط ابن العجمی (متوفی ۸۴۱ھ)

کتاب ''التبيين لأسماء المدلسين'' مطبوع ہے۔

۳۴ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

طبقات المدلسین (تعریف اہل التقدیس) مطبوع ہے۔

۳۵ ابومحمود المقدسی (متوفی ۷۶۵ھ)

قصیدۃ المقدسی فی المدلسین (مطبوع ہے۔)

۳۶ یحییٰ بن شرف النووی (متوفی ۶۷۶ھ)

''والأعمش مدلس'' (شرح صحیح مسلم، درسی نسخہ ج ۱ ص ۷۲ تحت ح ۱۰۹، دوسرا نسخہ ۲/۱۱۹)

۳۷ بدرالدین محمود العینی (متوفی ۸۵۵ھ)

''سفيان .... كان يدلس'' (عمدۃ القاری ۱/۲۲۳)

۳۸ ابن الترکمانی (متوفی ۷۴۵ھ)

''الثوري مدلس وقد عنعن'' (الجوہر النقی ۸/۲۶۲)

۳۹ ابن ماکولا، حافظ علی بن ہبۃ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ)

''وكان الخطيب ربما دلسه'' (الاکمال ۷/۱۱۷)

۴۰ ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

''وبقية كان يدلس'' (العلل المتناہیۃ ۱/۱۴۴ ح ۲۱۴)

یہ چالیس حوالے اہلِ حدیث اور غیر اہلِ حدیث علماء کے ہیں جن کے نزدیک بعض ثقہ وصدوق راوی مدلس بھی ہوتے ہیں۔ان کے علاوہ اور بہت سے علماء مثلاً کرمانی، قسطلانی، ابن الصلاح، خزرجی اور سیوطی وغیرہ نے راویوں کو مدلس کہا ہے لہٰذا اس پر اجماع ہے کہ فن تدلیس ایک حقیقت ہے اور ثقہ وصدوق راوی کذاب نہیں ہوتا بلکہ اس کی مصرح بالسماع روایت صحیح و حجت ہوتی ہے۔ والحمدللہ

تنبیہ: تدریب الراوی للسیوطی (۱/۱۹۲) میں ''محمد بن رافع عن أبي عامر'' والا قول: ''سفیان ثوری تدلیس نہیں کرتے تھے۔'' بحوالہ المدخل للبیہقی لکھا ہوا ہے۔
المدخل للبیہقی کا جو حصہ مطبوع ہے، مجھے اس میں یہ قول نہیں ملا۔

محمد بن رافع النیسابوری رحمہ اللہ ۲۴۵ھ میں فوت ہوئے اور امام بیہقی رحمہ اللہ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔دونوں کی وفات میں ۱۳۹ سال کا فاصلہ ہے۔امام بیہقی سے لے کر امام محمد بن رافع تک متصل سند معلوم نہیں ہے۔جب تک اس قول کی صحیح سند پیش نہیں کی جائے گی، اس سے استدلال مردود ہے۔سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

''اور بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی۔'' (احسن الکلام طبع دوم ج۱ ص ۳۲۷)

اس بے سند قول کے برعکس ائمۂ محدثین سے متواتر ثابت ہے کہ (امام) سفیان ثوری رحمہ اللہ مدلس تھے۔ راقم الحروف نے ''نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین'' میں ثابت کیا ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو حافظ ابن حجر کا طبقۂ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ وہ حافظ ابن حجر کی تقسیم کے مطابق طبقۂ ثالثہ میں سے ہیں۔ (دیکھئے طبع جدید ص ۱۳۸)

❀❀❀

امام سفیان ثوری کی تدلیس اور طبقۂ ثانیہ؟

[یہ مضمون اصل میں فیصل خان بریلوی کی کتاب: ''رفع یدین کے موضوع پر.....نور العینین کا محققانہ تجزیہ'' کے جواب میں لکھا گیا ہے۔]

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ رسولہ الأمین ، أما بعد:

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ کو مدلسین کے طبقۂ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے طبقات المدلسین: ۲/۵۱، الفتح المبین ص ۳۹)

حافظ ابن حجر کی یہ تحقیق کئی لحاظ سے غلط ہے، جس کی فی الحال تیس (۳۰) دلیلیں اور حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۱) امام ابوحنیفہ نے عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس کی سند سے ایک حدیث بیان کی کہ مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ دیکھئے سنن دارقطنی (۳/۲۰۱ ح ۳۴۲۲) الکامل لابن عدی (۷/۲۴۷۲) السنن الکبریٰ للبیہقی (۸/۲۰۳) کتاب الام للشافعی (۶/۱۶۷) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰/۱۴۰ ح ۲۸۹۸۵) وغیرہ

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوحنیفہ پر اس کی بیان کردہ ایک حدیث کی وجہ سے (سفیان) ثوری نکتہ چینی کرتے تھے جسے ابوحنیفہ کے علاوہ کسی نے بھی عاصم عن ابی رزین (کی سند) سے بیان نہیں کیا۔ (سنن دارقطنی ۳/۲۰۰ ح ۳۴۲۰ وسندہ صحیح)

امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے فرمایا: میں نے سفیان (ثوری) سے مرتدہ کے بارے میں عاصم کی حدیث کا پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ روایت ثقہ سے نہیں ہے۔

(الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۴۸، وسندہ صحیح)

یہ وہی حدیث ہے جسے خود سفیان ثوری نے ''**عن عاصم عن أبي رزین عن ابن عباس**'' کی سند سے بیان کیا تو اُن کے شاگرد امام ابوعاصم (الضحاک بن مخلد النبیل) نے کہا: ہم یہ

سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ابو حنیفہ سے تدلیس کی ہے لہٰذا میں نے دونوں سندیں لکھ دی ہیں۔ (سنن دار قطنی ۳/۲۰۱ ح ۳۴۲۳ وسندہ صحیح)

اس سے معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری اپنے نزدیک غیر ثقہ (ضعیف) راوی سے بھی تدلیس کرتے تھے۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے: وہ (سفیان ثوری) ضعیف راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔ الخ (میزان الاعتدال ۲/۱۶۹، نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۷/۲۴۲، ۲۷۴)

اصولِ حدیث کا ایک مشہور قاعدہ ہے کہ جو راوی ضعیف راویوں سے تدلیس کرے تو اُس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے:

"ثم إن كان المدلّس عن شيخه ذا تدليس عن الثقات فلا بأس، و إن كان ذا تدليس عن الضعفاء فمردود" پھر اپنے استاذ سے تدلیس کرنے والا اگر ثقہ راویوں سے تدلیس کرے تو (اس کی روایت میں) کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ضعیف راویوں سے تدلیس کرے تو (اُس کی روایت) مردود ہے۔

(الموقظہ فی علم مصطلح الحدیث للذہبی ص ۴۵، مع شرحہ کفایۃ الحفظہ ص ۱۹۹)

ابو بکر الصیرفی (محمد بن عبداللہ البغدادی الشافعی/ متوفی ۳۳۰ھ) نے اپنی کتاب الدلائل میں کہا: "كل من ظهر تدليسه عن غير الثقات لم يقبل خبره حتى يقول: حدثني أو سمعت" ہر وہ شخص جس کی، غیر ثقہ راویوں سے تدلیس ظاہر ہوجائے تو اس کی حدیث قبول نہیں کی جاتی اِلا یہ کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے/ یعنی سماع کی تصریح کرے۔ (النکت للزرکشی ص ۱۸۴، نیز دیکھئے التبصرہ والتذکرہ شرح الفیۃ العراقی ۱/۱۸۳، ۱۸۴)

اُصولِ حدیث کے اس قاعدے سے صاف ثابت ہے کہ امام سفیان ثوری (اپنے طرزِ عمل کی وجہ سے) طبقۂ ثانیہ کے نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے۔

۲) امام علی بن عبداللہ المدینی نے فرمایا: لوگ سفیان (ثوری) کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں، کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔

(الکفایہ للخطیب ص ۳۶۲ وسندہ صحیح، علمی مقالات ج ۱ ص ۲۶۴)

اس قول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

اول: سفیان ثوری سے یحییٰ بن سعید القطان کی روایت سفیان کے سماع پر محمول ہوتی ہے۔

دوم: امام ابن المدینی امام سفیان ثوری کو طبقۂ اولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے، ورنہ یحییٰ القطان کی روایت کا محتاج ہونا کیا ہے؟!

۳) امام یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا: میں نے سفیان (ثوری) سے صرف وہی کچھ لکھا ہے، جس میں انھوں نے حدثنی اور حدثنا کہا، سوائے دو حدیثوں کے۔

(کتاب العلل و معرفۃ الرجال للامام احمد ۱/۲۰۷ ت ۱۱۳۰، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۲۴۲ رقم ۳۱۸)

اور وہ دو حدیثیں درج ذیل ہیں:

''سفیان عن سماك عن عکرمة و مغیرة عن إبراهیم ﴿و ان کان من قوم عدولکم﴾ قالا : هو الرجل یسلم فی دار الحرب فیقتل فلیس فیه دیة فیه کفارة'' (کتاب العلل ج ۱ ص ۲۴۲)

یعنی عکرمہ اور ابراہیم نخعی کے دو آثار جنھیں اوپر ذکر کر دیا گیا ہے، ان کے علاوہ یحییٰ القطان کی سفیان ثوری سے ہر روایت سماع پر محمول ہے۔ یحییٰ القطان کے قول سے ثابت ہوا کہ وہ سفیان ثوری کو طبقۂ ثانیہ سے نہیں سمجھتے تھے ورنہ حدیثیں نہ لکھنے کا کیا فائدہ؟

۴) حافظ ابن حبان البستی نے فرمایا: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں، ہم اُن کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں۔ مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابو اسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے... الخ

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ۱/۹۰، دوسرا نسخہ ۱/۱۶۱، تیسرا نسخہ: ایک جلد والا ص ۳۶، علمی مقالات ج ۱ ص ۲۶۶)

معلوم ہوا کہ حافظ ابن حبان سفیان ثوری اور اعمش کو طبقۂ ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ میں سے سمجھتے تھے۔

حافظ ابن حبان نے مزید فرمایا: وہ ثقہ راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے مثلاً قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابو اسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ہشیم بعض اوقات اپنے

جس شیخ سے احادیث سُنی تھیں، وہ روایت بطورِ تدلیس بیان کر دیتے جسے انھوں نے ضعیف وناقابلِ حجت لوگوں سے سُنا تھا، لہٰذا جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو، یہ نہ کہے: **حدثني يا سمعت** (یعنی جب تک سماع کی تصریح نہ کرے) اس کی خبر (حدیث) سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ (المجروحین ج ا ص ۹۲، علمی مقالات ج ا ص ۲۶۷)

اس گواہی سے دو باتیں ظاہر ہیں:

اول: حافظ ابن حبان سفیان ثوری وغیرہ مذکورین کی وہ روایات حجت نہیں سمجھتے تھے، جن میں سماع کی تصریح نہ ہو۔

دوم: حافظ ابن حبان کے نزدیک سفیان ثوری وغیرہ مذکورین بالا ضعیف راویوں سے بھی بعض اوقات تدلیس کرتے تھے۔

۵) حاکم نیشاپوری نے مدلسین کے پہلے طبقے کا ذکر کیا، جو ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے، پھر انھوں نے دوسری جنس (طبقۂ ثانیہ) کا ذکر کیا، پھر انھوں نے تیسری جنس (طبقۂ ثالثہ) کا ذکر کیا جو مجہول راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔ (دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵)

حاکم نیشاپوری نے امام سفیان بن سعید الثوری کو مدلسین کی تیسری قسم میں ذکر کر کے بتایا کہ وہ مجہول راویوں سے روایت کرتے تھے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۶ فقرہ: ۲۵۳)

اس عبارت کو حافظ العلائی نے درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

"**والثالث : من يدلس عن أقوام مجهولين لا يدرى من هم كسفيان الثوري...**" اور تیسرے وہ جو مجہول نامعلوم لوگوں سے تدلیس کرتے تھے، جیسے سفیان ثوری... (جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۹۹)

یہ عرض کر دیا گیا ہے کہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے والے کی معنعن روایت مردود ہوتی ہے۔

تنبیہ: صحیحین میں مدلسین کی تمام روایات سماع یا متابعات وشواہد پر محمول ہونے کی وجہ سے صحیح ہیں۔ والحمد للہ

۶) فقرہ نمبر ۱ میں امام ابو عاصم النبیل کا قول گزر چکا ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے استاذ امام سفیان ثوری کو طبقۂ اولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے، ورنہ اُن کی معنعن روایت کو سماع پر محمول کرتے۔

۷) امام سفیان ثوری نے اپنے استاذ قیس بن مسلم الجدلی الکوفی سے ایک حدیث بیان کی، جس کے بارے میں امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا: ''**ولا أظن الثوري سمعه من قيس، أراه مدلسًا**'' میں نہیں سمجھتا کہ ثوری نے اسے قیس سے سُنا ہے، میں اسے مدلَّس (یعنی تدلیس شدہ) سمجھتا ہوں۔ (علل الحدیث ۲/۲۵۴ ح ۲۲۵۵)

معلوم ہوا کہ امام ابو حاتم الرازی امام سفیان ثوری کو طبقۂ ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ میں سے سمجھتے تھے۔

۸) طبقۂ ثالثہ کے مشہور مدلس امام ہشیم بن بشیر الواسطی سے امام عبداللہ بن المبارک نے کہا: آپ کیوں تدلیس کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے (بہت کچھ) سنا بھی ہے؟ تو انھوں نے کہا: دو بڑے (بھی) تدلیس کرتے تھے یعنی اعمش اور (سفیان) ثوری۔

(العلل الکبیر للترمذی ۲/۹۶۶ وسندہ صحیح، التمہید ۱/۲۵، علمی مقالات ۱/۲۷۵)

امام ابن المبارک نے ہشیم پر کوئی رد نہیں کیا کہ یہ دونوں تو طبقۂ ثانیہ کے مدلس ہیں اور آپ طبقۂ ثالثہ کے مدلس ہیں بلکہ اُن کا خاموش رہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے ہشیم کی طرح سفیان ثوری اور اعمش کا مدلس ہونا تسلیم کر لیا تھا۔ دوسرے الفاظ میں وہ سفیان ثوری اور اعمش کو بھی طبقۂ ثالثہ میں سے سمجھتے تھے ورنہ ہشیم کا رد ضرور کرتے۔

۹) یہ حقیقت ہے کہ امام ہشیم بن بشیر طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ سفیان ثوری اور اعمش کو اپنی طرح مدلس سمجھتے تھے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ سفیان ثوری اور اعمش دونوں ہشیم کے نزدیک طبقۂ اولیٰ یا طبقۂ ثانیہ کے مدلس نہیں تھے۔

۱۰) امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**فأما من دلّس عن غير ثقة و عمن لم يسمع هو منه فقد جاوز حد التدليس الذي رخص فيه من رخص من**

العلماء .''پس اگر غیر ثقہ سے تدلیس کرے یا اُس سے جس سے اُس نے نہیں سُنا تو اُس نے تدلیس کی حد کو پار (عبور) کرلیا جس کے بارے میں (بعض) علماء نے رخصت دی ہے۔(الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۱،۳۶۲ وسندہ صحیح ،النکت للزرکشی ص ۱۸۸)

امام یعقوب بن شیبہ کے اس قول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

اول: ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے والے کی غیر مصرح بالسماع روایت مردود ہے۔

دوم: مرسل اور منقطع روایت مردود ہے۔

چونکہ سفیان ثوری کا ضعیف راویوں سے تدلیس کرنا ثابت ہے لہٰذا اس قول کی روشنی میں بھی اُن کی معنعن روایت مردود ہے۔

۱۱) علامہ نووی شافعی نے سفیان ثوری کے بارے میں کہا:

''**منها ان سفیان رحمه الله تعالیٰ من المدلسین وقال فی الروایة الأولیٰ عن علقمة والمدلس لا یحتج بعنعنته بالإتفاق إلا ان ثبت سماعه من طریق آخر...** ''اور ان میں سے یہ فائدہ بھی ہے کہ سفیان (ثوری) رحمہ اللہ مدلسین میں سے تھے اور انھوں نے پہلی روایت میں **عن علقمة** کہا اور مدلس کی عن والی روایت بالاتفاق حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند میں سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔(شرح صحیح مسلم درسی نسخہ ج ۱ ص ۱۳۶ تحت ح ۲۷۷، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۱۷۸، باب جواز الصلوات کلھا بوضوء واحد)

معلوم ہوا کہ علامہ نووی حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتے تھے بلکہ سفیان ثوری کو طبقۂ ثالثہ کا مدلس سمجھتے تھے جن کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے اِلا یہ کہ سماع کی تصریح یا معتبر متابعت ثابت ہو۔

۱۲) عینی حنفی نے کہا: اور سفیان (ثوری) مدلسین میں سے تھے اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اُس کی تصریحِ سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔

(عمدۃ القاری ۱۱۲/۳، نور العینین طبع جدید ص ۱۳۶، ماہنامہ الحدیث حضرو: ۶۶ ص ۲۷)

۱۳) ابن الترکمانی حنفی نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:

" فيه ثلاث علل :الثوري مدلس و قد عنعن ... "اس میں تین علتیں (وجہِ ضعف) ہیں: ثوری مدلس ہیں اورانھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے...(الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲)

معلوم ہوا کہ ابن الترکمانی کے نزدیک سفیان ثوری طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے اور اُن کا عنعنہ علتِ قادحہ ہے۔

۱۴) کرمانی حنفی نے شرح صحیح بخاری میں کہا:

بے شک سفیان (ثوری) مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے....(شرح الکرمانی ج ۳ ص ۶۲ تحت ح ۲۱۴)

۱۵) قسطلانی شافعی نے کہا: سفیان (ثوری) مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ قابلِ حجت نہیں ہوتا اِلا یہ کہ اس کے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۸۶، نور العینین طبع جدید ص ۱۳۶)

۱۶) حافظ ذہبی کا یہ اصول فقرہ نمبر ۱ میں گزر چکا ہے کہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے والے کی معنعن روایت مردود ہوتی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حافظ ذہبی کے نزدیک سفیان ثوری کی عن والی روایت مردود ہوتی ہے اور یہ کہ وہ طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے۔

۱۷) امام یحییٰ بن معین نے سفیان ثوری کو تدلیس کرنے والے (مدلس) قرار دیا۔

دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (۴/۲۲۵ وسندہ صحیح) اور الکفایۃ (ص ۳۶۱ وسندہ صحیح)

امام یحییٰ بن معین سے مدلس کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کی روایت حجت ہوتی ہے یا جب وہ حدثنا واخبرنا کہے تو؟ انھوں نے جواب دیا: " **لا يكون حجة فيما دلس** " وہ جس (روایت) میں تدلیس کرے (یعنی عن سے روایت کرے تو) وہ حجت نہیں ہوتی۔الخ (الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

۱۸) حافظ ابن الصلاح الشہرزوری الشافعی نے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اعمش، قتادہ اور ہشیم بن بشیر کو مدلسین میں ذکر کیا پھر یہ فیصلہ کیا کہ مدلس کی غیر مصرح بالسماع روایت قابلِ قبول نہیں ہے۔

دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح (علوم الحدیث ص ۹۹ مع التقیید والایضاح للعراقی، نوع:۱۲)

۱۹) حافظ ابن کثیر نے ابن الصلاح کے قاعدۂ مذکورہ کو برقرار رکھا اور عبارتِ مذکورہ کو اختصار کے ساتھ نقل کیا۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث (مع تعلیق الالبانی ج۱ ص۱۷۴)

۲۰) حافظ ابن الملقن نے بھی ابن الصلاح کی عبارتِ مذکورہ کو نقل کیا اور کوئی جرح نہیں کی۔ دیکھئے المقنع فی علوم الحدیث (۱/۱۵۷، ۱۵۸)

۲۱) موجودہ دور کے مشہور عالم اور ذہبیٔ عصر علامہ شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی المکی رحمہ اللہ نے ترکِ رفع یدین والی روایت (**عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمٰن بن الأسود عن علقمة عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه**) کو معلول قرار دیتے ہوئے پہلی علت یہ بیان کی کہ سفیان (ثوری) تدلیس کرتے تھے اور کسی سند میں اُن کے سماع کی تصریح نہیں ہے۔

دیکھئے التنکیل بمافی تانیب الکوثری من الاباطیل (ج۲ ص۲۰)

تنبیہ: علامہ یمانی رحمہ اللہ کی اس بات کا جواب آج تک کوئی نہیں دے سکا۔ نہ کسی نے اس حدیث میں سفیان ثوری کے سماع کی تصریح ثابت کی اور نہ معتبر متابعت پیش کی ہے۔ یہ لوگ جتنا بھی زور لگالیں ترکِ رفع یدین والی روایت عن سے ہی ہے۔

یاد رہے کہ اس سلسلے میں کتاب العلل للدارقطنی کا حوالہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۲۲) موجودہ دور کے ایک مشہور عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو مدلس قرار دیا اور غیر صحیحین میں اُن کی معنعن روایت کو معلول قرار دیا۔

دیکھئے کتاب: احکام ومسائل (تصنیف حافظ عبدالمنان نورپوری ج۱ ص۲۴۵)

ان دلائل وعبارات کے بعد آلِ تقلید (آلِ دیوبند و آلِ بریلوی) کے بعض حوالے پیش خدمت ہیں:

۲۳) سرفراز خان صفدر دیوبندی کڑمنگی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ

سے جرح کی ہے۔ دیکھئے خزائن السنن (۲/۷۷)

۲۴) محمد شریف کوٹلوی بریلوی نے سفیان ثوری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:

''اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔'' (فقہ الفقیہ ص ۱۳۴)

۲۵) ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے جرح کی۔ دیکھئے مجموعہ رسائل (طبع قدیم ۳/۳۳۱) اور تجلیاتِ صفدر (۵/۴۷۰)

۲۶) محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے: ''یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا۔'' (مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹)

معلوم ہوا کہ رضوی وغیرہ کے نزدیک سفیان ثوری طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے۔

۲۷) شیر محمد مماتی دیوبندی نے سفیان ثوری کی ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے:

''اور یہاں بھی سفیان ثوری مدلس عنعنہ سے روایت کرتا ہے'' (آئینۂ تسکین الصدور ص ۹۲)

سرفراز صفدر پر رد کرتے ہوئے شیر محمد مذکور نے کہا:

'' مولٰنا صاحب خود ہی ازراہِ کرم انصاف فرمائیں کہ جب زہری ایسے مدلس کی معنعن روایت صحیح تک نہیں ہوسکتی تو سفیان بن سعید ثوری ایسے مدلس کی روایت کیونکر صحیح ہوسکتی ہے جب کہ سفیان ثوری بھی یہاں عنعنہ سے روایت کررہے ہیں۔'' (آئینۂ تسکین الصدور ص ۹۰)

معلوم ہوا کہ شیر محمد مماتی کے نزدیک سفیان ثوری اور امام زہری دونوں طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے۔

۲۸) نیموی تقلیدی نے سفیان ثوری کی بیان کردہ آمین والی حدیث پر یہ جرح کی کہ ثوری بعض اوقات تدلیس کرتے تھے اور انھوں نے اسے عن سے بیان کیا ہے۔

دیکھئے آثار السنن کا حاشیہ (ص ۱۹۴ تحت ح ۳۸۴)

۲۹) محمد تقی عثمانی دیوبندی نے سفیان ثوری پر شعبہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے کہا:

''سفیان ثوریؒ اپنی جلالتِ قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے ہیں...''

(درس ترمذی ج ا ص ۵۲۱)

۳۰) حسین احمد مدنی ٹانڈوی دیوبندی کانگریسی نے آمین والی روایت کے بارے میں کہا: ''اور سفیان تدلیس کرتا ہے۔'' الخ (تقریر ترمذی اردو ص ۳۹۱ ترتیب: محمد عبدالقادر قاسمی دیوبندی)

اس طرح کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً:

احمد رضا خان بریلوی نے شریک بن عبداللہ القاضی (طبقۂ ثانیہ ۲/۵۶) کے بارے میں (بطورِ رضامندی) لکھا کہ

''تہذیب التہذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا: وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ اور ابن القطان نے فرمایا: وہ تدلیس میں مشہور تھا'' (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۲۳۹)

معلوم ہوا کہ احمد رضا خان کے نزدیک طبقات کی تقسیم صحیح نہیں ہے۔

تنبیہ: محدثینِ کرام کا مشہور قاعدہ ہے کہ صحیحین میں مدلسین کا عنعنہ (عن عن کہنا) سماع پر محمول ہے۔

اس پر رد کرتے ہوئے احمد رضا خان نے کہا: ''یہ محض اندھی تقلید ہے اگرچہ ہم حسنِ ظن کے منکر نہیں تاہم تخمین (اٹکل پچّو سے کچھ کہنا) بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہوسکتا۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۲۳۹)

عرض ہے کہ یہ اندھی تقلید اور تخمین نہیں بلکہ اُمت کے صحیحین کو تلقی بالقبول کی وجہ سے جلیل القدر علماء نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ صحیحین میں مدلسین کا عنعنہ سماع (یا متابعات) پر محمول ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے روایات المدلسین فی صحیح البخاری (تصنیف: ڈاکٹر عواد حسین الخلف) اور روایات المدلسین فی صحیح مسلم (تصنیف: عواد حسین الخلف)

یہ دونوں ضخیم کتابیں دار البشائر الاسلامیہ بیروت لبنان سے شائع ہوئی ہیں۔

ان دلائل مذکورہ اور آلِ تقلید کے حوالوں سے ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر العسقلانی کا امام سفیان ثوری کو مدلسین کے طبقۂ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے اور صحیح صرف یہ ہے کہ وہ

(سفیان ثوری رحمہ اللہ) طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے، جن کی عن والی روایت، غیر صحیحین میں عدمِ سماع اور معتبر متابعت کے بغیر ضعیف ہوتی ہے۔

تنبیہ: ہماری اس بحث سے قطعاً یہ کشید نہ کیا جائے کہ ہم طبقۂ ثالثہ کے علاوہ مدلسین کے عن والی روایات کو حجت سمجھتے ہیں بلکہ مذکورہ دلائل سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور کرنا مقصود ہے جو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو طبقۂ ثانیہ کا مدلس کہہ کر اُن کی عن والی روایات کو صحیح قرار دینے پر مصر ہیں۔ مزید دلائل اور توضیح آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم

بعض لوگ حافظ ابن حجر العسقلانی کی طبقات المدلسین کی طبقاتی تقسیم پر بضد ہیں۔ اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ حافظ ابن حجر نے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ دونوں کو ایک ہی طبقے (طبقۂ ثانیہ) میں اوپر نیچے ذکر کیا ہے۔

سفیان بن عیینہ نے ایک حدیث ''**عن جامع بن أبي راشد عن أبي وائل قال حذيفة ... أن رسول الله ﷺ قال: لا اعتكاف إلا في المساجد الثلاثة: المسجد الحرام و مسجد النبي ﷺ و مسجد بيت المقدس ...**'' بیان کی ہے، جس کا مفہوم درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مسجدوں کے علاوہ اعتکاف نہیں ہوتا: مسجدِ حرام، مسجد النبی ﷺ اور مسجد اقصیٰ: بیت المقدس۔ (دیکھئے شرح مشکل الآثار للطحاوی ۲۰۱/۷ ح ۲۷۷۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۱۶/۴، سیر اعلام النبلاء للذہبی ۸۱/۱۵ وقال الذہبی: ''صحیح غریب عال''! معجم الاسماعیلی: ۳۲۶)

سفیان بن عیینہ سے اسے تین راویوں: محمود بن آدم المروزی، ہشام بن عمار اور محمد بن الفرج نے روایت کیا ہے اور یہ سب صدوق (سچے راوی) تھے۔

جامع بن ابی راشد ثقہ فاضل تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۸۸۷ وھو من رجال الستہ)

ابو وائل شقیق بن سلمہ ثقہ تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۲۸۱۶ وھو من رجال الستۃ ومن المخضرمین)

یہ روایت سفیان بن عیینہ کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔ جو لوگ سفیان

بن عیینہ کے عنعنہ کو صحیح سمجھتے ہیں یا حافظ ابن حجر کے طبقۂ ثانیہ میں مذکورین کی معنعن روایات کی حجیت کے قائل ہیں، انھیں چاہئے کہ وہ تین مساجد مذکورہ کے علاوہ ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہونے کا انکار کر دیں۔ دیدہ باید!

شیخ البانی اور طبقاتی تقسیم

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کا تدلیس کے بارے میں عجیب وغریب موقف تھا۔ وہ سفیان ثوری اور اعمش وغیرہما کی معنعن روایات کو صحیح سمجھتے تھے، جبکہ حسن بصری (طبقۂ ثانیہ عند ابن حجر ۲/۴۰) کی معنعن روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

مثلاً دیکھئے ارواء الغلیل (۲/۲۸۸ ح ۵۰۵)

بلکہ شیخ البانی نے ابو قلابہ (عبداللہ بن زید الجرمی/ طبقۂ اولیٰ عند ابن حجر ۱/۱۵) کی معنعن حدیث پر ہاتھ صاف کر لیا۔ البانی نے کہا:

''**إسناده ضعيف لعنعنة أبي قلابة وهو مذكور بالتدليس ...**''

اس کی سند ابو قلابہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے اور وہ (ابو قلابہ) تدلیس کے ساتھ مذکور ہے... (حاشیہ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۲۶۸ تحت ح ۲۰۴۳)

حافظ ابن حجر نے حسن بن ذکوان (۳/۷۰) قتادہ (۳/۹۲) اور محمد بن عجلان (۳/۸۹) وغیرہم کو طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے جبکہ شیخ البانی ان لوگوں کی احادیث معنعنہ کو حسن یا صحیح کہنے سے ذرا بھی نہیں تھکتے تھے۔ دیکھئے صحیح ابی داود (۱/۳۳ ح ۸، سنن ابی داود بتحقیق الالبانی: ۱۱، روایۃ الحسن بن ذکوان) الصحیحۃ (۴/۲۰۲ ح ۱۶۴۷، روایۃ قتادہ) اور الصحیحہ (۳/۱۰۱ ح ۱۱۱۰، روایۃ ابن عجلان)

معلوم ہوا کہ البانی صاحب کسی طبقاتی تقسیمِ مدلسین کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ اپنی مرضی کے بعض مدلسین کی معنعن روایات کو صحیح اور مرضی کے خلاف بعض مدلسین (یا ابریاء من التدلیس) کی معنعن روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ اس سلسلے میں اُن کا کوئی اصول یا قاعدہ نہیں تھا لہٰذا تدلیس کے مسئلے میں اُن کی تحقیقات سے استدلال غلط ومردود ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (اہل حدیث) نے ابراہیم نخعی (طبقۂ ثانیہ

۲/۳۵) کی عن والی روایت پر جرح کی اور کہا: اس کی سند میں ابراہیم نخعی مدلس ہیں، حافظ (ابن حجر) نے انھیں طبقات المدلسین میں سفیان ثوری کے طبقے میں ذکر کیا ہے اور انھوں نے اسے اسود سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے لہٰذا نیموی کے نزدیک یہ اثر کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ (ابکار المنن ص ۲۱۴ مترجماً، دوسرا نسخہ بتحقیق ابن عبدالعظیم ص ۴۳۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث علماء کے نزدیک بھی یہ طبقاتی تقسیم قطعی اور ضروری نہیں ہے بلکہ دلائل کے ساتھ اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

آلِ تقلید اور طبقاتی تقسیم

عینی، کرمانی، قسطلانی اور نووی وغیرہم کے حوالے گزر چکے ہیں کہ وہ حافظ ابن حجر کے طبقۂ ثانیہ کے مدلسین کی معنعن روایات پر بھی جرح کرتے تھے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ لوگ حافظ ابن حجر العسقلانی کی طبقاتی تقسیم کے قائل نہیں تھے، ورنہ ایسا کبھی نہ کرتے۔

نیموی تقلیدی نے سعید بن ابی عروبہ (طبقہ ثانیہ ۲/۵۰) کو کثیر التدلیس قرار دے کر کہا کہ اس نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ (دیکھئے آثار السنن کا حاشیہ ص ۱۸۶ تحت ح ۵۵۰)

سرفراز خان صفدر تقلیدی دیوبندی کڑمنگی نے ابو قلابہ (طبقہ اولیٰ ۱/۱۵) کو غضب کا مدلس قرار دے کر اُن کی معنعن روایت پر جرح کی ہے۔

دیکھئے احسن الکلام (طبع دوم ج ۲ ص ۱۱۱، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۲۷)

محمد شریف کوٹلوی بریلوی، عباس رضوی بریلوی اور امین اوکاڑوی دیوبندی وغیرہم کے حوالے اس مضمون میں گزر چکے ہیں۔

ثابت ہوا کہ آلِ تقلید بھی یہ طبقاتی تقسیم صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جب فائدہ اور مرضی ہو تو بعض لوگ طبقات المدلسین کے طبقات سے استدلال بھی کر لیتے ہیں اور اگر مرضی کے خلاف ہو تو ان طبقات کو پسِ پشت پھینک دیتے ہیں۔

فائدہ: امام شافعی نے یہ اصول سمجھایا ہے کہ جو شخص صرف ایک دفعہ بھی تدلیس کرے تو اس کی وہ روایت مقبول نہیں ہوتی جس میں سماع کی تصریح نہ ہو۔ (دیکھئے الرسالہ ص ۳۷۹، ۳۸۰)

باقی ائمۂ ثلاثہ (مالک، احمد اور ابو حنیفہ) سے اس اصول کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے لہٰذا جو لوگ ائمۂ اربعہ اور چار مذاہب کے ہی برحق ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، غور کریں کہ تدلیس کے مسئلے میں ائمۂ اربعہ کو چھوڑ کر وہ کس راستے پر جا رہے ہیں؟!

بعض شبہات کے جوابات

امام سفیان ثوری کی تدلیس کے سلسلے میں بعض الناس بعض اعتراضات اور شبہات بھی پیش کرتے رہتے ہیں، ان کے مسکت اور دندان شکن جوابات درج ذیل ہیں:

۱: اگر کوئی کہے کہ ''آپ حافظ ابن حجر وغیرہ کی طبقات المدلسین کی طبقاتی تقسیم سے متفق نہیں ہیں، جیسا کہ آپ نے ماہنامہ الحدیث: ۳۳ (ص ۵۵) وغیرہ میں لکھا ہے اور دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری اور اعمش کو طبقۂ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں طبقۂ ثالثہ کے مدلسین میں سے تھے۔ کیا یہ اضطراب نہیں ہے''؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک، جن راویوں پر تدلیس کا الزام ہے، اُن کے صرف دو طبقے ہیں:

طبقۂ اولیٰ: وہ جن پر تدلیس کا الزام باطل ہے اور تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مدلس نہیں تھے مثلاً امام ابو قلابہ اور امام بخاری وغیرہما۔ [ایسے راویوں کی معنعن روایت صحیح ہوتی ہے۔]

طبقۂ ثانیہ: وہ جن پر تدلیس کا الزام صحیح ہے اور اُن کا تدلیس کرنا ثابت ہے مثلاً قتادہ، سفیان ثوری، اعمش اور ابن جریج وغیرہم۔

ایسے راویوں کی ہر معنعن روایت (صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں) عدمِ متابعت اور عدمِ شواہد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے، چاہے انھیں حافظ ابن حجر وغیرہ کے طبقۂ اولیٰ میں ذکر کیا گیا ہو یا طبقۂ ثانیہ میں۔

یہ تو ہوئی ہماری اصل تحقیق اور دوسری طرف جب میں نے کسی راوی مثلاً امام سفیان ثوری اور اعمش وغیرہما کو طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے تو یہ صراحت اُن لوگوں کے لئے بطورِ

الزام کی گئی ہے جو مروّجہ طبقاتی تقسیم پر کلیتاً یقین رکھتے ہیں، بلکہ اس تقسیم کا اندھا دھند دفاع بھی کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس صراحت کا یہ مقصد ہے کہ اگر آپ مروّجہ طبقاتی تقسیم کو قطعی اور یقینی سمجھتے ہیں تو پھر سُن لیں! کہ یہ راوی طبقۂ اُولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ میں سے ہیں اور یہی راجح ہے لہٰذا یہ اضطراب نہیں بلکہ ایک ہی بات ہے جسے دو عبارتوں میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۲: اگر کوئی کہے کہ آپ نے کئی سال پہلے خود ایک دفعہ سفیان ثوری کو طبقۂ ثانیہ میں لکھ دیا تھا۔ (دیکھئے کتاب: جرابوں پر مسح ص ۴۰ میں آپ کا خط نوشتہ ۱۹/۸/۱۴۰۸ھ)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کافی عرصہ پہلے میں یہ اعلان بھی شائع کرا چکا ہوں کہ

''میری یہ بات غلط ہے، میں اس سے رجوع کرتا ہوں لہٰذا اسے منسوخ و کالعدم سمجھا جائے....'' (ماہنامہ شہادت اسلام آباد مطبوعہ اپریل ۲۰۰۳ء، جز رفع الیدین ص ۲۶)

لہٰذا منسوخ اور رجوع شدہ بات کا اعتراض باطل ہے۔ نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۴۲ ص ۲۸ (واللفظ لہ)

۳: اگر کوئی کہے کہ'' آپ نے صرف حاکم نیشاپوری پر اعتماد کر کے سفیان ثوری کو طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔''

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے، بلکہ میں نے متعدد دلائل (مثلاً ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے) کی رُو سے سفیان ثوری کو طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے اور ان میں سے بیس سے زیادہ دلائل تو اسی مضمون میں موجود ہیں، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اسی طرح حافظ ابن حبان، عینی حنفی اور ابن الترکمانی حنفی وغیرہم کے نزدیک سفیان ثوری طبقۂ ثالثہ میں سے تھے، جیسا کہ اس مضمون میں باحوالہ ثابت کر دیا گیا ہے۔

تنبیہ: اگر کسی محدث کا کوئی قول بطورِ تائید پیش کیا جائے تو بعض چالاک قسم کے لوگ اُس محدث کے دوسرے اقوال پیش کر کے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں کہ آپ ان اقوال کو کیوں نہیں مانتے؟

عرض ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہر بات ہمیشہ واجب التسلیم اور حق ہے لیکن آپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ اُس کی ہر بات ہمیشہ واجب التسلیم اور حق ہو بلکہ دلائل کے ساتھ اُس اُمتی شخص سے اختلاف کیا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا جرم نہیں ہے لہٰذا حاکم نیشاپوری وغیرہ کو دوسرے مقامات پر اگر غلطیاں لگی ہوں تو ان سے اختلاف کرنا ہر صاحبِ فہم مسلمان کا حق ہے۔

۴: اگر کوئی کہے کہ حاکم وغیرہ نے سفیان ثوری کی بہت سی روایتوں کو صحیح قرار دیا ہے۔
مثلاً دیکھئے ایک شخص کی کتاب: رفع یدین کے موضوع پر...نور العینین کا محققانہ تجزیہ"

(ص ۴۱، ۴۲)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تصحیح مقرر شدہ قاعدے سے اور اُصولِ حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط یا تساہل ہے۔

یاد رہے کہ حاکم وغیرہ پر متساہل ہونے کا بھی الزام ہے۔ مثلاً دیکھئے حافظ ذہبی کا رسالہ: ذکر من یعتمد قوله فی الجرح و التعدیل اور دیگر کتب

۵: اگر کوئی کہے کہ آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ پر تدلیس کے مسئلے میں اعتماد کیا ہے، حالانکہ ان کا قول جمہور کے خلاف ہے۔!

تو جواباً عرض ہے کہ امام شافعی کا یہ فیصلہ کہ مدلس کی معنعن روایت ضعیف اور غیر مقبول ہوتی ہے، جمہور کے خلاف نہیں بلکہ جمہور محدثین کے موافق ہے جس پر ہمارا یہ مضمون بھی گواہ ہے جس میں بیس سے زیادہ حوالے صرف سفیان ثوری کے بارے میں پیش کر دیئے گئے ہیں اور اُصولِ حدیث کی کتابیں بھی اس کی مؤید ہیں، علمائے تحقیق وتخریج اور اختلافی مسائل پر لکھنے والوں کی تحریروں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

۶: اگر کوئی کہے کہ امام شافعی نے خود اپنی کتابوں میں مدلسین مثلاً سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری سے معنعن روایتیں لی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مجرد روایت لینا یا بیان کرنا تصحیح نہیں ہوتی لہٰذا جو شخص اسے تصحیح

سمجھ بیٹھا ہے تو وہ اپنی اصلاح کرلے۔

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ سفیان بن عیینہ سے امام شافعی کی تمام روایات سماع پر محمول ہیں۔
دیکھئے النکت للزرکشی (ص ۱۸۹) اور الفتح المبین (ص ۴۲)

سفیان ثوری سے امام شافعی کی معنعن روایات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امام شافعی ان روایات کو صحیح سمجھتے تھے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ کتاب الام وغیرہ سے امام شافعی کہ وہ روایت مع مکمل سند و متن پیش کریں، جس میں سفیان ثوری کا تفرد ہے، روایت معنعن ہے اور امام شافعی نے اسے سندہ صحیح یا سندہ حسن فرمایا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر یہ اعتراض باطل ہے۔

۷: اگر کوئی کہے کہ سفیان ثوری کی بہت سی روایات کتبِ حدیث میں عن کے ساتھ موجود ہیں مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، سنن ابی داود، سنن ترمذی، مسند احمد اور مسند ابی یعلیٰ وغیرہ۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کتبِ حدیث کے تین طبقات ہیں:

اول: صحیح بخاری اور صحیح مسلم

ان دونوں کتابوں کو اُمت کی تلقی بالقبول حاصل ہے لہٰذا ان دو کتابوں میں مدلسین کی روایات سماع، متابعات اور شواہد معتبرہ کی وجہ سے صحیح ہیں۔

دوم: صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان وغیرہما

ان کتابوں کو تلقی بالقبول حاصل نہیں لہٰذا ان کے ساتھ اختلاف کیا جاسکتا ہے مثلاً صحیح ابن خزیمہ میں سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت صرف سفیان ثوری کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے اور مومل بن اسماعیل پر جمہور محدثین بشمول امام یحییٰ بن معین کی توثیق کے بعد اعتراض مردود ہے۔ دیکھئے میرا مضمون: اثبات التعدیل فی توثیق مؤمل بن اسماعیل (علمی مقالات ج ۱ ص ۴۱۷۔۴۲۷)

سوم: سنن ابی داود، سنن ترمذی، مسند ابی یعلیٰ اور مسند احمد وغیرہ

ان کتابوں کے مصنفین نے اپنی کتابوں کے بارے میں صحیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا

لہٰذا ان کتابوں میں مجرد روایت کی بنا پر یہ کہنا غلط ہے کہ صاحبِ کتاب نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

ایک شخص نے ان کتابوں میں سے بعض روایات کی تخریج کر کے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ یہ روایتیں ان کے نزدیک صحیح ہیں، حالانکہ یہ دعویٰ بالکل جھوٹ ہے۔

انھی کتابوں میں اہلِ حدیث کی مستدل بہت سی روایات موجود ہیں، تو کیا وہ شخص یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ تمام روایتیں ان کتابوں کے مصنفین کے نزدیک صحیح ہیں؟

۸: بعض الناس نے امام شافعی اور جمہور محدثین کے خلاف یہ قاعدہ بنایا ہے کہ اگر راوی کثیر التدلیس ہو تو اس کی معنعن روایت ضعیف ہوگی اور اگر قلیل التدلیس ہو تو اس کی روایت صحیح ہوگی۔

عرض ہے کہ یہ قاعدہ غلط ہے، جیسا کہ اس مضمون کے بیس سے زیادہ حوالوں سے ثابت ہے۔

امام ابن المدینی کا قول کہ لوگ سفیان ثوری کی روایتوں میں یحییٰ بن سعید القطان کے محتاج ہیں، اس کی واضح دلیل ہے کہ سفیان ثوری کثیر التدلیس تھے، ورنہ لوگوں کا محتاج ہونا کیسا ہے؟ غالباً یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کے عالم مسفر بن غرم اللہ الدمینی نے لکھا ہے:

''و تدلیسه کثیر'' اور سفیان ثوری کی تدلیس بہت زیادہ ہے۔

(التدلیس فی الحدیث ص ۲۶۶)

تنبیہ: مسفر مذکور کا اہلِ حدیث یا غیر مقلد ہونا صراحتاً ثابت نہیں ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اُن کا کیا مسلک ہے؟

ابوزرعہ ابن العراقی نے کہا: ''مشهور بالتدلیس'' یعنی سفیان ثوری تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں۔ (کتاب المدلسین: ۲۱)

۹: اگر کوئی کہے کہ حافظ العلائی وغیرہ نے سفیان ثوری کو طبقۂ ثانیہ میں لکھا ہے، جن کی تدلیس کو اماموں نے محتمل (قابلِ برداشت) قرار دیا ہے۔ (دیکھئے جامع التحصیل ص ۱۱۳)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ العلائی نے زہری (۳/۱۰۲) حمید الطّویل (۳/۷۱) ابن جریج (۳/۸۳) اور ہشیم بن بشیر (۳/۱۱۱) کو بھی اسی طبقۂ ثانیہ میں ثوری کے ساتھ ذکر کیا ہے، حالانکہ ان سب کو حافظ ابن حجر نے طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ سے ابن جریج کی تدلیس (معنعن روایت) کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

''**یتجنب تدلیسه فإنه و حش التدلیس، لا یدلّس إلا فیما سمعه من مجروح ...** ''ان کی تدلیس (عن والی روایت) سے اجتناب کرنا (یعنی سختی سے بچنا) چاہئے کیونکہ اُن کی تدلیس وحشت ناک ہے، وہ صرف مجروح سے ہی تدلیس کرتے تھے... (سوالات الحاکم للدارقطنی: ۲۶۵)

امام احمد بن صالح المصری نے فرمایا کہ اگر ابن جریج سماع کی تصریح نہ کریں تو اُس (روایت) کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۱۰)

ہشیم بن بشیر کے بارے میں ابن سعد نے کہا: ''.... **وما لم یقل فیه أخبرنا فلیس بشيء** ''جس میں وہ سماع کی تصریح نہ کریں تو وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ (طبقات ابن سعد ۷/۳۱۳)

معلوم ہوا کہ جس طرح ابن جریج اور ہشیم کو طبقۂ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے، اُسی طرح سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور اعمش کو بھی طبقۂ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے۔

۱۰: اگر کوئی کہے کہ ایک شخص نے آپ کی کتاب: نور العینین کے رد میں ایک کتاب: محققانہ تجزیہ لکھی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کتاب میں صاحبِ کتاب نے ترکِ رفع یدین والی روایت میں سفیان ثوری کے سماع کی تصریح پیش نہیں کی اور نہ معتبر متابعت ثابت کی ہے۔ اس کتاب میں سفیان ثوری کی تدلیس (معنعن روایت) کا دفاع کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے، جو کہ ہمارے اس تحقیقی مضمون کی رُو سے باطل ہے۔

اس شخص نے حدیث کی کتابوں میں سے سفیان ثوری کی بہت سی معنعن مرویات پیش کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ محدثین کرام سفیان ثوری کی معنعن روایات کو حجت

سمجھتے تھے، حالانکہ یہ تاثر باطل ہے اور اس طرح کی مرویات کتبِ احادیث سے ہر مدلس راوی کی پیش کی جاسکتی ہیں، جنھیں نہ بریلوی حضرات تسلیم کرتے، نہ دیوبندی اور نہ حنفی حضرات تسلیم کرتے ہیں۔ ایسا طریقۂ کار کبھی اختیار نہیں کرنا چاہئے، جس کی وجہ سے تمام مدلسین کی تمام معنعن روایات صحیح قرار دی جائیں اور علمِ تدلیس فضول ہو جائے۔

ایک شخص نے امام دارقطنی کی کتاب العلل (۵/۱۷۱، ۱۷۳ رقم ۸۰۴) سے ابو بکر النہشلی اور عبداللہ بن ادریس کی متابعات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ یہ حوالہ بالکل بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور دنیا کی کسی کتاب میں صحیح یا حسن لذاتہ سند کے ساتھ ابو بکر النہشلی یا عبداللہ بن ادریس کی روایتِ مذکورہ میں لفظی یا معنوی (مفہوماً) متابعت ثابت نہیں ہے۔

بعض الناس نے لکھا ہے:

''امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''**حدث بہ الثوری عنہ**'' کے لفظ لکھے۔ جس سے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے صیغہ تحدیث ثابت ہوتے ہیں...'' (محققانہ تجزیہ ص ۹۲)

یہ استدلال دو وجہ سے مردود ہے:

۱: امام دارقطنی کی پیدائش سے بہت عرصہ پہلے امام سفیان ثوری فوت ہو گئے تھے لہٰذا یہ قول بے سند ہے۔

۲: **حدث بہ الثوري عنہ** کا مطلب یہ ہے کہ ثوری نے اس سے حدیث بیان کی ہے لہٰذا اس سے سماع کہاں سے ثابت ہو گیا؟ اس میں سماع کی تصریح ہی نہیں لیکن بعض الناس ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

ایک شخص نے امام سفیان ثوری کی معنعن حدیث کے دس (۱۰) شواہد بنانے کی کوشش کی ہے جن میں نمبر ا سے نمبر ۹ تک سب موقوف و مقطوع روایات اور ضعیف و مردود ہیں۔ ابراہیم نخعی مدلس تھے لہٰذا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (جو اُن کی پیدائش سے پہلے وفات پا گئے تھے) اُن کی ہر روایت مردود ہے، چاہے انھوں نے ایک جماعت (مجہولین) سے ہی سنا ہو۔

عبدالرزاق، حماد بن ابی سلیمان، ابن عیینہ، سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی سب مدلس تھے لہٰذا اُن کی معنعن روایات مردود کے حکم میں ہیں۔ آخری روایت میں محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف تھا۔ حماد اور ابراہیم دونوں مدلس تھے اور روایت معنعن ہے۔

مختصر یہ کہ یہ سب شواہد مردود ہیں اور بات سفیان ثوری کی تدلیس میں ہی پھنسی ہوئی ہے۔

اب آخر میں صاحبِ محققانہ تجزیہ (فیصل خان بریلوی) کے پانچ جھوٹ باحوالہ اور رد پیشِ خدمت ہیں:

۱: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایتِ مذکورہ کے بارے میں اس شخص نے طحاوی حنفی کی کتاب شرح معانی الآثار (۱/۱۵۴، ۱/۲۲۴) سے تصحیح نقل کی (محققانہ تجزیہ ص ۱۲۲)، حالانکہ طحاوی نے اس روایت کو صراحتاً صحیح نہیں کہا لہٰذا یہ طحاوی پر جھوٹ ہے۔

۲: روایتِ مذکورہ کے بارے میں اس شخص نے حافظ ابن حجر کی کتاب الدرایہ (۱/۱۵۰) سے نقل کیا: ''صحیح'' (محققانہ تجزیہ ص ۱۲۳)

یہ کالا جھوٹ ہے۔

۳: روایتِ مذکورہ کے بارے میں اس شخص نے مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی تعلیقاتِ سلفیہ (۱۲۳) سے نقل کیا: ''صحیح'' (محققانہ تجزیہ ص ۱۲۵)

مولانا عطاء اللہ نے اس حدیث کو قطعاً صحیح نہیں کہا بلکہ ابوالحسن سندھی کا حاشیہ نقل کر کے س کا حرف لکھ دیا ہے (دیکھئے تعلیقاتِ سلفیہ ص ۱۲۳، حاشیہ ۴) لہٰذا عبارتِ مذکورہ میں صاحبِ تجزیہ نے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

۴: صاحبِ محققانہ تجزیہ نے کہا:

''کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ترک رفع یدین ثابت ہے۔'' (محققانہ تجزیہ ص ۱۰۷)

یہ بالکل کالا جھوٹ ہے۔

۵: صاحبِ تجزیہ نے کہا: ''زبیر علیزئی صاحب امام بزار رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کرتے ہیں اور ان

کی توثیق کے قائل نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا قول کیسے پیش کر سکتے ہیں۔'' (محققانہ تجزیہ ص ۱۱۵)

یہ جھوٹ ہے کیونکہ میرے نزدیک امام بزار ثقہ یخطئ اور صدوق حسن الحدیث ہیں اور متعدد مقامات پر میں نے ان کی بیان کردہ احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

مثلاً دیکھئے علمی مقالات (ج ۱ ص ۱۱۲)

ماہنامہ الحدیث: ۲۳ میں بھی آخر میں خطیب بغدادی اور ابوعوانہ وغیرہما سے محدث بزار کا ثقہ وصدوق ہونا نقل کیا گیا ہے۔ (دیکھئے ص ۳۰)

ان کے علاوہ اس شخص کے اور بھی بہت سے جھوٹ ہیں مثلاً مسند احمد میں مجرد روایت کی وجہ سے امام احمد بن حنبل سے ''احتج بہ'' نقل کرنا، وغیرہ۔

دیکھئے محققانہ تجزیہ (ص ۱۲۲)

اس شخص کی جہالتیں بھی بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً:

'' حدث به الثوری عنه '' کو سماع پر محمول کرنا۔ (تجزیہ ص ۹۲)

اور یہ کہنا کہ ''ویسے بھی ثم لا یعود کے بغیر بھی احناف کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔'' (تجزیہ ص ۱۱۹)

حالانکہ اس ضعیف روایت میں ''ثم لا یعود'' اور اس کے مفہوم کی زیادت باطل ثابت ہو جائے تو بریلویوں دیوبندیوں کا دعویٰ اور اس کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے، ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے اور ''بھٹہ'' بیٹھ جاتا ہے۔

خلاصۃ التحقیق: ہمارے اس مدلل اور تحقیقی مضمون میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ترک رفع یدین والی روایت میں سفیان ثوری مدلس ہیں جو طبقۂ ثالثہ کے مدلس ہیں لہٰذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف و مردود ہے۔

دنیا کی کسی کتاب میں روایتِ مذکورہ میں امام سفیان ثوری کے سماع کی تصریح موجود نہیں اور نہ کوئی معتبر متابعت کہیں موجود ہے۔

اہلِ ایمان کو چاہئے کہ ضد و عناد کو چھوڑ کر حق کو تسلیم کریں اور اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۱۲/ستمبر ۲۰۰۹ء، ۲۱/رمضان ۱۴۳۰ھ)

سلیمان الاعمش کی ابوصالح وغیرہ سے معنعن روایات کا حکم

مشہور ثقہ راوی امام سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی رحمہ اللہ کا مدلّس ہونا ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی (صدوق) نے لکھا ہے:

"و أخبرنا أحمد بن علي الأديب: أخبرنا الحاكم أبوعبدالله إجازة: حدثنا محمد بن صالح بن هانئ: حدثنا إبراهيم بن أبي طالب: حدثنا رجاء الحافظ المروزي: حدثنا النضر بن شميل قال: سمعت شعبة يقول: كفيتكم تدليس ثلاثة: الأعمش و أبي إسحاق و قتادة"

شعبہ (بن الحجاج البصری رحمہ اللہ) نے فرمایا: تین (آدمیوں) کی تدلیس کے لئے میں تمھارے لئے کافی ہوں: اعمش، ابواسحاق اور قتادہ (مسألۃ التسمیہ ص ۴۷ وسندہ صحیح)

اس روایت کے راویوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

① ابوبکر احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن خلف الشیرازی الادیب ثقہ تھے۔

(دیکھئے الحلقۃ الاولیٰ من تاریخ نیسابور: المنتخب من السیاق لعبدالغافر بن اسماعیل الفارسی ص ۱۳۵ ترجمہ ۲۴۲)

② ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری صاحب المستدرک علی الصحیحین مشہور ثقہ وصدوق تھے۔

③ محمد بن صالح بن ہانئ ثقہ تھے۔ دیکھئے المنتظم لابن جوزی (۸۶/۱۴ وفیات: ۳۴۰ھ)

④ ابراہیم بن ابی طالب النیسابوری کی حدیث کو حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا۔ دیکھئے المستدرک (ج ۴ ص ۵۴۲ ح ۸۶۲۹) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۵۴۷/۱۳)

⑤ رجاء بن المرجّی المروزی السمرقندی: حافظ ثقہ تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۱۹۲۸)

⑥ نضر بن شمیل ثقہ ثبت تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۷۱۳۵)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ سند بالکل صحیح ہے۔ اس روایت سے دو باتیں ثابت ہیں:

ا: سلیمان بن مہران الاعمش، ابواسحاق السبیعی اور قتادہ بن دعامہ تینوں مدلس تھے۔

۲: اعمش، ابواسحاق اور قتادہ تینوں سے شعبہ بن الحجاج کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

امام شعبہ کے علاوہ ابو حاتم الرازی، ابن خزیمہ اور دارقطنی وغیرہم نے بھی اعمش کو مدلس قرار دیا ہے۔ دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج۱ص۲۷۱)

بلکہ حافظ ذہبی نے لکھا ہے: ''**و هو يدلس و ربما دلس عن ضعيف ولا يدرى به**'' اور وہ تدلیس کرتے تھے اور بعض اوقات ضعیف (راوی) سے تدلیس کرتے اور اس کا پتا نہیں چلتا تھا۔ (میزان الاعتدال ج۲ص۲۲۴)

حافظ ذہبی نے مدلسین کے بارے میں ایک قاعدہ لکھا ہے:

''**ثمّ إن كان المدلس عن شيخه ذا تدليس عن الثقات فلا بأس و إن كان ذا تدليس عن الضعفاء فمردود**'' پھر (وہاں) اگر مدلس ثقہ راویوں سے تدلیس کرتا تھا تو کوئی حرج نہیں اور اگر وہ ضعفاء (ضعیف راویوں) سے تدلیس کرتا تھا تو (اُس کی روایت) مردود ہے۔ (الموقظۃ مع شرح سلیم الہلالی: کفایۃ الحفظۃ ص۱۹۹)

ثقات سے تدلیس والی مثال صرف سفیان بن عیینہ کی بیان کی جاتی ہے لیکن اس میں نظر ہے، کیونکہ سفیان بن عیینہ کا غیر ثقہ (اور ثقہ مدلسین) سے بھی تدلیس کرنا ثابت ہے۔

ذہبی کے درج بالا قول سے ثابت ہوا کہ جو مدلس راوی غیر ثقہ وضعفاء سے تدلیس کرے تو اس کی عن والی روایت مردود ہوتی ہے لہٰذا اعمش اور سفیان ثوری وغیرہما کی معنعن روایات (غیر صحیحین میں) عدم سماع وعدمِ متابعت اور شواہد صحیحہ کی غیر موجودگی میں مردود ہیں۔

حافظ ذہبی نے اعمش کے بارے میں ایک عجیب وغریب بات لکھ دی ہے:

''**.... إلا في شيوخ له أكثر عنهم: كإبراهيم و ابن أبي وائل و أبي صالح السمان فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال**''.... سوائے ان اساتذہ کے جن سے انھوں (اعمش) نے کثرت سے روایت بیان کی ہے، جیسے ابراہیم (النخعی) ابو وائل (شقیق بن سلمہ/صح) اور ابو صالح السمان تو اس قسم والوں سے ان کی روایت اتصال (تصریحِ سماع) پر محمول ہے۔ (میزان الاعتدال ج۲ص۲۲۴، دوسرا نسخہ ج۳ص۳۱۶)

حافظ ذہبی کے اس قول کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

ا: ان مذکورہ شیوخ سے اعمش کی روایات عام طور پر (یا صحیحین میں) اتصال پر محمول ہیں، کیونکہ اُن روایات میں سے اکثر میں سماع کی تصریح مل جاتی ہے۔

۲: ان مذکورہ شیوخ سے اعمش کی تمام روایات اتصال پر محمول ہیں۔

اگر اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے تو کئی لحاظ سے یہ غلط ہے، اس کے غلط اور مردود ہونے کے سولہ (۱٦) دلائل درج ذیل ہیں:

۱) امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ نے ایک روایت کے بارے میں فرمایا:

''**حديث الأعمش عن أبي صالح: الإمام ضامن، لا أراه سمعه من أبي صالح**'' اعمش کی ابو صالح سے الامام ضامن والی حدیث، میں نہیں سمجھتا کہ انھوں نے اسے ابو صالح سے سُنا ہے۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۸۲ وسندہ صحیح)

ایک اور روایت میں ہے کہ سفیان ثوری نے فرمایا: ''**ثنا سليمان هو الأعمش عن أبي صالح ولا أراه سمعه منه...**'' (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۲۷/۳، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری حافظ ذہبی کا مذکورہ قاعدہ نہیں مانتے تھے۔

۲) حاکم نیشاپوری نے ایک حدیث کے بارے میں کہا: ''**لم يسمع هذا الحديث الأعمش من أبي صالح**'' اعمش نے ابو صالح سے یہ حدیث نہیں سُنی۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص ۳۵)

۳) بیہقی نے فرمایا: ''**و هذا الحديث لم يسمعه الأعمش باليقين من أبي صالح....**'' اور یہ حدیث اعمش نے یقیناً ابو صالح سے نہیں سُنی۔ (السنن الکبریٰ ۴۳۰/۱)

٤) اعمش عن ابی صالح کی سند والی ایک روایت کے بارے میں ابو الفضل محمد بن ابی الحسین احمد بن محمد بن عمار الہروی الشہید (متوفی ۳۱۷ھ) نے فرمایا:

''**و الأعمش كان صاحب تدليس فربما أخذ عن غير الثقات**''

اور اعمش تدلیس کرنے والے تھے، وہ بعض اوقات غیر ثقہ سے روایت لیتے (یعنی تدلیس

کرتے) تھے۔ (علل الاحادیث فی کتاب الصحیح لمسلم بن الحجاج ص ۱۳۸ ح ۳۵)

۵) اعمش عن ابی صالح کی سند والی ایک روایت کے بارے میں حافظ ابن القطان الفاسی المغربی نے کہا: "**و معنعن الأعمش عرضة لتبين الإنقطاع فإنه مدلس**"
اوراعمش کی عن والی روایت انقطاع کا نشانہ ہے کیونکہ وہ مدلس تھے۔

(بیان الوہم والایہام ج ۲ ص ۴۳۵ ح ۴۴۱)

۶) طحاوی نے اعمش عن ابی صالح والی روایت پر تدلیس کا اعتراض نقل کیا اور پھر ضعیف سند سے سماع کی تصریح سے استدلال کیا۔ دیکھئے مشکل الآثار (ج ۵ ص ۴۳۴ ح ۲۱۹۲)

۷) دارقطنی نے الاعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں کہا:
"**و لعل الأعمش دلسه عن حبيب و أظهر اسمه مرة، والله أعلم**"
اور شاید اعمش نے حبیب (بن ابی ثابت) سے تدلیس کی اور ایک دفعہ اس کا نام ظاہر کر دیا۔ واللہ اعلم (العلل الواردۃ ج ۱۰ ص ۹۵ ح ۱۸۸۸)

۸) اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں علامہ نووی نے کہا:
"**والأعمش مدلس والمدلس إذا قال عن لا يحتج به إلا إذا ثبت السماع من جهة أخرى....**" اوراعمش مدلس تھے اور مدلس اگر عن سے روایت کریں تو وہ حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے....

(شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۲ ح ۱۰۹، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۱۹)

۹) امام ابن خزیمہ نے اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا:
اسے اعمش نے ابوصالح سے سُنا ہے اور اس میں تدلیس نہیں کی اور ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) کی حدیث اس سند کے ساتھ صحیح ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(دیکھئے کتاب التوحید ص ۱۰۹ ح ۱۶۰)

معلوم ہو کہ امام ابن خزیمہ بھی اعمش عن ابی صالح کی تدلیس کے قائل تھے۔

۱۰) حافظ ابن حبان البستی نے فرمایا: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں ہم ان کی صرف ان

روایات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں مثلاً سفیان ثوری، اعمش اورابواسحاق وغیرہم جوکہ زبردست ثقہ امام تھے.... الخ

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۹۰، نیز دیکھئے میری کتاب علمی مقالات ج ۱ ص ۲۶۶)

حافظ ابن حبان کے اس قول سے معلوم ہوا کہ وہ سفیان ثوری اوراعمش کو طبقۂ ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ میں سے سمجھتے تھے۔

۱۱) اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں محدث بزار نے کہا: ''**هذا الحديث كلامه منكر، ولعل الأعمش أخذه من غير ثقة فدلسه فصار ظاهر سنده الصحة و ليس للحديث عندي أصل** ''اور یہ حدیث: اس کا کلام منکر ہے، اور ہوسکتا ہے کہ اعمش نے اسے غیر ثقہ سے لے کر تدلیس کردی ہو تو ظاہراً اس کی سند صحیح بن گئی اور میرے نزدیک اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۶۲ تحت ح ۴۷۵۰)

حافظ ابن حجر نے اعمش سے ابوصالح کی روایتِ مذکورہ میں سماع کی تصریح ثابت کردی لیکن بزار کے مذکورہ قاعدے کو غلط قرار نہیں دیا، جو اُن کی رضامندی کی دلیل ہے۔

۱۲) حافظ ابن الجوزی نے اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا: ''**هذا حديث لا يصح**... '' یہ حدیث صحیح نہیں ہے... (العلل المتناہیہ ج ۱ ص ۴۳۷ ح ۷۳۶)

۱۳) اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں امام علی بن المدینی نے فرمایا: اس بارے میں ابوصالح عن ابی ہریرہ والی حدیث ثابت نہیں ہے اور ابوصالح عن عائشہ والی حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔ (الجامع للترمذی: ۲۰۷ وسندہ صحیح)

تنبیہ: ابوصالح عن عائشہ والی حدیثِ مذکور حسن لذاتہ ہونے کی وجہ سے صحیح ہے۔

یہ تیرہ (۱۳) اقوال تو اعمش عن ابی صالح کے بارے میں تھے۔

۱۴) اعمش نے ابراہیم نخعی سے ایک روایت عن کے ساتھ بیان کی جس کے بارے میں امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے فرمایا: ''**هذا من ضعيف حديث الأعمش**'' یہ اعمش کی ضعیف حدیثوں میں سے ہے۔ (کتاب العلل للامام احمد ۲/ ۴۱۳ ت ۲۸۴۵ وسندہ صحیح)

اگر کوئی کہے کہ اس میں وجۂ ضعف انقطاع ہے تو عرض ہے کہ پھر یہ کہنا چاہئے تھا:

''هذا من ضعيف حديث إبراهيم النخعي''

لہٰذا وجۂ ضعف کو انقطاع بنانا غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس میں اعمش کے سماع کی تصریح نہیں لہٰذا اسے اُن کی عن سے بیان کردہ ضعیف روایات میں شمار کیا گیا ہے۔

اعمش عن ابراہیم النخعی والی ایک روایت کے بارے میں سفیان (ثوری) نے فرمایا:

اعمش نے (نماز میں) ہنسنے کے بارے میں ابراہیم والی حدیث نہیں سُنی ۔

(کتاب العلل للامام احمد ۲/ ۶۷ ت ۱۵۶۹، وسندہ صحیح، تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۲۷ وسندہ صحیح)

۱۵) اعمش عن ابی وائل والی ایک روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

نہ اسے ہشیم نے اعمش سے سُنا ہے اور نہ اعمش نے اسے ابووائل سے سُنا ہے۔

(کتاب العلل ۲/ ۲۵۲ ت ۲۱۵۵)

۱۶) اعمش عن ابی وائل والی ایک روایت کے بارے میں ابوزرعہ الرازی نے فرمایا:

''الأعمش ربما دلس'' اعمش بعض اوقات تدلیس کرتے تھے۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم ۱/ ۱۴ ح ۹)

جمہور محدثین کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی کا اعمش کے بارے میں میزان الاعتدال میں مذکورہ قاعدہ غلط اور مردود ہے۔

اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے:

''اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن: سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔''

(واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۵۱)

خلاصۃ التحقیق: صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ سلیمان الاعمش کی ہر معنعن روایت، چاہے وہ ابوصالح، ابراہیم نخعی یا ابووائل سے ہو یا کسی بھی راوی سے ہو، اگر سماع کی تصریح یا معتبر متابعت و معتبر شاہد نہ ہو تو ضعیف ہوتی ہے۔ **وما علينا إلا البلاغ** (۱۷/ اگست ۲۰۰۹ء)

ترکِ رفع یدین کی حدیث اور محدثین کرام کی جرح

[یہ مضمون فیصل خان بریلوی کی کتاب: ''رفع یدین کے موضوع پر... محققانہ تجزیہ'' کے جواب میں لکھا گیا ہے۔]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (مدلس) کی معنعن (ترکِ رفع یدین والی) روایت کو جمہور محدثین نے ضعیف و معلول قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین (طبع جدید ص ۱۳۰۔۱۳۴)

بعض لوگوں نے آج کل کے دور میں ان تضعیفی اقوال میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، لہٰذا ان مشککین کے شکوک و شبہات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱) امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے کہا: ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی (طرف منسوب یہ) حدیث ثابت نہیں ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۵۶) نیز دیکھئے نور العینین (ص ۱۳۰)

بعض الناس نے اس جرح کو سفیان ثوری والی حدیث سے ہٹانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ محدثین کرام نے اسے سفیان ثوری کی حدیث سے متعلق ہی قرار دیا ہے۔

دیکھئے نور العینین (ص ۱۳۰)

ایک شخص نے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ امام ابن المبارک سے اس جرح کا راوی سفیان بن عبدالملک، اُن کا قدیم شاگرد ہے اور خود متاخر شاگرد سوید بن نصر کی روایت میں ابن المبارک نے یہ حدیث بیان کی تھی لہٰذا یہ جرح قدیم اور مرجوح ہے۔

عرض ہے کہ (صحیحین کے علاوہ) عام غیر مشترط بالصحۃ کتابوں میں مجرد روایت کرنا کسی حدیث کی تصحیح نہیں ہوتا۔ مثلاً:

۱: مسند احمد (۲۵۳/۴) میں ایک روایت ہے: ''من باع الخمر فلیشقص الخنازیر'' اس کے راوی عمر بن بیان کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا تو انھوں نے

فرمایا: " **لا أعرفه** " میں اُسے نہیں جانتا۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۲/ ۷رقم ۱۳۶۶)

۲: مسند احمد (۶/ ۱۷) میں **دوید عن أبي سهل عن سليمان بن رومان إلخ**
ایک روایت ہے، جس کے بارے میں امام احمد نے فرمایا: " **هذا حديث منكر** "
یہ منکر حدیث ہے۔ (المنتخب من العلل للخلال ص ۴۴ ح ۵)

۳: سالم عن ثوبان کی روایت میں آیا ہے کہ " **استقيموا لقريش ما استقاموا لكم** "

(مسند احمد ۵/ ۲۷۷)

اس کے بارے میں امام احمد نے فرمایا: " **ليس بصحيح ، سالم بن أبى الجعد لم يلق ثوبان** " صحیح نہیں ہے، سالم بن ابی الجعد نے ثوبان سے ملاقات نہیں کی۔
(السنۃ للخلال: ۸۲ وسندہ حسن، المنتخب من العلل للخلال ص ۱۶۲ ح ۸۲)

اس طرح کی دوسری مثالوں کے لئے دیکھئے حافظ ابن القیم کی کتاب: الفروسیہ ۔

لہٰذا امام ابن المبارک کا سوید بن نصر کی روایت میں اس حدیث کو بیان کرنا اس حدیث کی تصحیح نہیں ہے اور نہ کسی خیالی موہوم رجوع کی دلیل ہے۔

زیلعی حنفی نے ابن القطان (الفاسی) کی کتاب الوہم والایہام سے نقل کیا ہے کہ " **ذكر الترمذي عن ابن المبارك أنه قال: حديث وكيع لا يصح...** " إلخ
ترمذی نے ابن المبارک سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا: وکیع کی حدیث صحیح نہیں ہے...

(نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ابن المبارک کی جرح اُسی روایت پر ہے، جسے امام وکیع نے سفیان ثوری سے بیان کیا تھا لہٰذا بعض الناس کا اس جرح کو طحاوی والی روایت پر فٹ کر دینا غلط ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مغلطائی حنفی، ابن دقیق العید مالکی شافعی، عینی حنفی، ابن الترکمانی حنفی اور ابن القطان الفاسی المغربی وغیرہم نے امام ابن المبارک کی اس جرح کے جوابات دیئے ہیں۔ تو عرض ہے کہ یہ سارے جوابات مردود اور باطل ہیں۔

۲) امام شافعی رحمہ اللہ نے ترک رفع الیدین کی احادیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت نہیں ہیں۔
دیکھئے کتاب الام (۷/۲۰۱) اور نور العینین (ص ۱۳۱)

اگر کوئی کہے کہ یہ مبہم الفاظ کی جرح ہے، جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

تو عرض ہے کہ یہ بعض الناس کے نزدیک مبہم ہو کر رد ہو گی، ہمارے نزدیک دو وجہ سے یہ جرح مقبول ہے:

اول: یہ اصولِ حدیث کے مطابق ہے، کیونکہ مدلس کی معنعن (عن والی) روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دوم: یہ جمہور محدثین کے مطابق ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ابن الترکمانی نے حدیث مذکور کے بارے میں طحاوی کی تصحیح نقل کی ہے تو عرض ہے کہ طحاوی نے (بقولِ ابن الترکمانی) الرد علی الکرابیسی (نامی کتاب) میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب موقوف روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (دیکھئے الجوہر النقی ج ۲ ص ۷۹)

لہٰذا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس روایت کے بارے میں اُن کی تصحیح ثابت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو طحاوی کا صحیح کہنا جمہور محدثین کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔

ایک شخص (فیصل خان بریلوی) نے لکھا ہے:

”کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ترک رفع یدین ثابت ہے۔“

(رفع یدین کے موضوع پر..... محققانہ تجزیہ ص ۱۰۷)

عرض ہے کہ یہ اس شخص کا کالا جھوٹ ہے۔

فائدہ: محمد بن عبدالباقی الزرقانی نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث کے بارے میں موطأ امام مالک کی شرح میں کہا: ”**و رده الشافعي بأنه لم يثبت**“ اور شافعی نے اسے رد کر دیا کہ بے شک یہ ثابت نہیں ہے۔ (ج ۱ ص ۱۵۸)

جو لوگ چار اماموں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چار مذہب برحق ہیں۔ اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ جس حدیث کو امام شافعی اور امام احمد (دو اماموں) نے ضعیف وغیرہ قرار دے کر رد کر دیا ہو اور باقی دو اماموں میں سے کسی ایک سے بھی اس حدیث کو صحیح کہنا ثابت نہ ہو تو آپ لوگ کس طرح اس روایت کو پیش کرتے ہیں؟

اگر ہمت ہے تو امام ابو حنیفہ سے ترکِ رفع یدین والی اس حدیث کا صحیح ہونا باسند صحیح ثابت کر دیں۔!!

۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی روایتِ مذکورہ پر کلام کیا ہے۔

دیکھئے مسائل احمد (روایت عبداللہ بن احمد ۱/۲۴۰ فقرہ: ۳۲۶) اور نور العینین (ص ۱۳۱)

اگر کوئی کہے امام احمد نے راویوں پر کوئی کلام نہیں کیا تو عرض ہے کہ انھوں نے روایت پر کلام کر کے اسے رد کر دیا اور رفع یدین کے عمل کو اختیار کیا ہے۔ امام ابوداود نے فرمایا: میں نے (امام) احمد کو دیکھا ہے۔ وہ رکوع سے پہلے اور بعد میں شروع نماز کی طرح کانوں تک رفع یدین کرتے تھے اور بعض اوقات شروع نماز والے رفع یدین سے ذرا نیچے (یعنی کندھوں تک)

احمد سے کہا گیا: ایک شخص رفع یدین کے بارے میں نبی ﷺ کی یہ احادیث سنتا ہے اور پھر بھی رفع یدین نہیں کرتا تو کیا اس کی نماز پوری ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: پوری نماز ہونے کا تو مجھے علم نہیں ہے، ہاں وہ فی نفسہ ناقص نماز والا ہے۔

(مسائل ابی داود ص ۳۳، نور العینین ص ۱۷۹، ۱۸۰)

اگر امام احمد ترکِ رفع یدین والی روایت کو ضعیف و مردود نہ سمجھتے تو ترکِ رفع یدین والی نماز کو ناقص کبھی نہ کہتے۔

دوسرے یہ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے علم میں ترکِ رفع الیدین والی نماز کا پورا ہونا نہیں تھا، گویا آپ ایسی نماز کو مشکوک اور خلافِ سنت سمجھتے تھے۔

اگر کوئی کہے کہ (متاخرین میں سے) قاضی شوکانی نے کہا ہے: مسند احمد کی ہر حدیث

مقبول ہے۔ (نیل الاوطار ۱/۲۰)

تو عرض ہے کہ قاضی شوکانی کی یہ بات باطل ہے اور یہ حنفیہ وآلِ تقلید کو بھی تسلیم نہیں ہے۔

مسند احمد (۳۲۲/۵، ۳۱۶) کی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد نبی ﷺ نے اپنے مقتدیوں سے فرمایا: سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو کیونکہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ دیکھئے الکواکب الدریہ (ص ۵۸)

یہ روایت وہی ہے جو فاتحہ خلف الامام میں حنفیہ اور آلِ تقلید کے تمام ''دلائل'' وشبہات کو ختم کر دیتی ہے اور اس روایت سے تقلیدیوں کو بہت چڑ ہے لہٰذا کبھی محمد بن اسحاق بن یسار پر جرح کرتے ہیں اور کبھی مکحول کی تدلیس کا رجسٹر کھول بیٹھتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر مسند احمد کی ہر حدیث مقبول ہے تو یہ حدیث کیوں غیر مقبول ہے؟

اگر کوئی کہے کہ نور العینین میں امام احمد کے سلسلے میں جزء رفع الیدین کا حوالہ پیش کرنا علمی زیادتی اور تحریف ہے تو عرض ہے کہ یہ معترض بذاتِ خود محرّف اور علمی زیادتی کا مرتکب ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ''امام احمد کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کرنا غلط اور مردود ہے۔''

تو عرض ہے کہ کیوں؟ کیا وہ ترکِ رفع یدین والی اس روایت کو صحیح کہتے تھے؟ سبحان اللہ!

۴) روایتِ مذکورہ کے بارے میں امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا: یہ خطا (غلط) ہے...الخ

(علل الحدیث ۹۶/۱ ح ۲۵۸، نور العینین ص ۱۳۱)

اگر کوئی کہے کہ ابو حاتم متشدد متعنت تھے اور جرح چند وجوہات کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔!

تو عرض ہے کہ یہ جرح کئی لحاظ سے صحیح ہے مثلاً:

اول: جمہور محدثین کے مطابق ہے لہٰذا تشدد کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوم: سفیان ثوری مدلس تھے اور اس روایت کی کسی سند میں اُن کے سماع کی تصریح موجود نہیں ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ابو حاتم الرازی نے سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی اثبات رفع یدین

والی روایت پر جرح کی ہے تو یہ جرح کیوں قبول نہیں ہے؟

عرض ہے کہ سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ کی روایت کو جمہور محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور اصولِ حدیث کی رُو سے بھی صحیح ہے لہٰذا اس پر اگر ابو حاتم رحمہ اللہ نے کوئی جرح کی ہے تو جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ قبول نہیں ہے۔ رہی سفیان ثوری والی معنعن روایت تو اُس پر جرح اصولِ حدیث اور جمہور محدثین کی موافقت کی وجہ سے مقبول ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ابو حاتم الرازی نے سفیان کی تدلیس کا اعتراض نہیں اُٹھایا تو عرض ہے کہ انھوں نے روایتِ مذکورہ کو خطا قرار دیا ہے اور روایت پر محدثین کی جرح نقل کرنے میں یہی حوالہ کافی وشافی ہے۔

۵) امام دارقطنی نے ترکِ رفع یدین والی روایت مذکورہ کو غیر محفوظ قرار دیا۔

(کتاب العلل ۵/۱۷۳، نور العینین ص ۱۳۱)

اگر کوئی کہے کہ امام دارقطنی نے اس حدیث کے بارے میں ''و إسناده صحیح'' إلخ کہا ہے۔ (دیکھئے کتاب العلل ۵/۱۷۲)

تو عرض ہے کہ امام دارقطنی نے عبداللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب والی روایت کو ''و إسناده صحیح'' کہا ہے۔ (دیکھئے کتاب العلل ج ۵ ص ۱۷۲) اور اس روایت میں دوبارہ رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

انھوں نے اس کے بعد ثوری والی روایت کو ''لیست بمحفوظة'' یعنی غیر محفوظ (ضعیف) قرار دیا ہے۔ (ایضاً ص ۱۷۲، ۱۷۳)

لہٰذا یہ کہنا کہ امام دارقطنی ترکِ رفع یدین والی حدیث کو صحیح کہتے تھے، غلط ہے۔

اگر کوئی کہے کہ احناف کا دعویٰ ''ثم لا یعود'' کے بغیر بھی ثابت اور محفوظ ہے تو عرض ہے کہ ان الفاظ یا اس مفہوم کی نفی کے بغیر یہ دعویٰ سرے سے ہی ختم ہے لہٰذا نہ ثابت ہے اور نہ محفوظ ہے۔

٦) امام ابن حبان نے ترکِ رفع یدین والی روایتِ مذکورہ کو ضعیف اور باطل قرار دیا۔

دیکھئے نورالعینین (ص ۱۳۱)

اس کے جواب میں بعض الناس نے تین اعتراض کئے ہیں:

اول: جرح مبہم ہے۔

عرض ہے کہ یہ جرح اصولِ حدیث اور جمہور محدثین کے مطابق ہے لہٰذا مقبول ہے۔

دوم: حافظ ابن حجر اور حافظ ابن حبان کے درمیان سند موجود نہیں ہے۔

عرض ہے کہ یہ کتاب سے روایت ہے اور کتاب سے روایت اصولِ حدیث کی رُو سے جائز ہے۔

سوم: حافظ ابن حبان سے کتاب الصلوٰۃ منقول نہیں ہے۔

عرض ہے کہ حافظ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ (**صفة الصلوٰة ، وصف الصلوٰة بالسنة**) کا ذکر درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

البدر المنیر لابن الملقن (۲۸۳/۱، ۴۷/۲، ۴۹۴/۳ وغیرہ)

طرح التثریب في شرح التقریب لأبي زرعة ابن العراقي (۱۰۲/۱)

تھذیب السنن لابن القیم (۳۶۸/۱ ح ۷۱۹)

اتحاف المھرۃ لابن حجر العسقلاني (۲۳۵/۱ ح ۸۳، وغیرہ)

التلخیص الحبیر (۲۱۶/۱، ۲۱۷ ح ۳۲۳، ۳۲۴)

معجم البلدان لیاقوت الحموي (۴۱۸/۱)

مغني المحتاج إلی معرفة معاني ألفاظ المنھاج للخطیب الشربیني (۲۶۱/۱، بحوالہ المکتبة الشاملة) وغیرہ

بلکہ حافظ ابن حبان نے اپنی صحیح ابن حبان میں اپنی کتاب: صفة الصلوٰة کا علیحدہ ذکر کیا ہے۔ دیکھئے الاحسان (ج ۵ ص ۱۸۴ ح ۱۸۶۷، دوسرا نسخہ ح ۱۸۶۴)

ان حوالوں کے باوجود کسی لاعلم شخص کا یہ قول: ''میری تحقیق میں حافظ ابن حبان رحمہ اللہ سے کتاب صلوٰۃ منقول نہیں ہے۔'' کیا حیثیت رکھتا ہے؟!

۷) امام ابوداود نے سفیان ثوری کی ترکِ رفع یدین والی حدیث کے بارے میں فرمایا:
یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (سنن ابی داود: ۷۴۸ ملخصاً، نورالعینین ص ۱۳۱، ۱۳۲)

بعض دیوبندیوں اور بریلویوں نے اس جرح کے ثبوت میں شک و شبہ ڈالنے کی کوشش کی تھی، جس کا مسکت جواب نورالعینین میں دے دیا گیا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ''امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''التنقیح کتاب التحقیق فی احادیث تعلیق'' پر امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کے الفاظ نقل نہیں کئے...'' (دیکھئے محققانہ تجزیہ ص ۲۱)

تو عرض ہے کہ حافظ ذہبی کا التنقیح (۲۱۸/۱) میں یہ جرح نقل نہ کرنا اس کی دلیل نہیں کہ امام ابوداود سے یہ الفاظ ثابت ہی نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ حافظ ابن عبدالہادی نے امام ابوداود کی اس جرح کو اپنی کتاب التنقیح (ج ۱ ص ۲۷۸) میں نقل کر رکھا ہے اور عدمِ ذکر پر اثبات مقدم ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص مغلطائی کے حوالے سے یہ کہے کہ ابوداود کی اس جرح کو ابن العبد (قدیم شاگرد) نے نقل کیا ہے۔

تو عرض ہے کہ مغلطائی کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے، بلکہ جلیل القدر حافظِ حدیث نے اس پر جرح کی ہے۔ دیکھئے نورالعینین (طبع جدید ص ۸۷)

دوسرے یہ کہ اس جرح کو حافظ ابن عبدالبر نے کتاب التمہید میں نقل کیا ہے، اور المکتبۃ الشاملہ کے مطابق انھوں نے امام ابوداود کی مرویات کو درج ذیل راویوں سے بیان کیا ہے:

۱: محمد بن بکر التمار (ابن داسہ) عام روایات اسی راوی سے ہیں، گویا کہ ابن عبدالبر نے سنن ابی داود انھی سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

۲: ابن الاعرابی

۳: اسماعیل بن محمد الصفار

بعض اقوال مقطوعہ کے دوسرے راوی بھی ہیں، جن کا ہماری اس تحقیق سے کوئی تعلق

نہیں ہے۔ مجھے ابن العبد (راوی) کی ایک روایت بھی التمہید میں نہیں ملی، جسے انھوں نے ابوداود سے بیان کیا ہو۔

معلوم ہوا کہ حافظ ابن عبدالبر نے امام ابوداود سے جو جرح نقل کی ہے، وہ ابن العبد کی سند سے نہیں ہے لہٰذا بعض الناس کا یہ کہنا کہ امام ابوداود نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر جرح سے رجوع کر لیا تھا، باطل اور مردود ہے۔

اگر ایک روایت یا قول بعض نسخوں میں موجود نہ ہو اور بعض یا ایک نسخے میں موجود ہو تو پھر یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ یہ نسخہ قابلِ اعتماد ہے یا نہیں؟ اگر قابلِ اعتماد ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ثقہ کی زیادت کے اصول سے اس روایت یا قول کو موجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ امام ابوداود کی جرح کو ابن الجوزی، ابن عبدالبر، ابن عبدالہادی اور ابن حجر العسقلانی وغیرہم متعدد علماء نے نقل کیا ہے لہٰذا اس جرح کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

۸) حافظ ابن حجر نے سفیان ثوری والی حدیثِ ترک رفع الیدین کے بارے میں لکھا ہے کہ " **وقال أحمد بن حنبل و شیخه یحي بن آدم : هو ضعیف** " احمد بن حنبل اور ان کے استاذ یحییٰ بن آدم نے کہا: وہ (حدیث) ضعیف ہے۔ (التلخیص الحبیر ۲۲۲/۱ ح ۳۲۸)

اگر کوئی کہے کہ جرح کے الفاظ نقل کریں، تو عرض ہے کہ ہم نے الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ نیز دیکھئے البدر المنیر (۴۹۲/۳)

۹) مشہور ثقہ وصدوق حسن الحدیث تخطئ محدث البزار نے حدیثِ ترک پر جرح کی۔ دیکھئے التمہید (۲۲۰/۹، ۲۲۱) اور نور العینین (ص ۱۳۳)

یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وجہ سے محدث بزار نے جرح کی تھی، ہم بھی اس وجہ سے سو فیصد متفق ہوں، لیکن یہ بات تو ثابت ہے کہ انھوں نے روایتِ مذکورہ پر جرح کی ہے لہٰذا وہ اس روایت کے جارحین میں سے ہیں۔

بعض الناس نے میرے بارے میں یہ جھوٹ بولا ہے کہ میں محدث بزار کی توثیق کا قائل نہیں ہوں۔ یقیناً انھیں ایک دن اس جھوٹ کا حساب دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

۱۰) ترکِ رفع یدین کی ضعیف ومردود روایات "**ثم لا یعود**" وغیرہ یا اس مفہوم کے الفاظ سے مروی ہیں، جنھیں محمد بن وضاح نے ضعیف کہا۔ (دیکھئے التمہید ۹/۲۲۱، نور العینین ص ۱۳۳)

اگر کوئی کہے کہ محمد بن وضاح نے صرف "**ثم لا یعود**" کے الفاظ والی روایات کو ضعیف کہا تھا، دوسری روایات کو نہیں تو عرض ہے کہ ابن وضاح سے کسی ایک ایسی روایت کی تصحیح یا تحسین نقل کر دیں جس سے ترکِ رفع یدین ثابت ہوتا ہو۔!

اگر نہ کر سکیں تو عرض ہے کہ الفاظ جو بھی ہوں، اُن کے نزدیک ترکِ رفع یدین کی تمام روایات ضعیف ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص مارا گیا، دوسرا کہے: فلاں شخص قتل ہو گیا۔

تو کیا الفاظ کی تبدیلی سے مفہوم میں فرق ہے؟ کچھ تو غور کریں!

۱۱) امام بخاری نے اعلان کیا کہ علماء کے نزدیک ترک رفع یدین کا علم نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ (جزء رفع الیدین: ۴۰)

اور مزید فرمایا: اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ الخ (جزء رفع الیدین: ۷۶)

اسی طرح انھوں نے سفیان ثوری والی روایت پر کلام کیا اور ابن ادریس کی روایت کو محفوظ قرار دیا۔ دیکھئے جزء رفع الیدین (۳۲، ۳۳)

ایسی تصریحات وغیرہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے علامہ نووی شافعی وغیرہ نے کہا کہ بخاری نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے المجموع شرح المہذب (۳/۴۰۳)

اگر کوئی کہے کہ آپ نے امام بخاری کی جرح نقل نہیں کی لہٰذا امام بخاری کا نام جارحین میں نقل کرنا غلط اور باطل ہے۔!

تو مؤدبانہ عرض ہے کہ کیا امام بخاری کو ترک رفع یدین کی روایت کے مصححین میں شامل کرنا چاہئے (!) اور یہ بھی بتائیں کہ انھوں نے جزء رفع الیدین کیوں لکھی تھی؟!

۱۲) ابن القطان الفاسی نے روایتِ مذکور کی زیادت (دوبارہ نہ کرنے کو) خطا قرار دیا۔

(نصب الرایہ ۱/۳۹۵، نور العینین ص ۱۳۳)

''ثم لا یعود'' وغیرہ الفاظِ ترک کے بغیر (امام عبداللہ بن ادریس کی) مطلق حدیث اگر صحیح ہو تو اس سے حنفیہ اور آلِ تقلید کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

معلوم ہوا کہ جارحین میں ابن القطان الفاسی کا نام صحیح ہے۔

۱۳) عبدالحق اشبیلی نے روایتِ مذکورہ کے بارے میں فرمایا: یہ صحیح نہیں ہے۔

(الاحکام الوسطیٰ ۱/۳۶۷، نورالعینین ص ۱۳۳)

اگر کوئی کہے کہ یہ جرح مبہم ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح دو وجہ سے بالکل صحیح ہے:

اول: روایتِ مذکورہ سفیان ثوری کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم: یہ جرح جمہور محدثین کے مطابق ہے لہٰذا اسے جرح مبہم کہہ کر رد کر دینا غلط اور باطل ہے۔

۱۴) ترکِ رفع الیدین والی روایتِ مذکورہ کو حافظ ابن حجر کے استاذ ابن الملقن نے ضعیف کہا۔ (البدرالمنیر ۳/۴۹۲، نورالعینین ص ۱۳۳)

جمہور محدثین کے مطابق اس جرح کو بعض الناس کا جرح مبہم کہہ کر رد کر دینا غلط ہے۔

۱۵) حاکم نیشاپوری نے ''**ثم لم یعد**'' کے الفاظ کو غیر محفوظ (یعنی ضعیف) قرار دیا۔

(الخلافیات للبیہقی بحوالہ البدرالمنیر ۳/۴۹۳، نیز دیکھئے مختصر الخلافیات للبیہقی تالیف ابن فرح الاشبیلی ج ۱ ص ۳۷۸، ۳۷۹)

بعض الناس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: ''حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر علمائے کرام اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعتراضات نقل کر کے اسکا تفصیلی رد لکھا ہے۔''

(دیکھئے محققانہ تجزیہ ص ۱۲۰)

حالانکہ حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین سے منع والی ساری احادیث باطل ہیں، ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے مثلاً حدیث ابن مسعود... **فصلّی فلم یرفع یدیه إلا فی أول مرة ... إلخ**

(المنارالمنیف ص ۱۳۷، فقرہ: ۳۰۹، ۳۱۰)

۱۶) علامہ نووی (شافعی) نے روایتِ مذکورہ کے بارے میں کہا:

اس حدیث کے ضعیف ہونے پر (ترمذی کے علاوہ تمام متقدمین کا) اتفاق ہے۔

دیکھئے خلاصۃ الاحکام (۳۵۴/۱ ح ۱۸۰، نور العینین ص ۱۳۳)

بعض الناس نے لکھا ہے کہ ''امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ اجماع صحیح نہیں جب کہ جمہور محدثین کرام اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں۔''

عرض ہے کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ متقدمین میں سے امام ترمذی کے علاوہ کسی ایک محدث سے روایتِ مذکورہ کی تصحیح صراحتاً ثابت نہیں ہے۔

۱۷) حافظ ابن القیم نے دارمی سے نقل کیا کہ انھوں نے روایتِ مذکورہ کو ضعیف قرار دیا۔

(تہذیب السنن ۴۴۹/۲، دوسرا نسخہ ۳۶۸/۱)

مجھے یہ حوالہ باسند صحیح نہیں ملا۔ (دیکھئے نور العینین ص ۱۳۳)

جو لوگ کتابوں سے بے سند حوالے پیش کرتے رہتے ہیں مثلاً کتبِ فقہ سے امام ابو حنیفہ کے حوالے تو اُن کی شرط پر درج بالا حوالہ پیش کرنا صحیح ہے۔

۱۸) حافظ ابن القیم اور نووی نے محدث بیہقی سے نقل کیا کہ انھوں نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا۔ (دیکھئے تہذیب السنن ۴۴۹/۲، اور شرح المہذب ۴۰۳/۳)

مجھے یہ حوالہ بھی باسند صحیح نہیں ملا۔ دیکھئے نور العینین (ص ۱۳۳)

ویسے اصل کتاب الخلافیات دیکھنے کے بعد ہی اس حوالے کو چیک کیا جا سکتا ہے لیکن افسوس ہے کہ یہ کتاب ابھی تک کامل حالت میں شائع نہیں ہوئی۔ نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۱۷

۱۹) ثم لا یعود (وغیرہ) الفاظ کے ساتھ ترکِ رفع یدین کی جو حدیث مروی ہے، امام محمد بن نصر المروزی نے ان الفاظ کی تضعیف پر خاص توجہ دی۔

دیکھئے بیان الوہم والایہام (۳۶۵/۳، ۳۶۶)

اور ظاہر ہے کہ چار پائی پر جس طرف سے بھی لیٹا جائے، کمر درمیان میں ہی رہتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امام محمد بن نصر المروزی کا نام جارحین میں صحیح نہیں ہے۔ تو عرض ہے کہ

کیوں؟ کیا وہ ترکِ رفع الیدین کی روایتِ مذکورہ کو صحیح کہتے تھے؟ حوالہ پیش کریں!!

۲۰) ابن قدامہ المقدسی نے ترکِ رفع یدین والی روایتِ مذکورہ کو ضعیف کہا۔

(المغنی ۱/۲۹۵ مسئلہ: ۶۹۰، نور العینین ص ۱۳۴)

ان کے علاوہ دوسرے حوالے بھی تلاش کئے جا سکتے ہیں مثلاً جو لوگ سکوت کو رضامندی کی دلیل سمجھتے ہیں، اُن کے نزدیک وہ علماء بھی اس روایت کے جارحین میں شامل ہیں جنھوں نے روایتِ مذکورہ پر جرح نقل کر کے سکوت کیا ہے۔ مثلاً صاحبِ مشکوٰۃ وغیرہ

ان جارحین میں سے اگر بعض کے نام خارج کر دیئے جائیں، تب بھی یہ جمہور محدثین وعلماء تھے جو روایتِ مذکورہ کو الفاظِ ترک کے ساتھ ضعیف و غیر محفوظ وغیرہ سمجھتے تھے۔

ان کے مقابلے میں صرف امام ترمذی کا حسن کہنا اور پانچویں صدی کے حافظ ابن حزم کا صحیح کہنا دو وجہ سے غلط ہے:

اول: جمہور کے خلاف ہے۔ **دوم:** اصولِ حدیث کے خلاف ہے۔

اصولِ حدیث کا یہ مسئلہ ہے کہ غیر صحیحین میں مدلس کی معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے۔ بہت سے علماء نے امام ترمذی اور حافظ ابن حزم دونوں کو متساہل بھی کہا ہے۔

مثلاً دیکھئے ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل للذہبی (ص ۱۵۹، یا ص ۲) اور المتکلمون فی الرجال للسخاوی (ص ۱۳۷)

متعدد بریلوی و دیوبندی ''علماء'' نے بھی امام ترمذی کو متساہل قرار دیا ہے اور حافظ ابن حزم سے تو انھیں خاص دشمنی ہے۔

تعجب ہے کہ اصولِ حدیث اور جمہور محدثین کے خلاف صرف ترمذی کی تحسین اور ابن حزم کی تصحیح کو یہاں قبول کیا جاتا ہے۔! کیا کوئی ہے جو انصاف کرے؟!

رفع الیدین قبل الرکوع و بعدہ کے مسئلے پر تفصیل کے لئے امام بخاری کی کتاب: جزء رفع الیدین اور میری کتاب نور العینین فی اثبات مسئلہ رفع الیدین کا مطالعہ کریں۔

ان شاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔ وما علینا إلا البلاغ (۱۷/ستمبر ۲۰۰۹ء)